
نوائے افغان جہاد
صفر ۱۴۳۸ھ
نومبر ۲۰۱۶ء
الآن الآن جاء القتال
اب ھی تو قتال کا وقت آیا ھے!

خلیفہ چہارم، شیرِ خدا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بارِ خلافت اٹھانے کے بعد پہلا خطاب

حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین بننے کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلا بیان فرمایا، اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینے والی کتاب نازل فرمائی اور اس میں خیر و شر سب بیان کر دیا، لہٰذا تم خیر کو لو اور شر کو چھوڑو اور تمام فرائض ادا کر کے اللہ کے ہاں بھیج دو۔ اللہ تعالیٰ ان کے بدلے تمہیں جنت میں پہنچا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو قابلِ احترام بنایا ہے جو سب کو معلوم ہیں لیکن ان تمام چیزوں پر مسلمانوں کی حرمت کو فوقیت عطا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اخلاص اور وحدانیت کے یقین کے ذریعہ مسلمانوں کو مضبوط کیا ہے اور کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ناحق تکلیف سے تمام لوگ محفوظ رہیں۔ کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا حلال نہیں ہے، البتہ قصاص اور بدلہ میں تکلیف دینا شرعاً واجب ہو جائے اس کی اور بات ہے۔ قیامت اور موت کے آنے سے پہلے پہلے اعمالِ صالحہ کر لو کیونکہ بہت سے لوگ تم سے آگے جا چکے ہیں اور تمہارے پیچھے قیامت آ رہی ہے جو تمہیں ہانک رہی ہے۔ ہلکے پھلکے رہو یعنی گناہ نہ کرو، اگلوں سے جاملو گے کیونکہ اگلے لوگ پچھلوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ کے بندو! اللہ کے بندوں اور شہروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حتیٰ کہ زمین کے ٹکروں اور جانوروں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو اس کی نافرمانی نہ کرو۔ جب تمہیں خیر کی کوئی چیز نظر آئے تو اسے لے لو اور جب شر نظر آئے تو اسے چھوڑ دو''۔



حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو''۔ (ترمذی، ابوداؤد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۹

صفر ۱۴۳۸ھ نومبر ۲۰۱۶ء



اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@yandex.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

الٰہی! اِن کے راستے فتح کے نور سے سجا...

صلیبی کفار اور رافضی فتنہ گر' اسلامی سرزمینوں میں غارت گری اور تباہ کاری میں مصروف ہیں...ایک جانب ائمۃ الصلیب 'اپنی ازلی بد باطنی اور شیطانی فطرت سے مجبور ہو کر ممالکِ اسلامیہ کو تباہی و بربادی کا نشانہ بنا رہے ہیں تو دوسری طرف رافضی شیطان' اہلِ ایمان کے جان ومال اور عزت ووقار کے درپے ہیں... ابلیس ملعون کے پیروکاروں کو اللہ کے مخلص بندوں نے بلاشبہ ہر جگہ اور ہر محاذ پر مات دی ہے لیکن جیسے جیسے مجاہدینِ اسلام ان کو کاری ضربیں لگاتے ہیں، اُسی رفتار سے ان بد بختوں کی سرشت میں پڑی حیوانیت جاگ اٹھتی ہے، اسلام اور شریعت سے ان کی عداوت، معاندت اور مخاصمت کا جذبہ جوش مارتا ہے اور یہ اپنی درندگی و وحشت میں باؤلے ہو کر اہلِ ایمان کو نیست و نابود کردینے کے لیے چڑھتے چلے آتے ہیں۔

رافضیوں نے اپنی سرکشی، شر اور فتنہ انگیزی سے اسلام اور اہلِ اسلام کی دشمنی کا حق ہر دور میں ادا کیا ہے...ابن سبا اور ابو لؤلؤ مجوسی کی اولاد نے اہلِ ایمان کی نسل کشی میں بھی کبھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور کفار سے ملی بھگت کر کے مسلمانوں کی سرزمینوں کو روندنے میں بھی ہمیشہ تاریخی کردار ادا کیا ہے! زمانۂ موجود میں ایران کی سیاسی وریاستی پشت پناہی کے بعد اس فسادی گروہ نے مختلف مسلم خطوں اور ممالک میں اپنے پنجے گاڑنے شروع کیے... عرب خطہ کے موجودہ منظر نامہ کی نقشہ گری' روافض کی جانب سے کئی عشروں سے جاری ہے...آج روافض کی ان کوششوں کو حتمی طور پر کامیاب کرنے اور انہیں بہر صورت بارآور بنانے کے لیے امریکہ کی سرپرستی میں صلیبی اتحاد بھی اپنا اعلانیہ وخفیہ تعاون جاری رکھے ہوئے ہے، ملحد روس بھی اپنی تمام تر عسکری قوت اور حربی طاقت کے ساتھ فتنۂ رفض کی پشت پر کھڑا ہے اور ایران' جو اس ساری مہم کا سردار اور پیشوا ہے' وہ بھی ''ولایت فقیہ'' کی ترویج و توسیع کے لیے اپنے تمام عسکری ومعاشی وسائل کو جھونک رہا ہے۔

''ولایت فقیہ''، جیسے ''مذہبی نظام واصطلاح'' کی آڑ میں اصلاً تو 'دورِ کسریٰ' کی سرحدوں کو بحال کرنے کا منصوبہ اور مجوسی ایران کی ''بحالی'' کا مقصد ہے' جسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہمیشہ کے لیے زمین سے فنا کر ڈالا تھا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مطابق ''رافضہ کبھی تن تنہا کھڑے نہیں ہو سکتے، جس طرح کہ یہود کبھی تن تنہا کھڑے نہیں ہو سکتے''۔ فللہٰذا رافضی ایران کو شہہ دینے اور اُس کے قدم مضبوط کرنے میں دنیا کا ہر طاغوت اپنے اپنے انداز سے بھرپور کردار ادا کر رہا ہے... صلیبی امریکہ اور اُس کے اتحادیوں نے اپنے چہروں پر بظاہر ایران مخالف 'ماسک' لگائے ہوئے ہیں، اسی طرح ایرانی شیطان بھی ''مرگ بر امریکہ'' کے نام پر تقیہ کرتے ہوئے امریکہ کی ''ناک میں دم'' کیے رکھتا ہے... لیکن حقیقت میں یہ ایک دوسرے کے بازو مضبوط کرنے والے ہیں اور اس کے شواہد جابجا بکھرے پڑے ہیں! امریکہ' جو مسلمان خطوں میں پنپنے، بڑھنے اور پھلنے پھولنے والی ہر جہادی جماعت کو ''دہشت گرد'' قرار دے کر اُس پر پابندیاں لگاتا اور معاشی، سیاسی، سماجی اور معاشرتی حوالے سے اُسے تنہا و بے دست وپا کرنے کے لیے تمام تر وسائل اور پروپیگنڈہ مشینری بروئے کار لاتا ہے' یہی امریکہ 'ولایت فقیہ کی علم بردار ''پاسدارانِ انقلاب'' اور اس کی ذیلی دہشت گرد تنظیم ''فیلق القدس'' کی طرف لمحہ بھر کے لیے میلی آنکھ سے دیکھنا تک گوارا نہیں کرتا! حالانکہ پاسدارانِ انقلاب اور فیلق القدس کا شام، عراق، یمن، لبنان، بحرین وغیرہ میں اپنایا جانے والے کردار کس سے ڈھکا چھپا ہے؟ صلیبی آقا ہی نہیں بلکہ الحاد کا سرپنچ اور فتنۂ انکارِ خدا کا سرغنہ' روس بھی روافض کے شانہ بشانہ ہو کر اہلِ ایمان کے قتلِ عام میں شریک ہے... صلیبی سردار امریکہ اور اُس کے اتحادی تو مختلف حیلوں بہانوں سے رافضی فتنہ کی کمر ٹھونکتے ہیں لیکن ملحد روس پوری ڈھٹائی کے ساتھ خم ٹھونک کر ایران اور بشار قصائی کا اتحادی بن کر سرزمینِ شام میں

مسلمانوں کی بستیوں کو آہن و بارود اور کیمیائی ہتھیاروں سے تاخت وتاراج کر رہا ہے! یہی وجہ ہے کہ ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو ایرانی پاسداران انقلاب کے نائب سیکرٹری جنرل حسین سلامی نے دوٹوک الفاظ میں کہا:

''آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری سرحدیں کس طرح وسیع ہوئی ہیں... ایرانی سرحدیں بڑھ کر بحیرہ احمر اور بحیرہ روم کے مشرق تک جا پہنچی ہیں''۔

اگر ابن سبا، ابولؤلؤ مجوسی اور یزدگرد کی ذریت نے صلیبی کفار اور ملحد روس سے اتحاد کر کے کسریٰ کے ایران کو ''واپس'' لانے کی مہم شروع کی ہے تو سیدنا عمر فاروق، سعد بن وقاص اور خالد بن ولید رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیٹے بھی اس جنگ کے لیے پوری طرح تیار ہیں! فتنۂ رافضیت کے خلاف اسی جنگ کا عظیم ترین معرکہ آج سرزمین شام میں لڑا جا رہا ہے... الحاد، صلیب و رفض کی شیطانی تکون کے مقابلے میں اللہ کے بندوں کے قلیل اور بے سروسامان گروہ میدان معرکہ میں اترے ہوئے ہیں... اہل شام نے پچھلے پانچ سالوں میں اللہ کی دین کی نصرت کا حق بعینہٖ اُسی طرح ادا کیا ہے جس طرح افغان سرزمین کے باسیوں نے دینِ مبین کی نصرت کا حق ادا کیا! شامی مسلمانوں پر بشار قصائی، ایرانی ''ولایت فقیہ''، روس اور صلیبی اتحادیوں نے ظلم و وحشت کی تاریک رات مسلط کی ہے لیکن اس مبارک سرزمین کے باسیوں نے اس رات کو اپنے جوانوں، نونہالوں اور ماؤں بیٹیوں کے لہو سے روشن و منور کر کے ایمان وایقان، یقین و توکل اور جہاد و قتال کے اجالوں میں بدل دیا ہے!

حلب 'معرکۂ شام کا اہم ترین محاذ ہے اور یہ محاذ ان دنوں پوری طرح گرم ہے! بشار قصائی کی سربریت، روسی طیاروں کی وحشیانہ اور لگاتار بمباریاں اور ایرانی روافض کی بہیمیت 'اس شہر کے دس لاکھ باسیوں پر ٹوٹی پڑ رہی ہے! روس کی سرکردگی میں ان کفار نے حلب کے شہریوں کو کئی بار اعلانیہ موقع فراہم کیا اور بار بار وارننگ دی کہ حلب شہر کو چھوڑ کر نکل جائیں تاکہ وہ حلب میں موجود مجاہدین کو ہر طرف سے کاٹ کر ختم کرنے میں کامیاب ہو سکیں لیکن حلب کا ایک بھی باسی شہر کو چھوڑنے اور مجاہدین کو یکا و تنہا کرنے پر تیار نہیں اور ہر وارننگ اور ہر انتباہ کے جواب میں اس شہر کے ہر ہر باسی کی زبان پر یہ کلمات تھے:

''حلب نہیں جھکے گا، حلب اللہ کے حکم سے فتح یاب ہوگا!''

''اے حلب! اے امت کے قلب! ہمارا وعدہ ہے کہ تجھے تنہا چھوڑ کر نہیں جائیں گے! فتح یا شہادت!''

رافضیوں اور کفار کا منصوبہ یہی تھا کہ حلب شہر کو عام آبادی سے خالی کروایا جائے، اس کے بعد وہاں موجود مجاہدین کو فضائی بمباریوں اور زہریلی گیسوں سے نشانہ بنا کر مکمل طور پر ختم کر ڈالا جائے لیکن حلب کے شہریوں نے مجاہدین کا ساتھ چھوڑنے سے قطعی طور پر انکار کیا اور اس کی ہر قیمت چکانے کے لیے تیار ہو گئے۔ مجاہدین نے حلب کا محاصرہ توڑنے اور اس شہر کو روافض سے واگزار کروانے کے لیے ۲۹ اکتوبر سے 'معرکہ حلب الکبریٰ' کے عنوان سے معرکہ شروع کیا ہے... جس میں تادم تحریر مجاہدین 'کٹھن ترین حالات، بے دریغ بمباریوں اور مشکل ترین مراحل کے باوجود حلب کے مسلمانوں کے دفاع میں ڈٹے ہوئے ہیں اور مسلسل پیش قدمی کر رہے ہیں!

جہاں عامۃ المسلمین نصرت دین کی خاطر تاریخی اور لازوال قربانیاں دے رہے ہیں، وہی مجاہدین بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے دفاع اور اُنہیں کفار کی دست برد سے نجات دلانے کے لیے سب کچھ لُٹا اور کھپا رہے ہیں! ایسے موقع پر سب سے تکلیف دہ امر یہ ہے کہ کفار کی طرف سے زخم زخم مسلمانوں کو داعش جیسے غلاۃ کی طرف سے بھی مسلسل کچوکے لگائے جا رہے ہیں! مشرقی حلب میں داعش اپنی قوت کے ساتھ موجود ہے اور یہی وہ علاقہ ہے جہاں سے بشار اور روافض کی سپلائی لائن سمیت تازہ دم دستے مجاہدین کے مقابلے کے لیے گزرتے ہیں اور رافضیوں کے یہ عسکری قافلے داعش کی چیک

پوسٹوں اور مورچوں کے عین سامنے سے گزر کر حلب میں اہل ایمان پر زندگی تنگ کرنے کو پہنچ رہے ہیں لیکن داعش کے فتنہ پرور ،اپنے ہتھیاروں کا رُخ ان روافض کی جانب کرنے کو تیار نہیں!

رافضی فتنہ شام ہی میں اہل ایمان اور اہل سنت کو تہہ تیغ کرنے کے درپے نہیں بلکہ پورے مشرق وسطیٰ کے مسلمان اُس کے نشانے پر ہیں... حلب کے ساتھ ساتھ عراق میں بھی اہل سنت پر قیامتیں توڑی جا رہی ہیں... شام میں روس کی کھلی جارحیت ،روافض کی پشت پر ہے جب کہ عراق کے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرنے میں امریکی مدد ،رافضیوں کو حاصل ہے... ''فیلق القدس'' عراق سے شام تک اپنے شیطانی عزائم کی تکمیل کے لیے برسرپیکار ہے! لیکن بُرا ہو غلو زدہ ذہنیت کا جس نے نہ شام میں اہل سنت کا دفاع کیا نہ ہی عراق میں اہل سنت کے لیے کوئی ڈھال فراہم کی! قاسم سلیمانی جیسا شیطان عراق میں اہل سنت کے منظم قتلِ عام کی مہم کی قیادت کر رہا ہے لیکن داعش نے ہر محاذ پر مسلمانوں کو تنہا چھوڑا ہے اور کفار کے لیے لقمۂ تر بنایا ہے! اسی لیے داعش کے زیر تسلط علاقوں پر کفار کی جانب سے جب بھی چڑھائی ہوتی ہے تو کہیں پر بھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ عام مسلمان ،داعش کی حمایت کے لیے نکل کھڑے ہوں اور اُس کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اپنی سرزمینوں کا دفاع کرنے میں لگ جائیں... ایسے مناظر شام میں مجاہدین کے حسن سلوک اور رفق و محبت سے متاثر ہونے والے عامۃ المسلمین کی جانب سے جا بجا دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن داعش کی بے جا سختیوں، تکفیر و تفسیق کی فطرت اور وحشیانہ طرزِ عمل کے سبب عام مسلمان ،اس گروہ سے حد درجہ متنفر و بے زار ہیں،اور جب اور جہاں اُنہیں موقع ملتا ہے وہ ان کے شکنجے سے نکلنے میں ذرا دیر نہیں لگاتے... رمادی، کوبانی، پالمیرا، المنبج، موصل، فلوجہ میں یہ صورت حال تواتر سے سامنے آئی ہے...

لیکن مجاہدین کے لیے یہ معاملہ اس سے بھی سوا ہے! مجاہدین ان مسلمانوں کے بارے میں خود کو جواب دہ سمجھتے ہیں اور اسی جواب دہی کے احساس کی بنیاد پر عراق سمیت تمام امت کے مسلمانوں کے معاملے میں باہمی اتحاد کا پیغام دیتے ہیں! روافض اور کفار اصلیبین کے مقابلے میں متحد و یکجان ہونے واسطے ہی جماعت القاعدہ کے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے ''عراق کے معاملے میں اللہ سے ڈرو'' کے عنوان سے بیان جاری کیا، جس کی ابتدا میں آپ نے عراقی مسلمانوں کے اصل دشمنوں کی پہنچان کرواتے ہوئے فرمایا:

> ''ان دنوں عراق میں اہلِ سنت کی مساجد، گاؤں اور شہر جلائے جا رہے ہیں اور ابراہیم البدری (ابو بکر بغدادی) کی جماعت کے بہانے اہلِ سنت پر تشدد کیا اور اُن کا قتلِ عام کیا جا رہا ہے۔ ان منظم کارروائیوں کا بنیادی ہدف اہلِ سنت کو عراق سے مٹانا ہے۔ یہ کارروائیاں صفوی ایران اور اس کے ماتحت عراقی حکومت بمعہ ان کی ملیشیات اور خطے میں موجود صفوی ایران کے لیے منصوبہ وضع کرنے والے زرپرستوں کی سربراہی میں کی جا رہی ہیں''۔

پھر عراقی مسلمانوں کو اپنے دفاع پر ابھارنے اور ماضی میں کی جانے والی غلطیوں کی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

> ''یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ اہلِ سنت اپنی ماضی کے تجربات کا جائزہ لے کر ان غلطیوں کی اصلاح کریں جن کی وجہ سے وہ مسلم امت سے کٹ گئے ،اور انتہا پسندی، تکفیر (ناحق) کی روش اپنا کر ،مقدس خون سے ہاتھ رنگنے میں ملوث ہو گئے! یا پھر (دوسری صورت میں) اس خطے میں موجود امریکی ایجنٹوں کے دستِ نگر بن جائیں''۔

اور آخر میں شام کے مجاہدین کو پابند کیا کہ وہ متحد ہو کر عراقی مسلمانوں کی مدد و نصرت کریں اور انہیں رافضیت کے خونی پنجوں سے چھڑانے کی تدابیر اختیار کریں:

''جہاں تک ہمارے بھائیوں 'ابطالِ اسلام' مجاہدینِ شام کا تعلق ہے تو میں ان کو تاکید کرتا ہوں کہ عراق میں اپنے بھائیوں کو از سر نو منظم ہونے میں ان سے تعاون کریں کیونکہ ان کی جنگ تو ایک ہی ہے اور شام 'عراق کے لیے کمک ہے اور عراق 'شام کا جزو لاینفک ہے''۔

غلو، شدت اور بے جا سختیاں نافذ کرنے والی ذہنیت ہی کے سبب عامۃ المسلمین 'مجاہدین کو بھی اپنی بدحالیوں، مصیبتوں، پریشانیوں اور ابتلا و آزمائش کا اُتنا ہی ذمہ دار سمجھنے لگتے ہیں جتنا کفار اور روافض کو گردانتے ہیں! اسی لیے مجاہدین اور اُن کی بیدار مغز قیادت برملا کہتی ہے کہ عامۃ المسلمین سے نرمی، محبت، سہولت، شفقت اور میانہ روی کا معاملہ روا رکھا جانا چاہیے کیونکہ امت مسلمہ سے وابستہ ہر فرد ہمارے لیے اہم اثاثہ ہے اور اُس کی جان، عزت، مال، آبرو ہر شے ہمارے لیے محترم ہے! شریعت کی مہیا کردہ آسانیاں اُنہیں بہم پہنچانا، اُن کی دل جوئی کرنا اور اُن کے شرعی اعذار قبول کرنا از حد ضروری ہے اور بے جا سختی، تشدد اور غلو کے باعث اُنہیں آزردہ، بددل و متنفر کرنے کی پالیسی کسی صورت بھی حتمی طور پر مثبت نتائج نہیں دے سکتی! یہ اور اس جیسے دیگر معاملات بلکہ آج کے دور میں تمام تر جہادی معاملات و مسائل میں مجاہدین کے لیے امارت اسلامیہ افغانستان کی پالیسی اور مشعل راہ ہے...

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کو پوری طرح نبھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ صدیوں سے شیطانی اور طاغوتی نظام کے شکنجے میں قید اہلِ ایمان کے حالات کو پوری طرح مد نظر رکھتے ہوئے اُن پر بے جا سختی و تشدد کی بجائے شریعت ہی کی تعلیمات کے مطابق اُن کے اعذار قبول کیے جائیں... دلوں کو مسخر کریں گے تو کہیں برکتوں والی سرزمین 'شام کے محاذ پر عامۃ المسلمین اپنے سینے کھول کر آپ کے شانہ بشانہ کھڑی ہوں گے اور کہیں افغان کوہساروں میں نصرت دین کا فریضہ پوری تندہی سے نبھا کر تمام جھوٹے خداؤں کی مٹی ان پہاڑوں میں پلید کرنے میں آپ کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں گے! اس کے بدلے میں قندوز سے اورزگان اور ننگرہار تک اپنی اور اپنی آل اولاد کی جانیں وارنے اور قربان کرنے کے باوجود وہ آپ کے ساتھ کامل مضبوطی و ہم آہنگی سے کھڑے ہو کر کفار کو لکاریں گے! اسی لیے شرق و غرب کے قائدین جہاد کا مشترکہ فیصلہ ہے کہ دورِ حاضر میں جاری جہاد کی قیادت امارت اسلامیہ ہی کے ہاتھ میں جچتی بھی ہے اور ان درویشوں نے ہر ہر مرحلے پر اس قیادت کا حق ادا کیا ہے...

پس یہ وقت ہے مجاہدین کے مابین اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کرنے کا، انتشار، اختلاف اور افتراق کی جڑ کاٹنے کا اور تکفیر و تفسیق کی بجائے دین کی عطا کردہ رافت و محبت کا نمونہ بن کر صلیبی و رافضی کفار کے مقابلے میں ایک دوسرے کی ڈھال بننے کا! موصل، حلب اور عراق و شام سمیت تمام دنیا کے مجاہدین کے لیے دعائیں کرنے کا اور دعاؤں کی کھیپ اُن ابطالِ امت کے حق میں روانہ کرنے کا کہ جو اپنی محبوب امت کے سکون و چین اور دفاع کے لیے ہر محاذ پر کی بنیاد پر جانیں وارنے اور جسموں کے چیتھڑے اُڑوانے کے باوجود جمے اور ڈٹے ہوئے ہیں... اپنے رحمن و رحیم مالک سے اُن کی نصرت اور مدد کی التجائیں کیجیے کہ بلاشبہ اُس کے علاوہ کوئی نہیں جو فریادیں سنیں، جواب دے اور مدد و نصرت پر قادر ہو! امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ: ''ہمارے اور رحمن کے عرش کے درمیان (قبولیت و استجاب) کا کتنا فاصلہ ہے؟ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''دعوۃٌ صادقۃٌ من قلبٍ صادق!''... اُس کے آگے گڑگڑا کر، اُس کے دربار میں ناک رگڑ کر، اُس کے در پر فقیری و مسکنت اختیار کر کے بس سچے دلوں سے سچی پکار لگائیے! پکار سننے والے کے ہاں کمی کسی شے کی نہیں! وہ منتظر ہے سچے دلوں سے نکلی سچی پکار کا!

☆☆☆☆☆

باطن کے تین گناہ

حضرت مولانا عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم العالیہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ

''اور تم ظاہرہ گناہ کو بھی چھوڑ و اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو۔ بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی''۔

گناہوں سے توبہ کا اہتمام:

اللہ جل شانہ نے ہمیں جن باتوں، کاموں اور عادتوں سے منع کیا ہے ان کو گناہ کہتے ہیں اور گناہوں سے بچنے کا حکم ہے۔ جان بوجھ کر گناہ کرنا جائز نہیں ہے، اگر غلطی سے کوئی گناہ ہو جائے تو سچی توبہ کر لیں بلکہ اگر جان بوجھ کر بھی کوئی گناہ کر لیا ہے اور اس کو کچھ احساس ہوا ہے کہ میں نے گناہ کا کام کیا تھا، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تو اس کو سچے دل سے توبہ کر لینی چاہیے۔ توبہ جان بوجھ کر کیے ہوئے گناہوں سے بھی ہوتی ہے اور بھول کر اور غلطی سے کیے ہوئے گناہوں سے بھی ہوتی ہے، ہر قسم کے گناہوں سے توبہ ہو سکتی ہے۔

ظاہر و باطن کے گناہ:

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں، ظاہر کے گناہ اور باطن کے گناہ۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک ظاہر اور دوسرا باطن۔ ظاہر وہ ہے جو ہمیں نظر آتا ہے اور باطن وہ ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا اور اسی کو دل کی دنیا کہتے ہیں اور جو نظر آتا ہے اس کو ظاہر کی دنیا کہتے ہیں۔ چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا، قتل کرنا، شراب پینا، سود لینا، رشوت لینا، رشوت کھانا، غصب کرنا، ظلم کرنا، گالی دینا، الزام تراشی کرنا یہ سب ظاہر کے گناہ ہیں اور یہ سب حرام اور ناجائز ہیں۔ اسی طرح دل سے متعلق بھی بہت سے گناہ ہیں جیسے تکبر کرنا، ریاکاری کرنا، دنیا کی محبت کا دل میں غالب ہونا اور عُجب و خود پسندی وغیرہ کا ہونا۔ یہ بھی حرام اور ناجائز ہیں۔

تکبر کی علامتیں:

تکبر اصل میں دل کے اندر ہوتا ہے اور دل میں ہونے کی وجہ سے ظاہر میں بھی اس کے اثرات نظر آتے ہیں۔ جیسے اکڑ کر چلنا، دوسروں کے بارے میں حقارت آمیز باتیں کرنا، اپنی بڑائی کی باتیں کرنا، ایسے انداز سے اٹھنا بیٹھنا کہ گویا میں بالکل سب سے الگ، ممتاز اور بڑا ہوں، لوگ میرے سامنے جھکیں اور میری بات مانیں، کوئی میری غلطی نہ نکالے اور وہ دوسرے کی غلطی نکالنا پسند کرے، یہ سب اس تکبر کے اثرات ہیں جو اس کے دل کے اندر ہوتا ہے تب ہی باہر بھی اس کے آثار نظر آ رہے ہیں۔

خود پسندی کی وجوہات:

اسی طرح انسان اپنے دل میں اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔ دل میں یہ سوچتا ہے کہ میں بہت ہی اچھا ہوں، میں بڑا صاحبِ کمال ہوں، میں بڑا حسین و جمیل ہوں، میں بڑا تندرست و توانا ہوں، میں بڑا مال دار ہوں، میرا تعلق بڑے اعلیٰ خاندان سے ہے، غرض میں تو سب سے اچھا ہوں، وہ دوسروں کو بڑا سمجھے نہ سمجھے مگر اپنے آپ کو دل میں اچھا سمجھتا ہے۔ اسے عُجب اور خود پسندی کہتے ہیں۔

یہ بھی ایک ایسا گناہ ہے جو باطن کے اندر پایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں آدمی کسی کو کچھ نہیں سمجھتا، وہ ہر کسی میں عیب نکالے گا اور اس کو اپنے عیب نظر نہیں آئیں گے، اپنی اچھائیاں نظر آئیں گی کیونکہ یہ اپنے آپ کو پسند کر رہا ہے اور اچھا سمجھ رہا ہے۔ ظفر کا شعر ہے

تھے جو اپنے عیوب سے بے خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے عیوب پر جو نظر
تو جہاں میں کوئی بُرا نہ رہا

جب تک اس کو اپنے عیب نظر نہیں آ رہے تھے وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھ رہا تھا، جس دن اپنے عیب نظر آئیں گے تو معلوم ہو گا کہ اچھائیاں نہیں، درحقیقت برائیاں ہی برائیاں ہیں اور جو اس کے اندر اچھائیاں ہیں وہ بھی نام کی اچھائیاں ہیں، حقیقتاً ان کو اچھائیاں نہیں کہا جاتا۔ پھر دنیا والے اس کو اچھے لگیں گے اور ان کے مقابلے میں اپنا آپ برا لگے گا۔

ریاکاری کے اثرات:

ریاکاری کا جذبہ بھی اصل میں دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ دل میں انسان یہ چاہتا ہے کہ میں عبادت نماز، روزہ اس لیے کروں، ذکر و تسبیحات اور اللہ اللہ اس لیے کروں تاکہ میں لوگوں کی نظر میں عبادت گزار شمار کیا جاؤں! اور لوگ مجھے کہیں کہ یہ تو بڑا عابد اور زاہد آدمی ہے۔ یا وہ زکوٰۃ، صدقہ خیرات اور دوسرے کاموں میں پیسہ اس لیے خرچ کرتا ہے تاکہ لوگ کہیں کہ یہ بڑا سخی آدمی ہے، یہ غریبوں کا باپ اور ماں ہے، کوئی اس کے در سے خالی نہیں جاتا، یہ تو یتیموں اور بیواؤں کا سرپرست ہے۔ بس ان کلمات اور شہرت کو سننے کے لیے وہ خوب اللہ کے راستے میں مال دیتا ہے تاکہ اس کو شہرت حاصل ہو، یہ آدمی جو شہرت کے لیے کام کر رہا ہے دراصل اس کے اندر ریاکاری کا جذبہ موجود ہے۔

دنیا کی محبت اور اس کی نشانیاں:

اسی طرح دنیا کی محبت بھی دل کے اندر ہوتی ہے اور خدانخواستہ وہ محبت حد سے بڑھ جائے تو پھر آدمی نہ حلال حرام کی پرواہ کرتا ہے اور نہ ادب و تہذیب کی پرواہ کرتا ہے۔ وہ سارے اخلاق کی حدود پھلانگ کر اپنی من مانی کرتا ہے، چوری کرنا چاہے چوری کرنے میں اسے کوئی خوف نہیں ہوتا، رشوت لینا چاہے اسے کسی کا کوئی ڈر نہیں ہوتا، اگر سود کھانا چاہے تو

کوئی پرواہ نہیں کرتا،اس کے اوپر مال کی محبت غالب ہوتی ہے،اس لیے اب نہ اس کو آخرت کا ڈر ہے ،نہ جہنم کا خوف ہے ،نہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا کوئی اندیشہ ہے۔وہ ہر چیز سے آزاد ہو کر اپنی من چاہی میں لگا ہوا ہے۔

تین تباہ کن گناہ:

دنیا کی محبت ، تکبر،ریاکاری اور خود پسندی،یہ سب دل کی دنیا کے حرام اور ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہیں۔باطن کے گناہوں میں سے تین گناہ اور بھی ہیں جن کی طرف میں اس وقت آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ان میں ایک کینہ ہے،دوسرا بغض اور تیسرا حسد ہے۔یہ گناہ بھی دل کے اندر ہوتے ہیں۔

آج کل گھر گھر بغض، کینہ اور حسد سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ دنیا کی زندگی کو بھی عذاب بنانے والے اور آخرت میں بھی انسان کو جہنم میں داخل کرنے والے گناہ ہیں۔اس لیے ان گناہوں سے بچنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔اس لیے میں نے ان کو بیان کرنے کا ارادہ کیا تاکہ ہم اپنے باطن کو ٹٹولیں اور اپنے دل کی دنیا میں جھانک کر دیکھیں کہ کون کون سے سانپ اور بچھو ہمارے اندر پل رہے ہیں اور اگر خدانخواستہ بغض، کینہ یا حسد سے دل بھرا ہوا ہے تو اس سے توبہ کریں اور سینے کو پاک کریں۔

بغض کی تعریف:

بغض کے معنی کسی سے نفرت کرنے اور اس کا برا چاہنے کے ہیں۔کسی سے اپنے دل میں بغض رکھنا اور اس کا برا چاہنا دل کا گناہ ہے جو بغض کہلاتا ہے،چاہے کسی بھی دنیاوی وجہ سے دل میں کسی کے لیے نفرت ہو،چاہے اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس سے جھگڑا ہو گیا،یا اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس نے دھوکہ دے دیا،یا اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس نے مار پیٹ دیا اور ساتھ ہی دل سے اس کا برا چاہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اگر کسی نے مارا ہے تو کیا ہم اسے دل سے بھی برا نہ سمجھیں اور کیا اس سے پیار کریں، محبت کریں،یہ کیسے ہو سکتا ہے؟اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر کسی نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے،بدتمیزی کی ہے،ستایا ہے یا تکلیف دی ہے،مارا پیٹا ہے تو اس کی وجہ سے آپ کا جو دل دُکھا ہے،وہ بغض و کینہ نہیں،اس کو اپنے دل سے نکالنے کی ضرورت نہیں،یہ طبعی اثر ہے۔اگر کوئی ہمارے ساتھ بدسلوکی کرے گا تو اس سے ہمارا دل دُکھے گا اور اگر کوئی اچھا سلوک کرے گا تو ہمارا دل خوش ہو گا۔یہ ہماری فطرت ہے۔

بدلہ لے لو یا معاف کر دو:

شریعت کا کوئی حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے۔اگر کسی نے ہمیں ستایا ہے یا پریشان کیا ہے تو ہمیں شریعت نے دو اختیار دیے ہیں کہ بدلہ لے لو یا معاف کر دو۔تیسری چیز کی اجازت نہیں ہے،اگر معاف بھی نہ کرو اور بدلہ بھی نہ لو اور اس کے بجائے دل کے اندر برائی رکھو اور اس کا برا چاہو اور اس سے ایسی نفرت کر کے بیٹھ جاؤ تو یہ قطع تعلقی ہو گی جس پر پھر مزید جھگڑا اور لڑائی ہو گی،یہ سب کچھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہو گا۔جو دل دُکھ رہا ہے وہ صحیح ہے،یہ حکم نہیں ہے کہ کوئی تمہیں مارے تو تم ہائے بھی مت کرو۔ہمارے پاس دو اختیار ہیں کہ ہائے کرنے کے بعد یا تو تم بھی اس کو ایسا مارو کہ وہ بھی ہائے کرنے لگے اور اگر اللہ کے لیے معاف کر دو تو یہ اعلیٰ درجہ ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (الشوریٰ: ۳۹تا۴۳)

”اور (صاحبِ ایمان و متوکل ایسے منصف ہوتے ہیں) کہ جب ان پر (کسی طرف سے کچھ) ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ (اگر بدلہ لیتے ہیں تو) برابر کا بدلہ لیتے ہیں (زیادتی نہیں کرتے) اور (برابر کا بدلہ لینے کے لیے ہم نے یہ اجازت رکھی ہے کہ) برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے (بشرطیکہ وہ فعل فی نفسہٖ معصیت نہ ہو) پھر جو شخص معاف کر دے اور (باہمی معاملہ کی) اصلاح کر کے (جس سے عداوت جاتی رہے اور دوستی ہو جائے کہ یہ معافی سے بھی بڑھ کر ہے) تو اس کا ثواب (حسبِ وعدہ) اللہ کے ذمے ہے (اور جو بدلہ لینے میں زیادتی کر گزرے تو وہ سن لے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو (زیادتی نہ کرے) اپنے اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے،الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں،(خواہ ابتدائی طور پر ظلم کرتے ہوں یا بوقتِ انتقام زیادتی کر جاتے ہوں) اور ناحق دنیا میں سرکشی (اور تکبر) کرتے (پھرتے) ہیں،ایسوں کے لیے دردناک عذاب (مقرر) ہے اور جو شخص (دوسرے کے ظلم پر) صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے“۔

اس سے معلوم ہوا کہ معاف کرنا اور درگزر کرنا سب سے بہتر اور اولوالعزمی ہے۔اس لیے معاف کر دینا چاہیے،اللہ کے لیے معاف کرنا تو ہر ایک کے اختیار میں ہے،معاف کرنے کے بعد بھی جو دل دُکھا ہوا ہے وہ دُکھتا رہے،اس حالت کو دور کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ حالت کوئی گناہ نہیں ہے۔اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے کوئی آپ کو سوئی چبھو دے اور آپ سی کر کے رہ جائیں اور پھر وہ پاؤں پکڑ کر معافی مانگ لے اور آپ اس کو

معاف کر دیں تو معاف کرنا درست ہے لیکن جلن تو پھر بھی رہے گی تو معاف کرنے کے باوجود جلن کا ہونا فطری بات ہے۔ بدلہ لینا چاہو تو تم بھی سوئی چبھو لو تاکہ جس طرح تمہاری سی نکلی تھی اس کی بھی سی نکل جائے تاہم اگر آپ نے اسے معاف کر دیا تو اس کا گناہ معاف ہو گیا اور معاف کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔ جیسا کہ ابھی قرآنی آیت میں گزرا۔

کسی کی ذات قابلِ نفرت نہیں:

ایک بات اور سمجھ لیں کہ کوئی انسان کیسا ہی بدتر سے بدتر اور برے سے برا ہی کیوں نہ ہو، ایک اس کی ذات ہے، اور ایک اس کا فعل ہے۔ مثلاً ڈاکو ہے، ایک اس کی ذات ہے اور ڈاکہ ڈالنا اس کا فعل ہے۔ ہمیں ڈاکہ ڈالنے کے عمل سے نفرت ہونی چاہیے نہ کہ اس کی ذات سے۔ اس کی ذات قابلِ نفرت نہیں ہے، صرف اس کا فعل قابلِ نفرت ہے۔ اس کے فعل نے اس کو بدنام، ذلیل و رسوا کر دیا ہے لیکن ہم اس کی ذات کو برا نہیں سمجھ سکتے۔ اس کی ذات سے صرف جو حرام اور ناجائز فعل صادر ہو رہا ہے اس کو برا اور اس کو حرام سمجھنا چاہیے اور اس سے بچنا چاہیے اور دوسرے کو بچنے کی تلقین کرنی چاہیے۔ لیکن اس گناہ کی وجہ سے اس کی ذات کو حقیر اور ذلیل سمجھنا اور اس سے نفرت کرنا صحیح نہیں ہے۔

بغض اور کینہ:

بغض اور کینہ دونوں ایک ہیں۔ الفاظ الگ ہیں مگر مفہوم دونوں کا ایک ہے۔ مثلاً جس شخص سے دل برا ہو جائے اس کی برائی چاہنا اور سوچنا شروع کر دے کہ کسی نہ کسی طرح وہ ذلیل و رسوا ہو جائے، برادری میں خوار ہو جائے، کوئی اس کو عزت نہ دے، کسی طرح وہ ناکام و نامراد ہو، کسی طرح اس کا کاروبار فیل ہو، کہیں اس کا حادثہ ہو اور اس کا خاتم ہو۔ جب کوئی اس کو ذلیل کر دے تو اِس کا دل خوش ہو جائے۔ یہ ہے دوسرے کی برائی اور بدخواہی چاہنا، اسی کا نام کینہ اور بغض ہے۔ اسی بغض اور کینہ سے آگے چل کر انسان کے دل میں ایک اور گناہ پیدا ہوتا ہے جس کو حسد کہتے ہیں۔

حسد کی تعریف:

حسد کے اندر انسان کسی دوسرے کے بارے میں دل کے اندر اپنے قصد و اختیار سے یہ چاہتا ہے کہ اس کو جو عزت ملی ہوئی ہے یہ کسی طرح ختم ہو اور مجھے مل جائے، اگر مجھے نہ ملے تو کم از کم اس کے پاس بھی نہ رہے۔ اس کو جو صحت ملی ہوئی ہے وہ نہ رہے، وہ ختم ہو جائے، اس کے پاس جو مال و دولت ہے وہ ختم ہو جائے، اس میں جو بھی کمال اور خوبی ہے یا جو بھی اس کے پاس نعمت ہے اس کو دیکھ کر اس کے دل میں یہ کڑھن اور جلن ہوتی ہے کہ کسی طریقے سے اس کی یہ نعمت ختم ہو جائے، اس کی یہ ترقی ختم ہو جائے، اس کی عزت چلی جائے، اس کا عہدہ جاتا ہے، یہ اتنا آگے کیسے بڑھ گیا؟ میں کیوں پیچھے رہ گیا؟ بس کسی طریقے سے میرے سے پیچھے ہو جائے۔ جب انسان اپنے دل میں قصد و اختیار سے ایسا ارادہ کرتا ہے تو اس کو حسد کہتے ہیں۔

حسد سے بچنے کی نصیحت:

اور یہ تینوں گناہ، بغض و کینہ اور حسد آج ہمارے معاشرے میں بہت پائے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ان سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ''اے بیٹے! تم سے ہو سکے تو صبح و شام اس حال میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی مسلمان سے حسد نہ ہو''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''تم سے پہلی امتوں کی بیماری حسد اور نفرت، تمہارے اندر بھی سرایت کر آئی ہے، یہ مونڈنے والی بیماری ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سر کے بال مونڈتی ہے، نہیں بلکہ یہ بیماری دین کا صفایا کر دیتی ہے''۔ (احمد و ترمذی)۔

ایک اور روایت میں ہے کہ

> ''ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ پھر ہر مومن بندے کی بخشش ہو جاتی ہے، مگر ان دو بندوں کی بخشش موقوف کر دی جاتی ہے جن کے درمیان نفرت اور کینہ ہو، ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو جب تک یہ آپس میں صلح نہ کر لیں''۔ (مشکوۃ)۔

دیکھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی تاکید کے ساتھ حسد سے بچنے کا حکم دے رہے ہیں۔

بغض اور حسد کا سب سے بڑا نقصان:

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اندر پچھلی امتوں کی کچھ دل کی بیماریاں منتقل ہوئی ہیں۔ پچھلی امتیں باطنی طور پر جن بڑے بڑے گناہوں کے اندر مبتلا تھیں ان میں سے کچھ گناہ تمہارے اندر بھی سرایت کر گئے ہیں اور وہ بغض و حسد ہیں۔ بغض اور حسد دونوں دل کے گناہ ہیں اور ایسے گناہ ہیں جو مونڈنے والے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بال کو مونڈنے والے ہیں اور صاف کرنے والے ہیں بلکہ یہ دین کا صفایا کرنے والے ہیں کہ جس کے دل میں حسد و بغض ہو گا اس کے دل سے دین نکل جائے گا۔ اللہ بچائے!

حسد کی آگ ایسی ہے کہ اگر خدانخواستہ سگا بھائی بھی اس کے اندر مبتلا ہو جائے اور اس کو اپنے سگے بھائی سے حسد ہو جائے تو وہ اس کو بھی جان سے مارنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان کو اگر کسی مسلمان سے خدانخواستہ حسد ہو جائے تو وہ اس کی عزت بھی خاک میں ملا دیتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

باہمی افتراق وانتشار میں مت پڑو!

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

جماعت القاعدہ کے مرکزی امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی ''فاتح امت کے نام مختصر پیغامات'' کے عنوان سے جاری کردہ بیانات کی دوسری قسط کا ترجمہ قارئین کے پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

پوری دنیا میں بسنے والے میرے پیارے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد!

اس میں کوئی شک نہیں کہ اُمت مسلمہ کو اس کے دشمنوں کے خلاف متحد کرنا ایک دینی فریضہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف:۴)

''اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اُس کی راہ میں اِس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں''۔

لہٰذا آج جو دشمن امت مسلمہ کے خلاف متحد ہو چکے ہیں 'اُن کے مقابلے میں امت کو ایک صف بنانے کے لیے مجاہدین اور خاص طور پر شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اپنی کوشش کو مجتمع کیا اور یہ جان لیا کہ اُمت کو متحد کرنے کا راستہ دورِ حاضر کے 'ہبل' کے خلاف جہاد پر جمع کرنا ہے۔

اُمت کے اتحاد کی خاطر ایک ضروری اقدام جو انہوں نے کیا وہ امارت اسلامیہ افغانستان کی بیعت ہے، انہوں نے خود بھی امارت کی بیعت کی اور دیگر مسلمانوں کو بھی اس پر اُبھارا۔ یہ وہ امارت اسلامیہ ہے جس کو دورِ حاضر میں دعوت وجہاد کے علم برداروں کی تائید اور حمایت حاصل رہی ہے جن میں شیخ حمود العقلاء رحمہ اللہ، شیخ سلیمان العلوان فک اللہ اسرہ، علی الخذیر فک اللہ اسرہ، شیخ ابو حفص القائد رحمہ اللہ، شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ، شیخ ابو حمزہ المہاجر رحمہ اللہ، شیخ ابو اللیث رحمہ اللہ، شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ، شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ، شیخ ناصر الوحیشی رحمہ اللہ، شیخ مختار ابو زبیر رحمہ اللہ، شیخ ابو محمد ترکستانی رحمہ اللہ، شیخ ابو قتادہ الفلسطینی حفظہ اللہ، شیخ ابو محمد المقدسی حفظہ اللہ، شیخ ہانی السباعی حفظہ اللہ اور شیخ طارق عبد الحلیم حفظہ اللہ ودیگر شامل ہیں۔

ان سب نے امارت اسلامیہ کی اپنے کسی ذاتی خواہش یا لالچ کی وجہ سے تائید نہیں کی بلکہ حق کی شہادت دینے اور اُمت مسلمہ کو اس کے دشمنوں کے خلاف متحد ہونے کے لیے ایسا کیا گیا۔ اور یہ امارت اسلامیہ ہی تھی جس نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور شریعت کے مطابق فیصلے کیے، کمزور مجاہدین کو پناہ دی، بتوں کو پاش پاش کیا اور مغرور صلیبیوں سے برسرِ جنگ ہوئی۔

پس میں عام مسلمان اور مجاہدین بھائیوں کو بالعموم جب کہ افغانستان میں موجود بھائیوں کو خصوصی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس ثابت وصابر امارت کی جانب آنے میں جلدی کریں اور مجاہدین کی صفوں میں دراڑیں ڈالنے والوں کی پکار پر کان نہ دھریں کہ اس کا فائدہ لامحالہ دشمنانِ اسلام ہی کو ہوگا!

مجاہدین کی صفوں کو توڑنے والے گروہوں میں سب سے بدتر گروہ ابراہیم البدری (ابو بکر البغدادی) کا گروہ ہے جو کہ خوارج سے بھی بدتر ہے۔ انہوں نے مسلمانوں اور مجاہدین کی ان باتوں پر تکفیر کی جن کی بنیاد پر تکفیر کی کوئی وجہ اور دلیل سرے سے موجود نہیں اور پھر جب تکفیر پر بھی اُن کے کلیجے ٹھنڈے نہ ہوئے تو انہوں نے مجاہدین کی اُن کوششوں کو بنیاد بنا کر بھی اُن کی تکفیر کی، جن کا مقصد سوائے نیکی اور بھلائی کے کچھ نہ تھا۔ انہوں نے ہمارے بھائی ابو سعد الحضرمی رحمہ اللہ کی صرف اس بنا پر تکفیر کی کہ اُنہوں نے فری سیرین آرمی سے جہاد کی بیعت کیوں لی! اور انہوں نے القاعدۃ کے امرا کی اس بنیاد پر تکفیر کر ڈالی کہ وہ دعوت دیتے وقت نرم الفاظ اور بھلے انداز کا استعمال کرتے ہیں...! یہ گروہ شرعی عدالتوں سے فرار اختیار کر کے جھوٹ، الزام تراشی اور عہد شکنی کا راستہ اختیار کر کے قدیم خوارج کو بھی پیچھے چھوڑ گیا۔

انہوں نے اعلان کیا کہ جو کوئی بھی ان سے لڑتا ہو چاہے وہ شریعت کے نفاذ کے لیے ہی کیوں نہ لڑے وہ کافر ہے اور اس کی بیوی بدکار ہے۔ یہ اعلان انہوں نے ایسے کیا جیسے کہ وہ پیغمبروں میں سے ہیں کہ جو کوئی بھی ان سے لڑے وہ کافر ہو جائے گا!

ہم اُن پر بار بار تنقید بھی کر رہے ہیں اور اُن کی غلطیاں بھی بیان کر رہے ہیں لیکن وہ آج تک القاعدہ کی تکفیر کرنے کا ادنیٰ سا جواز بھی فراہم نہ کر پائے۔ اور آج ہم ان سے پوچھ رہے ہیں، آج ہم ابراہیم البدری سے بھی پوچھتے ہیں کہ سرکاری بیان جاری کر کے ہم پر لگائی جانے والی اپنی تکفیر کی وضاحت کرے۔

ہمارے بار بار تنقید کرنے اور پوچھنے کے باوجود انہوں نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ وہ چند گم نام افراد کون تھے جن کی بیعت نے ابراہیم البدری کو ''خلیفہ'' بنایا جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے۔

پس ہم آج ابراہیم البدری سے پوچھتے ہیں کہ ہمیں ان کے نام اور تفصیل بتائے جنہوں نے اس کو بیعت دے کر خلیفہ بنایا، خصوصاً اُن حضرات کا جو صدام حسین کی فوج میں تھے اور پھر خصوصاً اُن افراد کا جو اس کی انٹیلی جنس میں تھے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ کس بنا پر اُنہوں نے اسے مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کیا؟

(بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

عراق کے معاملے میں اللہ سے ڈرو!

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

جماعت القاعدہ کے مرکزی امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی "فاتح امت کے نام مختصر پیغامات" کے عنوان سے جاری کردہ بیانات کی تیسری قسط کا ترجمہ قارئین کے پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ والتابعین

تمام دنیا میں موجود میرے محترم مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

ان دنوں عراق میں اہلِ سنت کی مساجد، گاؤں اور شہر جلائے جارہے ہیں اور ابراہیم البدری(ابو بکر بغدادی) کی جماعت کے بہانے اہلِ سنت پر تشدد کیا اور اُن کا قتلِ عام کیا جا رہا ہے۔ان منظم کارروائیوں کا بنیادی ہدف اہلِ سنت کو عراق سے مٹانا ہے۔یہ کارروائیاں صفوی ایران اور اس کے ماتحت عراقی حکومت بمعہ ان کی ملیشیات اور خطے میں موجود صفوی ایران کے لیے منصوبہ وضع کرنے والے زرپرستوں کی سربراہی میں کی جارہی ہیں۔یہی ملیشیات شام میں مجاہدین کے خلاف لڑ رہی ہیں۔یہ صلیبی صفوی ایرانی اتحاد ہے جو امریکہ ایران سمجھوتے کے ذریعے سے خطے میں غلبہ پانے کی کوشش کر رہا ہے! جہاں تک اس خطے کی حکومتوں کا تعلق ہے 'جو ایرانی صفوی عزائم کے خلاف مزاحمت کا دعویٰ کرتی ہیں' وہ فی الاصل امریکہ کی آلہ کار ہیں، امریکہ اور اسرائیل کی اتحادی ہیں اور یہ حکومتیں تو اپنی آزادی کی بھی خود مالک نہیں ہیں، تو یہ کس کے بل بوتے پر دوسروں کی آزادی کے حصول میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں؟

صفوی صلیبی کارروائیوں کے خلاف اہلِ سنت کا دفاع خود اہلِ سنت کے علاوہ اور کوئی بھی نہ کرے گا! چنانچہ تمام دنیا میں موجود اہلِ سنت کو ان دشمنوں کو روندنے کے لیے لازماً متحد ہونا چاہیے جو اہلِ سنت کا خاتمہ کرنے کی مہم میں شریک ہیں! اہلِ سنت کو عراق اور شام میں درپیش مسائل کو مقامی مسئلہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ تو تمام مسلمانوں کے لیے الم ناک صورت حال ہے!

شہری آبادیوں کے ہاتھ سے نکل جانے اور صفوی شیعہ افواج کے قبضہ میں چلے جانے کے باوجود عراق کے اہلِ سنت کو ہرگز ہتھیار نہیں پھینکنے چاہئیں! بلکہ جس طرح ماضی میں اُنہوں نے دشمنوں کو شکست سے دوچار کیا، بالکل ویسے ہی اپنے علاقوں پر قابض اس نئے صلیبی صفوی لشکر کو مات دینے کے لیے انہیں ایک بار پھر طویل گوریلہ جنگ کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیے۔

یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ اہلِ سنت اپنی ماضی کے تجربات کا جائزہ لے کر ان غلطیوں کی اصلاح کریں جن کی وجہ سے وہ مسلم امت سے کٹ گئے، اور انتہا پسندی، تکفیر (ناحق) کی روش اپنا کر 'مقدس خون سے ہاتھ رنگنے میں ملوث ہوگئے! یا پھر (دوسری صورت میں) اس خطے میں موجود امریکی ایجنٹوں کے دستِ نگر بن جائیں۔

جہاں تک ہمارے بھائیوں 'ابطالِ اسلام' مجاہدینِ شام کا تعلق ہے تو میں ان کو تاکید کرتا ہوں کہ عراق میں اپنے بھائیوں کو ازسرِنو منظم ہونے میں ان سے تعاون کریں کیونکہ ان کی جنگ تو ایک ہی ہے اور شام 'عراق کے لیے کمک ہے اور عراق' شام کا جزولاینفک ہے۔

عراق میں موجود اے ہمارے مسلمان بھائیو! کمزور نہ پڑو، نہ غم کرو اور نہ مایوس ہو، اللہ عزوجل کے اس فرمان پر غور و خوض کرو:

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ؁ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ

"(جب) ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے (مقابلے) کے لیے (لشکر کثیر) جمع کیا ہے لہٰذا ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوگیا اور وہ کہنے لگے کہ ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔پھر وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش و خرم) واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا اور وہ اللہ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے"۔

پس ثابت قدم رہو، صبر کرو، صبر پر ابھارنے والے بنو، پاسبانی کرو اور قائدین و شہدا کے نقشِ قدم پر چلو...جیسے ہمارے سامنے ابو معصب الزرقاوی رحمہ اللہ کی مثال ہے کہ جنہوں نے قحط الرجال اور قلتِ اسباب کے دور میں عراق میں جہاد کا آغاز کیا...اور سابقہ تمام غلطیوں اور گمراہیوں سے بچ کر رہو، جن (غلطیوں) کے سبب ہوسِ اقتدار کا شکار لوگ تمہارے پیش رو بن بیٹھے، جنہوں نے مسلمانوں کی حرمت کو پامال کیا...اور راست خلافت کی جانب جانے والے اس مبارک اور پاک جہاد میں اپنی صفوں کو دوبارہ منظم کرو:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

"تم نہ سستی کرو اور غمگیں ہو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم مومن ہو"

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

کیا اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے آج جہاد فرض نہیں؟؟؟

مولانا محمد مثنیٰ حسان حفظہ اللہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعهم بإحسان إلی یوم الدین، أما بعد

پندرھویں صدی ہجری کا چاند ہم پر اس حال میں طلوع ہوا کہ کرۂ ارضی کے کسی خطے پر اسلام غالب نہ تھا۔ وہ اسلام جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر غالب رہنے کے لیے بھیجا۔ اپنے انبیا اور رسل کے ذریعے اس اسلام کو غالب رکھا، اور اس کے ماننے والوں کو بھی اس کا علم بلند رکھنے کا پابند بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

هُوَالَّذِیۡٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ

''وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دیگر ادیان پر غالب کردے، چاہے مشرکوں کو یہ ناگوار گزرے''۔

یہی اسلام تھا جس کے ماننے والوں نے تیرہ صدیوں میں اسے سرنگوں نہ ہونے دیا۔ مسلمانوں کا ایک ہاتھ اگر اسلام کا پرچم تھامنے سے تھکنے لگتا تو دوسرا ہاتھ بڑھ کر اسے تھام لیتا۔ جو ورثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملا، اسے بعد کی نسلوں نے آگے بڑھایا۔ امویوں، عباسیوں نے اسے غالب رکھا، تو کبھی سلاجقہ ومرابطین نے پرچم بلند کیا۔ کبھی زنگیوں، ایوبیوں نے کمان سنبھالی تو کبھی مملوکوں نے اللہ کے کلمہ کو بلند رکھا۔ یہاں تک کہ اسلام اور اللہ کے کلمہ کی سربلندی ترکوں نے اپنے ذمہ لے لی اور چھ صدیاں پیہم اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ انجام دیا۔ سائبیریا کے برف زاروں سے لے کر افریقہ کے صحراؤں تک اور ایشیائے کوچک کے پہاڑوں سے لے کر انڈونیشیا کے جزیروں تک... اور یورپ کے بھی ایک بڑے حصے پر شوکتِ اسلام کا پھریرا بلند کیا۔ اہلِ یورپ کو آج بھی یلدرم کی یلغاریں اور باربروسا کی بحری مہمات یاد ہیں۔

یہ پوری تاریخ اس بات کی واضح، بیّن دلیل ہے کہ 'مسلمان' یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ اپنے 'دین' سے نسبت رکھنے کا تقاضا؛ اسے اپنی ذات پر بھی غالب کرنا ہے اور کائنات پر بھی غالب کرنا ہے۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ ان کا دین محض گھروں اور مساجد و مدارس کی چار دیواری میں بند نہیں ہوتا۔ بلکہ معیشت، معاشرت، قانون اور اقدار... ہر جگہ پر غالب ہوتا ہے۔ اور جانتے تھے کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب ہونے آیا ہے اور تمام انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ وحدہ لاشریک کی غلامی وبندگی میں لے جانے آیا ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس کے غلبے کا واحد راستہ قوت کے ساتھ کافروں کا مقابلہ کرنا ہے، جہاد وقتال کرنا ہے۔ کافروں سے ٹکرانا ہے، نہ کہ ان کے قانون ونظام تلے زندگی گزارنے کی بھیک مانگنا ہے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کے لیے نمونہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں ایک تجارتی قافلے کی بجائے کیل کانٹے سے لیس لشکر کے ساتھ ٹکرا کر یہ واضح پیغام دے دیا تھا کہ اس دین کا غلبہ اور احقاقِ حق اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ سورہ انفال کی ابتدائی آیات میں فرماتے ہیں:

وَاِذۡ یَعِدُکُمُ اللّٰهُ اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّهَا لَکُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَةِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ وَیُرِیۡدُ اللّٰهُ اَنۡ یُّحِقَّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ وَیَقۡطَعَ دَابِرَ الۡکٰفِرِیۡنَ۝ لِیُحِقَّ الۡحَقَّ وَیُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ

''اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ تم سے یہ وعدہ کر رہا تھا کہ دو گروہوں میں سے کوئی ایک تمہارا ہوگا، اور تم لوگ چاہتے تھے کہ وہ گروہ تمہارے قبضے میں آئے جو قوت والا نہیں ہے۔ جب کہ اللہ کا فیصلہ یہ تھا کہ اپنے احکام سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ ڈالے۔ تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کردے، چاہے مجرم لوگوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار ہو''۔

اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بتلادیا کہ اس دین کے جس اظہار کا ذکر آیت [لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ] میں کیا ہے، اس کا طریقہ کفر کی قوت کا مقابلہ جہاد وقتال کی قوت سے کرنا ہے۔ تبھی کفر کی قوت ٹوٹے گی اور اس کے ٹوٹنے سے اسلام کی شوکت قائم ہوگی۔ اور اسی فلسفہ شوکتِ اسلام کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں رہنمائی فرمائی جسے باہم ملتے جلتے الفاظ میں تیرہ کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ أُمِرۡتُ أَنۡ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشۡهَدُوا أَنۡ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَیُؤۡمِنُوا بِي وَبِمَا جِئۡتُ بِهٖ فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمۡ وَأَمۡوَالَهُمۡ (رواہ جماعۃ واللفظ لمسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے لوگوں کے خلاف قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور جو دین میں لایا ہوں، اس پر بھی ایمان لائیں۔ جب وہ ایسا کرلیں گے تو ان کی جان ومال مجھ سے محفوظ ہو جائے گی''۔

اس پوری تاریخ کے مقابلے میں آج ہم اپنے حال کو دیکھیں، گویا دنیا ہی الٹ گئی۔ آج مسلمان توبظاہر خود کو 'آزاد' محسوس کرتا ہے، یا مغرب نے نام نہاد 'آزادی' کا اس قدر راگ الاپا ہے کہ ایک مسلمان کو یہ باور کروادیا گیا ہے کہ وہ آزاد ہے، حالانکہ آج اسلام مغلوب

ہے۔ یہ عجیب ماجرا پندرھویں صدی میں ہمیں دیکھنے کو ملا کہ مسلمان 'آزاد' اور اسلام مغلوب۔ پچاس سے زائد ممالک ہیں جہاں مسلمان خود کو آزاد سمجھتے ہیں، لیکن کوئی ایک ملک ایسا نہیں جہاں اسلام آزاد اور غالب ہو، بلکہ اسلام مغلوب اور غلام ہے۔ ان اسلامی ملکوں کو دیکھیے؛ مصر کو دیکھیے، سوڈان کو دیکھیے، بنگلہ دیش و پاکستان کو دیکھیے۔ نہ تعلیم اسلام کی، نہ قانون اسلام کا، نہ معیشت اسلامی، نہ اجتماعی معاشرت اسلام کے اصولوں کی بنیاد پر، عائلی معاملات تک میں مسلمان کفری قانون کا پابند ہے، حالانکہ مغرب کا تو دعویٰ ہے کہ 'پرسنل لاء' میں انسانوں کو اپنے اپنے مذاہب وادیان کی پابندی کا حق ہے۔

علاوہ ازیں ان ممالک کی حکومتیں اور افواج کافروں کی باجگزار ہیں، شاہ سے بڑھ کر شاہ کی وفادار ہیں۔ اس سب میں اسلام کا غلبہ کہاں ہے، سوائے اس بات کے کہ مسلمانوں کو انفرادی زندگی میں کچھ اسلامی شعائر کی پابندی کی اجازت ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ!

دوسری طرف کتنے ہی مسلم ممالک ایسے ہیں جنھیں کفری اقوام اپنے پیروں تلے روند رہی ہیں اور ان کی افواج وہاں کے مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہیں۔ فلسطین، افغانستان، عراق، شام، صومالیہ، یمن۔ ویسے تو امریکی ڈرونز اکثر مسلم ممالک کو تاراج کر رہے ہیں۔ کیا یہ براہِ راست جنگ نہیں؟

یہ سب کافروں کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پیہم جنگ کے نتیجے میں ہوا۔ جس کے پہلے مرحلے میں انھوں نے خلافتِ عثمانیہ کو ختم کیا اور مسلم ممالک کو اول براہِ راست اپنے زیرِ تسلط لیا اور اس کے بعد اپنے عالمی نظام کے شکنجے میں جکڑ کر مقامی آلہ کاروں کے حوالے کر دیا، نام نہاد 'آزادی' دے دی۔ اس ساری جنگ میں کفر کا یک نکاتی ایجنڈا تھا، اور وہ یہ کہ مسلمان اپنے دین کو انفرادی زندگی تک محدود رکھنے کا قائل ہو جائے اور اجتماعیت میں اسلام کے غلبے کا تصور اس کے نزدیک اس کے دین کا حصہ ہی نہ رہے۔ یہی اجتماعیت سے دین کی دوری اور سیاست سے دین کی دوری ہے!

حقیقت یہ ہے کہ مغربی کفری اقوام اس ایجنڈے کے حصول میں کامیاب ہو گئے۔ اس کا نکتہ آغاز وہ تھا جب خلافتِ عثمانیہ کے آخری دور میں مصطفی کمال کی پارٹی 'جمعیتِ اتحاد و ترقی' نے خلیفہ سے اختیارات لے کر ملکی پارلیمنٹ کو دے دیئے تھے اور شرعی عدالتوں کے ساتھ شہری عدالتیں قائم کر دی تھیں۔ اس بات کو خلافتِ عثمانیہ کے آخری دور کے شیخ الاسلام مصطفی صبری رحمہ اللہ نے بھانپ لیا تھا کہ یہ اسلام کو حکومت و سیاست سے الگ کر دینے کا مغربی منصوبہ ہے، اور آپ نے اس پر گرج کر کہا تھا:

> معلوم أن الإمامة الكبرى التي يعبر عنها بالخلافة تتضمن حكومة تنفيذ الشريعة الإسلامية، بل ذلك موضوعها بعينه، فتجريد الحكومة عن الخلافة والتفريق بينهما يخرج الحكومة عن أن تكون حكومة إسلامية كتجريد أحد من المسلمين عن صفته الإسلامية والعياذ بالله. فمآل هذا إلى ارتداد الحكومة التركية عن دينها من حيث إنها حكومة۔ 1

''امامتِ کبریٰ جسے خلافت سے تعبیر کیا جاتا ہے، ایسی حکومت پر مشتمل ہوتی ہے جو شریعتِ اسلامیہ کو نافذ کرے، بلکہ خلافت تو نام ہی نفاذِ شریعت کا ہے۔ پس حکومت کو خلافت سے الگ کر دینا اور ان دونوں میں تفریق کرنا درحقیقت حکومت کو اس کے اسلامی ہونے کی صفت سے نکال دینا ہے، جس طرح کہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کا اسلام کی صفت سے نکل (کر مرتد ہو) جانا، والعیاذ باللہ۔ پس اس کا انجام ترکی حکومت کا دینِ اسلام سے ارتداد ہے، کہ بس اب یہ خلافت کے مفہوم سے عاری ایک حکومت ہے''۔

اور پھر مسلم ممالک کی حکومتوں کی طرف سے اسلام کو سیاست و اجتماعیت سے بے دخل کر دینے پر شیخ مصطفی صبری رحمہ اللہ نے کھلے لفظوں میں تنبیہ کی تھی:

> لَكِنَّ حقيقةَ الأمرِ أن هذا الفصلَ مؤامرةٌ بالدين للقضاء عليه، وقد كان في كل بدعة أحدثها العصريون المُتَفَرْنِجُون في البلاد الإسلامية كيد للدين ومحاولة الخروج عليه لكن كيدهم في فصله عن السياسة أدهى وأشد من كل كيد في غيره، فهو ثورة حكومية على دين الشعب۔ 2

''حقیقتِ حال یہ ہے کہ حکومت سے اسلام کو علیحدہ کرنا اس دین کے خلاف سازش ہے تاکہ اسے منہدم کر دیا جائے۔ اس دور میں مسلم ممالک میں مغرب زدہ لوگوں کی ہر بدعت میں دین کے خلاف سازش ہوتی ہے، لیکن اسلام کو سیاست سے جدا کرنے کی سازش تمام سازشوں سے خطرناک اور شدید ہے، کیونکہ یہ حکومت کی طرف سے عوام کے دین کے خلاف انقلاب ہے''۔

یہ کام جو مغربی اقوام نے ترکی میں اپنے آلہ کاروں کے ہاتھوں کروایا، وہی کام دوسرے مسلم ممالک میں نام نہاد آزادی کے بعد مقامی آلہ کاروں کے ذریعے کیا گیا، اور بعینہٖ انھی خطوط پر کیا گیا جن پر ترکی میں کیا گیا۔ بس فرق اتنا ہے کہ ترکی میں مصطفی کمال نے لادینیت کو مکمل اپناتے ہوئے مسلمانوں کی انفرادی زندگی میں بھی اسلام پر پابندی لگانے کی کوشش کی، جب کہ دیگر ممالک میں مغربی کفری اقوام نے اس آخری قدم کو کسی دوسرے موقع تک کے لیے اٹھا رکھا ہے۔ باقی حکومت، سیاست، اجتماعیت سے اسلام کو بے دخل کیا جا چکا ہے اور اس کی جگہ مغرب کے عطا کردہ جمہوری، سرمایہ دارانہ اقدار، قانون اور نظام نے لے رکھی ہے۔

---

1 الشيخ مصطفى صبري و موقفه من الفكر الوافد۔ صفحة 484۔ مؤلف الدكتور مفرح بن سليمان القوسي

2 موقف العقل والعلم والعالم من رب العالمين وعباده المرسلين۔ جلد ۴۔ صفحة ۲۸۱

یوں عالمی کفری طاقتیں... جن کی زمام عصرِ حاضر میں امریکہ اور اسرائیل کے ہاتھ میں ہے... بعض مسلم ممالک پر خود حملہ آور ہیں اور مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہی ہیں اور بعض پر اپنے مقامی آلہ کاروں... مقتدر طبقے اور افواج... کے ذریعے لادینی نظام رائج کر کے بالواسطہ حملہ آور ہیں اور اقامتِ اسلام و نفاذِ شریعت کا نام لینے والوں کے خلاف مسلسل برسرِ جنگ ہیں۔ ایسے حالات میں ہر مسلمان پر جہاد کی فرضیت سے متعلق فقہائے امت کے اقوال سے کتب بھری پڑی ہیں۔ ان سب اقوال کا احاطہ کرنا ممکن نہیں کیونکہ فقہ کی کوئی بھی کتاب اٹھالی جائے اس میں یہ قول مل ہی جاتا ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے معروف حنفی عالمِ دین امام ابو بکر جصاص ؒ اپنی کتاب اُحکام القرآن میں واشگاف حروف میں لکھتے ہیں:

وَمَعْلُومٌ فِی اعْتِقَادِ جَمِیعِ الْمُسْلِمِینَ أَنَّهُ إِذَا خَافَ أَهْلُ الثُّغُورِ مِنْ الْعَدُوِّ، وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمْ مُقَاوِمَةٌ لَهُمْ فَخَافُوا عَلَى بِلَادِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ أَنَّ الْفَرْضَ عَلَى كَافَّةِ الْأُمَّةِ أَنْ يَنْفِرَ إلَيْهِمْ مَنْ يَكُفُّ عَادِيَتَهُمْ عَنْ الْمُسْلِمِينَ۔ وَهَذَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْأُمَّةِ۔

”تمام مسلمانوں کے اعتقاد میں یہ بات شامل ہے کہ جب مسلمانوں کی کسی سرحد والوں کو دشمن کی طرف سے حملے کا خوف ہو اور ان (مخصوص لوگوں) میں مقابلے کی سکت نہ ہو اور دشمن کے حملے کی صورت میں انھیں اپنے علاقوں، جانوں اور اولادوں پر دشمن کے غالب ہو جانے کا خوف ہو تو پوری امت پر فرض ہو جائے گا کہ وہ ان لوگوں کی طرف بغرضِ جہاد نکل کھڑی ہو تاکہ مسلمانوں پر دشمن کے حملے کا دفاع کیا جاسکے۔ اور اس بات میں امت کے یہاں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا“۔[3]

اس جملے کی طرف غور کیجیے کہ ایسی حالت میں جب کہ کافر دشمن کی طرف سے حملے کا خوف ہو تو اس کے مقابلے کے لیے جہاد کی فرضیت میں امت میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ یہ حملہ آور دشمن کے مقابلے کی بات ہے جس کا حملہ صرف جانوں پر نہیں، ایمان پر ہے، جو صرف جسموں کو پابند سلاسل نہیں کرے گا، بلکہ دلوں پر پہرے ڈال کر اسلام کو پابندِ سلاسل کرے گا۔ اسلام نے تو صرف جانوں کے دفاع کے لیے بھی جہاد کو فرض کیا ہے، لیکن جہاں دین ہی خطرے میں پڑ جائے تو وہاں جہاد کی فرضیت کے معاملے میں بھلا کوئی مسلمان اختلاف کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! وہ خطہ زمین جہاں کبھی اسلام غالب رہا، آج مغلوب ہے تو وہاں دوبارہ اسلام کو غالب کرنے کے لیے جہاد فرض ہے۔ شیخ عبد اللہ عزام رحمہ اللہ کے وہ الفاظ آج بھی ہمارے کانوں میں گونجتے ہیں جب انھوں نے کہا تھا:

هذه قاعدة اتفق عليها جميع الفقهاء والمحدثين والمفسرين والأصوليين، ما رأيت فقيها كتب في الجهاد إلا ونص على هذا النص؛ على أن القتال أو الجهاد يصبح فرض عين على كل مسلم، إذا غزي أي شبر من أراضي المسلمين حتى يطهر هذا الجزء، كالصلاة والصوم، لا يسعهم تركه۔

”اس قاعدے پر تمام فقہا، محدثین، مفسرین اور اصولیین کا اتفاق ہے، میں نے کوئی فقیہ نہیں دیکھا جس نے جہاد پر لکھا ہو اور وہ یہ بات نہ لکھے، کہ قتال اور جہاد اس وقت ہر اس مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے جب مسلمانوں کی کسی بالشت بھر زمین پر بھی کافر حملہ کر دیں، یہاں تک کہ اس قدر حصہ کافروں کے تسلط سے پاک کر دیا جائے، جس طرح نماز اور روزہ فرض ہے۔ ایسا فرض جسے چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں“۔

امریکہ کی طرف سے اعلان کردہ دہشت گردی کے خلاف جنگ نے تو مسئلہ مزید واضح کر دیا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ جب ہمارے پاکستان پر مسلط حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں نے اس جنگ میں شرکت کا اعلان کیا تو اسی وطنِ عزیز کے بزرگ عالمِ دین ہمارے سروں کے تاج مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ نے اس کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔

اور یہی بات اسی دھرتی کے ایک ذی قدر عالمِ دین مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ نے بیان فرمائی اور کہا:

”اگر بے ایمان صدر بُش صلیبی جنگ کا اعلان کر سکتا ہے تو ہمیں کوئی نہیں روک سکتا اسلامی جہاد کا اعلان کرنے سے۔ آج جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں جہاد نہیں کریں گے، میں انھیں بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں بھی اسلام کو سرنگوں کرنے کی کوشش کی جائے گی، ان شاء اللہ مجاہدین اپنی ہتھیلیوں پر سر رکھ کر اور اپنے کفن سر پر باندھ کر نکل آئیں گے اور اللہ کی قسم کسی جگہ پر بھی ان شاء اللہ پیچھے نہیں ہٹیں گے“۔

”اللہ کا فیصلہ ہے اب اللہ کا نور پیچھے نہیں ہٹے گا اور کامل و اکمل ہو کر رہے گا۔ اور ان شاء اللہ انھی مدارس سے تحریک اٹھے گی اور پاکستان کے لیے ہمارے لاکھوں مسلمانوں نے جانیں دیں تھیں اور خون کے دریا عبور کر کے پاکستان میں لا الہ الا اللہ کا نظام نافذ کرنے کے لیے آئے تھے، آج تک ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ ہمارا فیصلہ ہے کہ جس طریقے پر افغانستان میں اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہے، ان شاء اللہ پاکستان میں بھی اسلامی نظام نافذ کر کے دم لیں گے۔“

اے قابلِ احترام مسلمانانِ پاکستان اور دینی غیرت کے حامل نوجوانانِ اسلام!

3 أحكام القران۔ جلد ۳۔ صفحۃ ۳۱۲

آج ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم کرہِ ارضی میں اور بالخصوص پاکستان سمیت پورے برصغیر میں اسلام کو عظمت دلانے کے لیے جہاد کا علم بلند کریں۔ یہ پاکستان ہمارے بڑوں نے بہت قربانی دے کر بنایا ہے۔ اسے بنانے میں علماء وصلحاء کے پیشِ نظر ایک ہی مقصد تھا کہ یہاں اسلام کا کلمہ بلند ہو گا اور مسلمان اسلام کے سائے تلے زندگی گزاریں گے۔ لیکن یہاں کے مقتدر طبقے اور یہاں کی خائن فوج نے دیگر ممالکِ اسلامیہ کے حکمرانوں اور افواج کی طرح امریکہ اور مغربی کفری اقوام کی صف میں شامل ہونا اور ان کی قیادت میں اقامتِ دینِ اسلام اور نفاذِ شریعت کو روکنے کی راہ کو پسند کیا۔ پارلیمنٹ کے ماتھے پر کلمہ لکھ دینا اور آئین میں اللہ کے اقتدارِ اعلیٰ کی شق شامل کر دینا تو ویسا ہی ہے جیسا عبداللہ بن ابی نے کیا اور پوری تاریخِ اسلام میں ملحدین وزنادقہ کرتے آئے۔ ان سے کسی خیر کی توقع رکھنا عبث ہے کیونکہ یہ خود دشمنانِ دین ہیں۔ یہ حقیقت آج اچھی طرح ہر پاکستانی پر واضح ہو جانی چاہیے۔ ان کی تاریخ، ان کی گفتار، ان کا کردار سب اسی کی غمازی کرتا ہے کہ اس طبقے کو نہ اسلام سے کوئی وابستگی ہے، نہ مسلمانانِ برصغیر سے انہیں کوئی لگاؤ ہے اور نہ پاکستان کے بننے میں دی گئی قربانیوں سے انھیں کوئی غرض ہے، بلکہ ان کا مطمحِ نظر اپنے مغربی آقاؤں کی طرح اسلام کے نفاذ کا راستہ روک کر اپنے دنیوی مفادات کا حصول ہے۔

پس ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اس خطے میں اسلام کے نفاذ کی خاطر گھروں سے نکلیں اور اس کے راستے میں حائل رکاوٹوں کا مقابلہ کریں۔ اس دھرتی پر مسلط مغربی نظامِ حکومت کو ختم کریں اور اس نظام کے چلانے والوں اور محافظوں سے نجات حاصل کریں، اور ان کی جگہ صالح مخلص مسلمان قیادت کو لائیں جو یہاں جمہوری نظام ختم کر کے شریعت کی پابند حکومت قائم کرے جس میں عدل وانصاف کا بول بالا ہو، شرعی حقوق کی دستیابی ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی روک تھام ہو، مظلوموں کی دادرسی ہو اور جو دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے جائے پناہ ہو۔

یہاں تک کہ وہ پرچمِ اسلام جو تیرہویں صدی ہجری میں یہاں سرنگوں ہو گیا تھا، وہ دوبارہ سربلند ہو اور اسلام آباد سے لہراتا ہوا دہلی وڈھاکہ ورنگون تک پہنچے۔

یہاں میں اپنے معزز علمائے کرام سے بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ:

اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی سب سے بڑی ذمہ داری علما پر عائد کی ہے۔ ہمارے حالات میں اس فریضے کا تقاضا ہے کہ ہم جہاں استطاعت رکھیں، وطنِ عزیز پاکستان پر زبردستی مسلط امریکہ نواز حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں کی برائی کو ہاتھ سے روکیں۔ اور جہاں زبان سے ان کے خلاف بولنے کی استطاعت رکھتے ہوں، وہاں زبان سے ان کی مخالفت کریں۔ اور جہاں ان دونوں کی استطاعت نہ ہو، وہاں دل میں انھیں برا جانیں۔ لیکن ہمارا کوئی قول اور عمل اس طبقے کی تائید کا باعث نہ بنے، کیونکہ اس طبقے کی تائید خدانخواستہ اس ملک میں نفاذِ اسلام کی کوششوں کے انہدام کے مترادف ہے۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کا یہ تہدیدی قول آپ بخوبی جانتے ہیں کہ "من قال لسلطان زماننا عادل فقد کفر"۔ کیونکہ یہ ظلم کو عدل کہنا ہے۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کے زمانے کے سلاطین کہاں اور آج کے حکمران کہاں؟ لہٰذا علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ اس ملک پر مسلط ظالم حکمرانوں اور فوجی افسروں سے کنارہ کشی اختیار کریں اور ان کے مقابلے میں اہلِ دین اور مجاہدین کا ساتھ دیں۔

آخری بات یہ ہے کہ آج جہاد کو امریکہ واسرائیل، ہندوستان اور پاکستان پر قابض امریکی غلام حکمرانوں اور جرنیلوں کے خلاف کھڑا کیا جائے۔ ان اہداف سے ہٹ کر معاشرے میں پر تشدد کارروائیاں کرنا جن سے عامۃ المسلمین کا نقصان ہو اور جس میں شریعت کی پاسداری نہ کی جائے تو ایسا ہر قدم جہاد کہلانے کا مستحق نہیں، بلکہ فساد ہے۔ لہٰذا جہاد اور فساد کے درمیان پایا جانے والا فرق ہر مسلمان پر واضح ہونا چاہیے، تاکہ وہ نفاذِ اسلام وشریعت کے لیے گھر سے نکلے، جہاد کرے اور فساد کا راستہ روکے، نہ کہ فساد کا باعث بنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غلبہ اسلام کی جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمیں برصغیر میں اسلام کی بہاریں دکھائیں، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین!

☆☆☆☆☆

"یہ دشمنانِ دین چاہتے ہیں کہ صرف ایک معبود کی عبادت پر مجتمع اسلامی معاشرے کو بہت سے بتوں کا پجاری بنا ڈالیں۔ یہ بت کبھی "وطن" کی صورت میں سامنے آتے ہیں اور کبھی "قومیت" کا روپ دھارتے ہیں۔ تاریخ کے مختلف مراحل میں یہ بت کبھی شعوبیت کی شکل میں ظاہر ہوئے، کبھی طورانی نسل پرستی اور کبھی عربی قومیت کے نام پر ان کی پرستش ہوئی اور کبھی یہ دیگر مختلف ناموں سے سامنے آئے۔ آج بھی بہت سے گروہ قومیتوں اور دیگر جاہلی نظریات کے علم بلند کر کے باہم برسرِپیکار ہیں اور اسلامی معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔ حالانکہ اسلامی معاشرہ تو صرف عقیدۂ توحید کی اساس پر قائم اور احکامِ شریعت ہی کی روشنی میں منظم ہوتا ہے۔ قومیتوں کے نعروں اور جاہلی نظریات کی اس مسلسل یلغار اور ناپاک ومسموم پروپیگنڈے کے نتیجے میں وحدتِ امت کی یہ بنیاد کمزور اور مضمحل پڑ گئی ہے اور یہ ناپاک بت ایسے مقدس اور محترم بن چکے ہیں کہ اب ان کے منکر کو اپنی قوم وملت سے خارج اور اپنے ملکی مفادات کا دشمن اور غدار تصور کیا جاتا ہے"۔

سید قطب شہید رحمہ اللہ

خلافت کن صفات کے حامل لوگوں کے ہاتھوں قائم ہوتی ہے؟

شیخ الجہاد عبد اللہ عزام شہیدؒ

اس سے قبل کہ مجاہدینِ اسلام اس زمین پر اللہ کے احکامات نافذ کریں، لازم ہے کہ پہلے یہ اپنی زندگیوں میں ان احکامات کو زندہ کریں۔ اس سے قبل کہ دینِ اسلام اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھاری امانت انہیں دنیا میں قائم کرنے کے لیے تھمائی جائے، لازم ہے کہ یہ ان اموالِ مسلمین کے معاملے میں امانت داری کا ثبوت دیں جو آج اس دینی تحریک کے دوران ان کے زیرِ تصرف ہیں۔ اس سے قبل کہ انہیں اقتدار حاصل ہو اور یہ اپنے زیرِ تسلط علاقوں میں بسنے والی کروڑوں مسلمان خواتین کی عزتوں پر امین بنائے جائیں، لازم ہے کہ یہ اپنے پڑوس میں رہنے والوں کی عزتوں کے معاملے میں حیاء اور امانت داری کا ثبوت دیں... جب کہ یہ اپنے گھروں سے نکلے ہی ساری امت کی عزتوں کا دفاع کرنے ہیں۔ پس اگر ان مجاہدین کی تربیت اس درست نہج پر نہ ہو سکی تو اس امت کے ہاتھ بربادی کے سوا کچھ نہ آئے گا جس پر ان بنیادی ایمانی اوصاف سے محروم لوگ حکومت کریں گے!

میرے مجاہد بھائیو! اگر آپ واقعتاً یہ چاہتے ہیں کہ آپ دنیا بھر میں اللہ کے دین کو غالب کریں، تمام انسانیت تک اللہ کا دین پہنچائیں اور انسانیت اس دین میں داخل ہو... تو لازم ہے کہ سب سے پہلے آپ اپنے ارد گرد موجود مسلمان بھائیوں کو محبت و شفقت کی نگاہ سے دیکھیں، ان کے ساتھ عفو و در گزر کا معاملہ کریں اور خوب سمجھ لیں کہ ان میں سے ہر ایک کی جان، مال اور عزت آپ پر حرام ہے اور یہ سب آپ کے حسنِ معاملہ اور نیکی و بھلائی کے مستحق ہیں۔ اسلحے کے حامل لوگوں کا اس بنیادی دینی تربیت سے عاری ہونا سب سے پہلے خود ان کے اپنے لیے خسارے کا باعث ہے۔ پھر ایسے لوگوں کا قوت و اقتدار پالینا پوری امت کے لیے تباہی کی وعید ہے کیونکہ دینی تربیت سے عاری لوگوں کا قوت و اقتدار پالینا لامحالہ ناحق خون بہنے، اموال چھننے اور عزتیں لٹنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ چنانچہ تمام تر قربانیوں کے بعد بھی نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ ایک پرانے ''قیصر'' کی جگہ ایک نیا ''قیصر'' آجاتا ہے... ہاں اس نئے قیصر کی حکومت بظاہر دینی نعروں اور اسلامی دعووں میں ملفوف ہوتی ہے۔

اگر آج آپ کے ساتھ موجود آپ کا مجاہد بھائی جو اس سفر میں آپ کے ساتھ پوری طرح شریک ہے... آپ بھی جان ہتھیلی پر لے کر نکلے ہیں اور وہ بھی؛ آپ کو بھی تعاقب، گرفتاری، تعذیب، ہجرت اور شہادت کا سامنا ہے اور اسے بھی؛ آپ کا اور اس کا مقصد بھی ایک ہے اور انجام بھی ایک... اگر یہ مجاہد بھائی بھی اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتا کہ آپ اس کی عزت نہیں اچھالیں گے، اس کی غیبت کر کے اس کا گوشت نہیں کھائیں گے، ناحق ذرائع سے اس کا مال نہیں ہتھیائیں گے، اس کی جان نہیں لیں گے... اگر اس کے ساتھ آپ کا یہ معاملہ ہے تو کل آپ ان یہود و نصاریٰ کے ساتھ کیا سلوک کریں گے جن پر آپ کو مکمل غلبہ حاصل ہو گا؟ ان عامۃ المسلمین کے ساتھ، ان دینی اعمال میں کمزور مسلمانوں کے ساتھ آپ کیسا سلوک کریں گے جب اقامتِ دینِ حق کے سفر میں شریک مجاہد بھائی بھی آپ کے شر سے محفوظ نہیں؟

اگر ایک مجاہد بھائی کے ساتھ آپ کا یہ معاملہ ہو کہ بظاہر تو آپ اس کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے ملیں، اسے چوم کر گلے لگائیں اور گرمجوشی سے بغل گیر ہوں، لیکن اسے آپ سے جدا ہوئے چند لمحے بھی نہ گزریں اور آپ اس کا گوشت کھانے لگیں، اس کی عزت اچھالنے لگیں... تو بتائیے کہ بھلا یہ کونسی شریعت ہے جسے آپ اس دنیا میں نافذ کرنا چاہتے ہیں؟ یہ کونسا دین ہے جس کی طرف آپ دوسروں کو دعوت دیتے ہیں؟

اگر آج جب کہ آپ کی تعداد بھی نسبتاً تھوڑی ہے، آپ باہم محبت، الفت اور وحدت سے نہیں رہ سکتے، ایک مسلمان کا بنیادی حق... یعنی اس کے پیٹھ پیچھے اس کی حفاظت و نصرت کا حق... نہیں ادا کر سکتے تو کل جب آپ کی تعداد بھی بڑھ جائے گی اور پوری امت سے واسطہ درپیش ہو گا تو آپ کیا حرکتیں کریں گے؟ ہمارا دین تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ان کے سامنے نصیحت و خیر خواہی کا تعلق رکھیں اور ان کے پیٹھ پیچھے ان کی حمایت و نصرت کریں۔ لیکن آج ہمارے اندر وہ مذموم اوصاف پیدا ہو گئے ہیں جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کہا:

> ''میں نے ایک ایسا زمانہ پایا تھا جب ہم سب کے سب ظاہر میں بھی ایک دوسرے کے بھائی تھے اور باطن میں بھی ایک دوسرے کے بھائی۔ لیکن پھر ہم پر ایک ایسا زمانہ بھی آیا جب ہم نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے جو ظاہر میں تو بھائی بھائی تھے لیکن باطن میں ایک دوسرے کے سخت دشمن''۔

مجھے بعینہ ان الفاظ کے ساتھ تو کوئی روایت نہیں مل سکی، البتہ تقریباً انہی معانی پر مشتمل حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ایک فرمانِ نبوی کئی کتبِ حدیث، مثلاً مسند احمد اور طبرانی وغیرہ میں موجود ہے کہ:

> يكون في آخر الزمان أقوام إخوان العلانية أعداء السريرة
>
> ''آخری زمانے میں بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں تو بھائی بھائی ہوں گے لیکن باطن میں ایک دوسرے کے دشمن''۔ [مترجم]

اس کی عملی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ ایک شخص بظاہر مجالس میں تو ماشاء اللہ ایک نیک، پرہیز گار، مومن، مجاہد نظر آئے، لیکن اس کے مسلمان بھائی کو اس سے جدا ہوئے ابھی چند لمحے بھی نہ گزریں تو وہ اس پر تہمت، بہتان اور الزامات کی بوچھاڑ کر کے اس کی کمر توڑ ڈالے... یہ ہے ظاہر میں بھائی اور باطن میں دشمن!

پس یہیں سے دینی تربیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے! بلاشبہ (مجاہدین کی) دینی تربیت خلافتِ اسلامیہ کے قیام کی طرف اٹھنے والے اہم ترین اقدامات میں سے ہے۔ اس دینی تربیت ہی کے ذریعے وہ ''مضبوط بنیاد'' تیار ہوتی ہے جس پر کل کو پورا اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور جس پر ایک شرعی خلافت کا ڈھانچہ کھڑا ہوتا ہے۔ یہ ''مضبوط بنیاد'' سبقت لے جانے والے اور نصرتِ دین اور ادائے فریضۂ جہاد میں پہل کرنے والے مہاجرین و انصار کا وہ طبقہ ہے جو اگر درست شرعی تربیت حاصل کرلے تو ان کی تعداد تھوڑی ہونے کے باوجود ان کے اعمال نہایت عظیم الشان اور وزنی ہوتے ہیں! ہمیں آج اگلے مراحل کے لیے یہی مضبوط بنیاد تیار کرنی ہے! ہمیں ایسے اوصاف والے لوگ درکار ہیں جنہیں دشمن کے خلاف جنگ کے لیے پکارا جائے تو وہ سب بجلی کی سی سرعت کے ساتھ آ پہنچیں اور غنیمت اکٹھی کرنے کا مرحلہ آئے تو ان میں سے کم ہی کوئی موجود پایا جائے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ایسے لوگ بہت ڈھونڈنے ہی سے ملتے ہیں، جیسا کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

تجدون الناس كإبل مئة لا يجد الرجل فيها راحلة

''تم انسانوں کو ان سو (۱۰۰) اونٹوں کی طرح پاؤ گے جن میں سے سواری کا بوجھ اٹھانے کے قابل کوئی ایک اونٹ بھی نہیں ملتا''۔ (صحیح مسلم)

پورے سو اونٹوں میں کوئی ایک بھی سواری کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ملتا! آج بھی ہمیں کسی جمِ غفیر کی تلاش نہیں، ہمیں تو ان چنیدہ لوگوں ہی کی تلاش ہے جو لاکھوں میں ایک ہیں، لیکن اپنے کندھوں پر امت کے غموں کا بوجھ اٹھانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ وہ جن کے قلوب اس دین کی فکر میں گھلتے ہیں، جو مسلمانوں کی حالتِ زار سے بے چین ہو کر اپنے بستروں پر کروٹیں بدلتے ہیں، جو یہ سوچ کر ہی تڑپ اٹھتے ہیں کہ آج دنیا کے کتنے مختلف خطوں میں کتنی مسلمان بہنوں کی عصمتیں پامال کی جا رہی ہیں... جو ان سب امور پر سوچنے اور ان غموں کا مداوا کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے میدانِ عمل کا رخ کرتے ہیں۔ مجھے یہ حدیث کبھی پوری طرح سمجھ نہیں آئی تھی کہ:

''تم انسانوں کو ان سو (۱۰۰) اونٹوں کی طرح پاؤ گے جن میں سے سواری کا بوجھ اٹھانے کے قابل کوئی ایک اونٹ بھی نہیں ملتا''...

یہاں تک کہ میں فلسطین اور افغانستان کے جہاد میں شریک ہوا اور اس حدیث کی عملی تشریح اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ واقعتاً سیکڑوں انسانوں میں سے محض چند رجالِ کار اور مٹھی بھر مردِ میدان ہی برآمد ہوتے ہیں۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنی تمنا بیان کرے۔ تو ان میں سے ایک نے یہ تمنا کی کہ انہیں اتنا سونا مل جائے جس سے پورا گھر بھر جائے اور وہ اسے اللہ کے رستے میں خرچ کریں۔ جب کہ دوسرے صحابیؓ نے یہ تمنا کی کہ انہیں اتنے غلام مل جائیں جن سے پورا گھر بھر جائے اور وہ انہیں اللہ کی راہ میں آزاد کریں۔ یوں ان میں سے ہر ایک نے اپنی تمنا بیان کی۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: اے امیر المومنین! آپ اپنی تمنا بھی بیان فرمائیں۔ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أتمنى أن يكون لي ملء هذا البيت مثل أبي عبيدة۔

''میری تمنا ہے کہ مجھے ابو عبیدہؓ جیسے اتنے رجالِ کار مل جائیں جن سے یہ پورا گھر بھر جائے''۔ (الطالب في تاريخ الحلب، لابن العديم)

جب کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ''تھذیب التھذیب'' کی آٹھویں جلد میں مذکور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ:

أتمنى أن يكون لي رجال مثل عمير أستعين بهم على أمور المسلمين

''میری تمنا ہے کہ مجھے عمیرؓ جیسے رجالِ کار مل جائیں جن سے میں مسلمانوں کے (اجتماعی) امور میں مدد لوں''۔

اسی سے تربیت یافتہ رجالِ کار کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ بلاشبہ تربیت کے مرحلے سے گزر کر تیار ہونے والی مضبوط بنیاد ہی آئندہ مراحل میں پورے دین کی اقامت اور پوری امت کے احیا کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ زمنِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ مضبوط بنیاد مدینہ میں موجود سابقون الاولون انصار و مہاجر صحابہؓ تھے۔ اسی مضبوط بنیاد سے اسلام آگے پھیلنا شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا جزیرۂ عرب مسلمانوں کے زیرِ نگیں آگیا۔ پھر جب عراق، فارس اور روم کی فتوحات کے مراحل آئے، جب کبھی دعوتی وفود یا جنگی لشکر بھیجے گئے تو بنیاد کا کام دینے والے اسی مبارک طبقے سے قائدین و رہنما چنے گئے۔ قاضی بھی انہی میں سے نکلے، مفتی، سپہ سالار اور قائدین بھی انہی سے! یہ تربیت یافتہ حضرات ہی اس امت کا مرکز و محور اور اسلامی معاشرے کی روح ثابت ہوئے۔ یہی لوگ امت کی قوت کو دوچند کرنے، اس کے افراد میں بجلیاں بھرنے، دین کی سرحدات کو محفوظ کرنے اور محاذوں کو آباد رکھنے کا باعث بنتے ہیں۔ یہی اپنی سرفروشی سے باقی سب کے جذبے جوان کرتے ہیں... ان میں سے کتنے ہی اپنے پاکیزہ لہو سے اسلام کی عمارت کو سیراب کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں اور جو پیچھے رہ جاتے ہیں وہ اس امت کو دین پر قائم رکھنے اور جہاد و قتال پر استقامت بخشنے کا باعث بنتے ہیں۔ پھر یہی وہ خوش بخت ہیں جن کو اللہ رب العزت زمین میں غلبہ و تمکین بخشتے ہیں اور انہیں اپنے دین کے نفاذ کی بھاری امانت تھماتے ہیں... کیونکہ یہ ثابت کر چکے ہوتے ہیں کہ یہ اپنی ذاتی و اجتماعی زندگیوں میں احکاماتِ الٰہی کے پابند اور شریعت کے امین ہیں، لہٰذا اللہ رب العزت زمین پر اپنے دین کے نفاذ کی مبارک امانت بھی انہی کے کندھوں پر ڈالتے ہیں... انہی کو اس عظیم خدمت کے لیے چنتے ہیں!

☆☆☆☆☆

مطبوعاتی جہاد

شیخ ابو قتادہ فلسطینی حفظہ اللہ

کسی بھائی کی طرف سے شیخ ابو قتادہ حفظہ اللہ سے مطبوعاتی جہاد کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ شیخ نے اُن بھائی کو جو جواب دیا تھا، افادۂ عام کے لیے نشر کیا جا رہا ہے۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کو حق پر ثابت قدم رکھے۔ شام میں کچھ ساتھی جہاد کی نیت سے مطبوعاتی شعبہ میں کام کرتے ہیں، انہوں نے آپ کے نام کچھ جواب طلب سوالات بھیجے ہیں اور آپ کی طرف سے رہنمائی کے منتظر ہیں۔

- جو مجاہد جہادی مراکز میں مطبوعاتی اور نشریاتی خدمات انجام دیتا ہے، جیسے جہادی ویڈیوز کی ایڈیٹنگ، تصاویر کی ڈیزائننگ اور اسی طرح کا مزید کام۔ کیا ان ساتھیوں کو رباط فی سبیل اللہ کا اجر ملے گا؟ ہماری مراد وہ احادیث ہیں، جو رباط فی سبیل اللہ کی فضیلت کے حوالے سے ہیں۔ جیسے اللہ کی راہ میں ایک دن رباط حجر اسود کے پہلو میں لیلۃ القدر کی رات جاگنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کیا کوئی مجاہد ایسے حالات میں مارا جائے تو اس عمل کا اجر قیامت کے دن تک دیا جائے گا؟
- جو ساتھی مطبوعاتی شعبے میں سستی سے کام لیتے ہیں اور اسی کوتاہی کی وجہ سے مخالفین میڈیائی جنگ میں غالب آ جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں بہت سے نوجوان دشمن کے میڈیا سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ کیا اس سے اُن ساتھیوں کو گناہ ہو گا، جو اس سستی اور کوتاہی کا شکار ہوتے ہیں؟ کیوں کہ بہت سے ساتھی جہادی کاموں میں میڈیائی شعبے میں کام کرنا پسند نہیں کرتے، بلکہ جنگی یا دیگر شعبوں میں کام کا جذبہ رکھتے ہیں۔

شیخ صاحب! یہ سب ہم اس لیے جاننا چاہتے ہیں کہ اس حوالے سے آپ خصوصی ہدایات دیں، تاکہ نوجوانانِ اسلام کو اس شعبے کے حوالے سے بھی خصوصی رہنمائی مل سکے۔''

شیخ ابو قتادہ نے جواب میں لکھا:

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے مسلمان بھائی! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اسلام، بلکہ اقوام کی تاریخ میں میڈیا کا کام جہاد و قتال کا اہم حصہ رہا ہے۔ اپنے وجود کا ثبوت اور آدھا غلبہ اسی میڈیائی طاقت سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ترغیب دیتے ہیں کہ اشعار کے ذریعے مشرکین کی مذمت کریں۔ ان سے فرماتے ہیں کہ آپ کا کلام مشرکین کو تیروں کے وار سے بھی زیادہ بُرا لگتا ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''قریش کی ہجو (اشعار میں مذمت بیان) کرو، یہ اُن پر تیر کے وار سے بھی زیادہ بُری محسوس ہوتی ہے''۔

آپ علیہ السلام نے پہلے ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس کسی صاحب کو بھیجا کہ کفار کی ہجو کریں، انہوں نے ہجو کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اکتفا نہیں فرمایا، پھر کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا کہ مشرکین کی ہجو کریں۔ پھر حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: آپ نے ایک دُم مارنے والے شیر کے پاس آدمی بھیجا ہے۔ (حسان رضی اللہ عنہ نے خود کو شیر سے تشبیہ دی۔ جب شیر کو غصہ آتا ہے تو اپنی دم ایک سے دوسری طرف مارتا ہے) پھر انہوں نے اپنی زبان باہر نکالی اور ایک جانب سے دوسری جانب حرکت دے کر کہا: ''قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اپنی زبان ایسے تار تار کر دوں گا، جیسے کسی چیز کا چھلکا اتارا جاتا ہے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی مت کرو، کیوں کہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قریش کے نسب اچھی طرح معلوم ہیں۔ میں بھی قریش میں نسب رکھتا ہوں۔ (یعنی ایسا نہ ہو کہ میرے نسب کی ہجو کر دیں)۔ حسان رضی اللہ عنہ اُن کے پاس گئے اور واپس آئے تو کہنے لگے: یا رسول اللہ! انہوں نے مجھے آپ کا نسب بتا دیا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں آپ کے نسب کو ہجو سے بچا کر رکھوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

> ''روح القدس جبرائیل ہمیشہ آپ کی تائید اور مدد کریں گے، جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرو گے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ ''حسان نے کفار کی مذمت کر کے مسلمانوں کے دل ٹھنڈے کر دیے اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر لیا''۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ابو سفیان کو احد کی جنگ کے بعد جواب دیں۔ جب کہ جواب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بتا رہے تھے:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ

> ''ہم غزوہ احد کے دن مشرکین کے سامنے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا ایک گروپ پہاڑی پر بٹھایا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرما دیا۔ یہ ایک طویل حدیث ہے۔ اس میں ایک جگہ یہ ذکر ہے کہ ابو سفیان نے سر اٹھا کر کہا: 'کیا تم میں محمد ہیں؟' رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'جواب مت دو'۔ابو سفیان نے دوبارہ کہا: 'کیا تم میں خطاب کا بیٹا ہے؟' جب کوئی جواب نہ ملا تو کہنے لگے: 'یہ دونوں مارے گئے ہیں۔اگر یہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود پر قابو نہ پاسکے اور کہا: 'اے اللہ کے دشمن! تم نے جھوٹ بولا ہے۔' ابھی اللہ نے ایسے لوگ زندہ رکھے ہیں، جن کے ذریعے تمہیں رسوا کرے گا۔ابو سفیان نے اپنے ایک بت کا نام لے کر کہا: 'ہُبل کا نام بلند ہو۔' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'اب جواب دو۔'صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا: 'کیا کہیں؟' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'کہہ دو، اللہ عظیم اور بڑا ہے'۔ابو سفیان یہ سنا تو اپنے بت کا نام لے کر کہنے لگے: 'ہمارے پاس 'عزیٰ' ہے اور تمہارے پاس عزیٰ نہیں ہے۔' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'جواب دو'۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پھر پوچھا: 'کیا کہیں؟'۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کہہ دو 'اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔'

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شاعر کے لیے اپنا منبر درست کرتے ہیں، تاکہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے حوالے سے اشعار کہیں۔ایسے لوگ کس جانب جا رہے ہیں، جو اتنے عظیم کام چھوڑ رہے ہیں اور اس طرف توجہ نہیں دیتے؟

امیر پر لازم ہے کہ ایک جماعت کو اس کام کے لیے فارغ کریں کہ باتوں سے حق کا تعاون کریں، جس طرح ایک مجاہد اسلحہ کے ذریعے حق کے لیے لڑتا ہے۔اگر ایسے لوگ خود تیار نہ ہوں تو اُنہیں زبردستی اس کام پر آمادہ کریں۔اگر جہاد اس عظیم کام سے محروم ہو گیا تو ہم اپنے آپ کا تعارف کسی کو نہیں کرا سکیں گے اور نہ اپنے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور نہ ہی جوانوں کو اپنی جانب بُلا سکتے ہیں، جن سے ہمارے محاذوں کا خلا پُر ہو۔یہ کام فرض کفایہ ہے۔اگر تمام مجاہدین نے چھوڑ دیا تو بلا استثنیٰ سب گناہ گار ہوں گے۔یہ کام جہاد اور قتال کے برابر ہے، بلکہ بجائے خود جہاد ہے۔عرب لوگ سفر کے لیے حُدی خوانوں کو کرایہ پر لیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ کام کیا ہے۔جب ایک انسان یا حیوان سفر میں ایسی حُدی کی ضرورت رکھتا ہے، تاکہ سفر کی طاقت پیدا ہو سکے تو کیا مجاہدین کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں، جو ان کی خبریں، تصاویر اور پیغامات نشر کریں، تاکہ مجاہدین کے کام میں اُن کا ہاتھ بٹایا جا سکے۔ان لوگوں سے زیادہ کون اَجر کا مستحق ہوگا، جو جہاد کے لیے ترغیب دے۔مجاہدین کا دفاع کرے۔ان کی خبریں نشر کرے۔اس طرح مسلمانوں کے دلوں کو خوش کرے۔خدا کی قسم! اگر میں یوں کہوں تو گناہ گار نہ ہوں گا کہ میڈیا کا کام کرنے والے مجاہدین کو بہت سے اُن مجاہدین سے زیادہ اجر ملتا ہے، جو دشمن سے براہِ راست لڑتے ہیں۔

ہماری بہت سی کوششیں اسی لیے ضائع ہو جائیں گی اور دشمن اسے چوری کر لیں گے، اگر ہمارے پاس میڈیائی بریگیڈ نہ ہو، جو اس کی ذمہ داری قبول کریں اور اسے سچی اور حقیقی صورت میں نشر کریں۔ہمارے بارے میں جو جھوٹ پھیلایا جاتا ہے، اس کا واحد علاج یہی ہے کہ ہم بھی میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو اطلاع دیں گے کہ یہ بات جھوٹ ہے۔بہت سے مسلمان نوجوان کفریہ مطبوعاتی کوششوں کی وجہ سے ہم سے بد ظن کر کے الگ کر دیے جاتے ہیں۔بہت مرتبہ ہم صادقین اور نیک لوگوں کی دعاؤں سے اس لیے محروم رہ جاتے ہیں کہ وہ ہماری باتوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔بہت سے مجاہدین کے حوصلے اُس وقت بڑھتے ہیں، ترقی کرتے ہیں اور بہت سے مجاہدین اس وقت خوش ہوتے ہیں، جب انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلمان ہماری کامیابی اور فتوحات سے خوش ہو رہے ہیں۔ اسی خوشی میں اُن کے دل مزید قربانی دینے اور جان قربان کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہماری قربانی ضایع نہیں جا رہی، بلکہ اس سے مجاہدین کی حمایت اَور بھی بڑھے گی تو یہ لوگ بہت بہادری سے آگے بڑھتے ہیں اور قربانی دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ میڈیا کے شعبے میں کسی بھی قسم کی کمزوری عسکری جنگ کی کمزوری سے زیادہ نقصان رکھتی ہے۔مطبوعاتی شعبے میں غلطی کا نقصان بھی میدان جنگ کی غلطی سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ خدا کی قسم! جو مجاہدین اس میڈیا کے میدان میں کام کرتے ہیں اور دن رات ایک کرتے ہیں، ان کا ثواب ان لوگوں کے ساتھ ثواب میں برابر ہے، جو محاذوں پر پہرہ دیتے ہیں۔اس مجاہد کو اس کے اپنے رت جگے کا ثواب بھی دیا جاتا ہے اور اس عالم کے رت جگے کا ثواب بھی دیا جاتا ہے، جو شریعت کے ایک مسئلے کی تحقیق کے لیے رات جاگ کر گزارے۔اگر اس حال میں موت آئے کہ اخلاص اور ثواب کی نیت سے اپنا کام جاری رکھا ہوا تھا تو یہ مطبوعاتی مجاہد اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ ایک جگہ اُٹھے گا، جو بمباری یا گولیوں کا نشانہ بنے۔ وہ آنکھ جو مطبوعاتی کام میں جاگتی رہی، یہ اس آنکھ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں پہرہ دے۔ میں نصیحت کے طور پر مجاہدین رہنماؤں سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا ساتھی ملے، جو مطبوعاتی کام کر سکے اور صحیح طریقے سے یہ کام کر سکتا ہو، مگر پھر بھی اس کام سے احتراز کرتا ہو تو اسے جہاد و قتال سے منع کر دیں، تاکہ اُسے اپنے نفس کو خوش کرنے کا موقع نہ ملے۔ کیوں کہ ایسے کام کو چھوڑنا، جو جہاد کے مصالح میں سے ہو اور اس کی جگہ ایسے کام کرنا، جن میں اسے وقتی لذت حاصل ہوتی ہو، یہ ایک قسم کی نفس کی پیروی ہی ہے۔یہ شرعی جہاد اس طرح سے نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرمائے، جس پر وہ خوش اور راضی ہو۔تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

☆☆☆☆☆

نصرت الٰہی سے محرومی کے اسباب!

مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی زیر نظر تحریر جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ترجمان ''ماہنامہ بینات'' میں شائع ہو چکا ہے۔

دوم: رہی یہ بات کہ کفار و مشرکین اور اغیار کے مظالم کا شکار صرف اور صرف دین دار مسلمان ہی کیوں ہیں؟

اگر بدکردار مسلمانوں اور اربابِ اقتدار نے اللہ کو ناراض کر رکھا ہے تو ان کی سزا ان نہتے معصوموں کو کیوں دی جاتی ہے؟ اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مدد کیوں نہیں آتی؟ چاہئے تو یہ تھا کہ جرم و سزا کے فلسفہ کے تحت سزا بھی ان ہی لوگوں کو دی جاتی، جنہوں نے اللہ کو ناراض کر رکھا ہے، مگر اس کے برعکس ہو یہ رہا ہے کہ نیک صالح مسلمان، اور دین و مذہب کے متوالے، کفار کے مظالم کی تلوار سے ذبح ہو رہے ہیں، ان کو بے نام کیا جا رہا ہے، ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے، ان کی جان و مال اور عزت و ناموس برباد کی جا رہی ہے، ان پر اللہ کی زمین تنگ کی جا رہی ہے، اپنے اور پرائے سب ہی ان کے دشمن اور ان کی جان کے پیاسے ہیں، کوئی بھی ان کے لیے کلمہ خیر کہنے کا روادار نہیں ہے، بلکہ ان پر ہر طرف سے آگ و آہن کی بارش اور بارود کی یلغار ہے، آخر ایسا کیوں ہے؟؟

اسی طرح ارشاد الٰہی: ''الا ان نصر اللہ قریب'' ...بے شک اللہ کی مدد قریب ہے...کا وعدہ کب پورا ہو گا؟

اس سلسلہ میں بھی چند معروضات پیش کرنا چاہوں گا:

۱: دنیا باخدا مسلمانوں کے لیے قید خانہ اور کفار و مشرکین کے لیے جنت ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

> عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر (ترمذی ص:۵۶ ج:۲)
>
> ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔''

یعنی دنیا میں عموماً کافر کی نسبت، ایک مومن کو آفات و مصائب کا سامنا زیادہ کرنا پڑتا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ کافر کی دنیاوی کروفر اور راحت و آرام اور مومن کی تکلیف و تعذیب کو دیکھ کر پریشان نہیں ہونا چاہئے، بلکہ مومن کی دنیا کی تکلیف و تعذیب اور مصائب و آلام کا، اس کی جنت کے ساتھ اور کافر کی ظاہری کروفر، خوش عیشی اور راحت و آرام کا اس کی جہنم کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو سمجھ میں آجائے گا کہ جس طرح کافر کی دنیاوی راحت و آسائش کی، اس کی جہنم کی سزا کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں، اسی طرح مسلمان کی دنیا کی عارضی تکالیف و مشکلات اس کی جنت اور آخرت کی راحت و آرام کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

۲: دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزا ہے اور ظاہر ہے جو شخص عملی میدان میں جتنا محنت و مشقت اور جہد و مجاہدہ برداشت کرے گا، بعد میں اسی تناسب سے اسے راحت و آرام میسر آئیگا اور جو شخص میدانِ عمل میں جتنا کوتاہی کرے گا، بعد میں اسی تناسب سے اُسے ذلت و رسوائی اور فضیحت و شرمندگی کا سامنا کرنا ہو گا، ٹھیک اسی طرح مقربین بارگاہِ خداوندی کو بھی آخرت کی کھیتی یعنی دنیا میں جہد مسلسل اور محنت و مشقت کا سامنا ہے، مگر عاقبت و انجام کے اعتبار سے جلد یا بدیر راحت و آرام ان کا مقدر ہو گا، دوسری طرف کافر اگرچہ یہاں ہر طرح کی راحت و آرام سے سرفراز ہیں، مگر مرنے کے ساتھ ہی عذاب جہنم کی شکل میں ان کی راحت و آرام اور ظلم و عدوان کا ثمرہ ان کے سامنے آجائے گا۔

۳: کسی مسلمان کی تخلیق کا مقصد دنیا اور اس کی راحتوں کا حصول نہیں، بلکہ مسلمان کو جنت اور جنت کی لازوال وابدی نعمتوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور جنت کا حصول کچھ آسان نہیں، بلکہ جنت کے سامنے یا ارد گرد مشکلات و مصائب کی باڑھ لگائی گئی ہے اور دوزخ کے ارد گرد خواہشات کی باڑھ کی گئی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

> عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشھوات (ترمذی ص:۸۰ ج:۲)
>
> ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے گرد ناگواریوں اور مشقتوں کی باڑھ کی گئی ہے، اور دوزخ کے گرد خواہشات کی باڑھ کی گئی ہے۔''

اس لیے کسی نیک صالح مسلمان کا دنیا میں مشکلات و مصائب اور مکروہات سے دوچار ہونا دراصل حصولِ جنت میں کامیابی کی نشانی ہے، اور کفار و مشرکین اور معاندین کیلیے دنیاوی راحت و آرام یا خواہشات نفسانیہ کا مہیا ہونا ان کے عذابِ نار و سقر سے دوچار ہونے کی علامت ہے۔

۴: بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آخرت کے عذاب سے بچانے کے لیے دنیا ہی میں انہیں مصائب و تکالیف میں مبتلا فرماتے ہیں' تاکہ اس کی کمی کوتاہیوں کا معاملہ یہیں نمٹ جائے اور آخرت میں ان کو کسی عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد اللہ بعبدہ الخیر عجل لہ العقوبۃ فی الدنیا، واذا اراد اللہ بعبدہ الشر امسک عنہ بذنبہ حتی یوافی بہ یوم القیامۃ۔ وبھٰذا الاسناد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان عظم الجزاء مع عظم البلاء، وان اللہ اذا احب قوماً ابتلاھم، فمن رضی فلہ الرضا ومن سخط فلہ السخط (ترمذی، ج:۲)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، تو دنیا میں ہی اس کو فوری سزا دے دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا موخر کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو پوری سزا دیں گے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بندے کو جتنا بڑا ابتلا پیش آئے، اتنی بڑی جزا اس کو ملتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں تو اسے... مصائب و آلام سے... آزماتے ہیں، پس جو شخص... ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے... راضی رہا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور جو شخص ناراض ہوا اس کے لیے ناراضی ہے''۔

اس حدیث کی تشریح میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں دو مضمون ارشاد ہوئے، ایک یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی سزا دنیا ہی میں دے دیتے ہیں، اس کی سزا کو آخرت پر نہیں اٹھا رکھتے، بلکہ مختلف مصائب میں اس کو مبتلا کر کے پاک وصاف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اگر اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو وہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، اور اگر لکھنے والے کے ہاتھ سے قلم گر جاتا ہے تو وہ بھی اس کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ کسی بندۂ مومن کو کوئی تکلیف اور صدمہ یا پریشانی پیش آئے اسے اپنے گناہوں کا خمیازہ سمجھنا چاہیے۔ دوسری یہ کہ بندۂ مومن کا مصائب و آلام میں مبتلا ہونا اس کے مردود ہونے کی علامت نہیں، بلکہ اس کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ کا لطف و انعام ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اس کے گناہوں کے کفارہ کا دنیا ہی میں انتظام فرمادیا۔ اس کے برعکس جس بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے گناہوں کے باوجود ڈھیل اور مہلت دیتے ہیں، وہ احمق یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت معزز ہے حالانکہ اس کے ساتھ مکر واستدراج کا معاملہ ہو رہا ہے کہ اس کی معصیتوں اور نافرمانیوں کے باوجود اسے ڈھیل دی جارہی ہے، اور قیامت کے دن جب بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوگا، اسے اس کی بدعملیوں کا پورا پورا بدلہ چکادیا جائے گا، الایہ کہ حق تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل واحسان سے عفو و درگزر کا معاملہ فرمائے... بشرطیکہ وہ مسلمان ہو کیونکہ کفر و شرک کی معافی نہیں ہے...اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی حق تعالیٰ شانہ کا لطف قہر کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی قہر لطف کی شکل میں، اس نکتہ کو حضرات عارفین خوب سمجھتے ہیں، ورنہ عام لوگوں کی نظر اس پر نہیں جاتی۔'' (دنیا کی حقیقت ص:۱۹۷، ۱۹۸، ج:۱)

۵: دنیا کا اصول ہے کہ جس سے زیادہ تعلق خاطر ہو یا جس کو کسی لائق بنانا ہو، اس کو کڑی آزمائش وامتحان سے گزارا جاتا ہے، اور اس کی چھوٹی چھوٹی حرکت وسکون پر گرفت کی جاتی ہے، چنانچہ اسی موقع پر فرمایا گیا ہے کہ: ''حسنات الابرار سیئات المقربین''...ابرار کی نیکیاں مقربین کی سیئات شمار ہوتی ہیں...یعنی مقربین کا مقام اتنا اونچا ہے کہ جو کام ابرار کریں اور وہ نیکی کہلائے، اگر وہی کام مقربین کریں تو ان کے درجہ کے اعتبار سے وہ بھی سیئہ اور گناہ شمار ہوتا ہے، گویا نیک و صالح مسلمان درجہ قرب الٰہی پر فائز ہیں اور ان کو آخرت میں جن مراتبِ عالیہ سے سرفراز کرنا ہے، دنیاوی تکالیف ومشکلات کی بھٹی میں ڈال کر ان کو کندن بنانے کی سعی کی جارہی ہے۔

۶: جس کا جتنا اللہ تعالیٰ سے قرب ہوگا اس کو اسی تناسب سے مصائب و بلایا اور شدائد و محن سے دوچار کیا جائے گا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''عن مصعب بن سعد عن ابیہ قال قلت، یا رسول اللہ! ای الناس اشد بلاءً؟ قال: الانبیاء ثم الأمثل فالأمثل، فیبتلی الرجل علی حسب دینہ فان کان فی دینہ صلباً اشتد بلائہ، وان کان فی دینہ رقۃ ابتلی علی حسب دینہ، فما یبرح البلاء بالعبد حتی یترکہ یمشی علی الارض وما علیہ خطیئۃ'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۲)

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی، پھر جو ان سے قریب تر ہو، پھر جو ان سے قریب تر ہو، آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، پس اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہو تو اس کی آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے، اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اسے اس کے دین کی بقدر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پس آزمائش بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کو ایسا کر کے چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر ایسی حالت میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔''

اس لیے موجودہ کیا، ہمیشہ سے مصائب و مشکلات اور شدائد و محن اللہ کے مقربین کا طرئہ امتیاز رہا ہے۔

۷: بعض اوقات مقربین بارگاہِ الٰہی کے پیمانۂ خلوص، اخلاص، صبر، تحمل، تسلیم، رضا، عزم، ہمت، دینی پختگی اور تصلّب کو ناپنے کیلیے ان پر امتحانات و آزمائشیں آتی ہیں، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

الف: ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والأنفس والثمرات، وبشر الصابرین، الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون (البقرۃ: ۱۵۵)

''اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے۔ اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے پاس جانے والے ہیں۔''

ب: الٓمّ، احسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا آمنّا وھم لایفتنون، ولقد فتنّا الّذین من قبلھم فلیعلمنّ اللہ الّذین صدقوا ولیعلمنّ الکٰذبین (عنکبوت: ۳،۲،۱)

''کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ، کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے، اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے، سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو''۔

ج: عن خباب بن الارت قال: شکونا الی النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم وھو متوسّد بردۃً لہ فی ظلّ الکعبۃ فقلنا: الا تستنصر لنا، الا تدعو اللہ لنا ﷺ قال کان الرّجل فی من قبلکم یحفر لہ فی الارض فیجعل فیھا فیجاء بالمنشار فیوضع علی رأسہ فیشق باثنین وما یصدّہ عن دینہ، ویمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ من عظم او عصب وما یصدہ ذلك عن دینہ (صحیح بخاری، ص: ۵۱۰، ج: ۱)

''حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے سائے میں اپنی چادر سے ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، کہ ہم نے آپ سے ... کفار کے مظالم کی شکایت کرتے ہوئے... عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ ہمارے لیے اللہ سے مدد اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟... آپ یہ سن کر ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے... اور فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا، اسے اس میں کھڑا کیا جاتا اور اس کے سر پر آری چلا کر اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا، مگر یہ سب کچھ اس کو اس کے دین سے نہ ہٹا سکا، اسی طرح کسی کے جسم پر لوہے کی کنگھی چلا کر اس کا گوشت اور پٹھے اس کی ہڈیوں سے اُدھیڑ دیئے جاتے، مگر یہ سب کچھ اس کو اس کے دین سے نہیں ہٹا سکتا۔''

گویا ان حضرات کو اپنے دین و مذہب کی خاطر اس قدر اذیتیں دی گئیں اور انہوں نے اس پر صبر و برداشت کیا تو تمہیں بھی ان معمولی تکالیف پر حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے بلکہ صبر و برداشت سے کام لینا چاہئے اور اللہ کی نصرت و مدد پر نگاہ رکھنی چاہئے جلد یا بدیر اللہ کی مدد آ کر رہے گی۔

۸: اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے مقربین کو تکالیف و مصائب سے دوچار کر کے دراصل ان کی نیکیوں اور اعمالِ حسنہ کا پورا پورا بدلہ اور جزا دنیا کے بجائے آخرت میں دینا چاہتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

یود اھل العافیۃ یوم القیامۃ حین یعطی اھل البلاء الثواب لو ان جلودھم کانت قرضت فی الدنیا بالمقاریض (ترمذی ص: ۶۳ ج: ۲)

ترجمہ: ''قیامت کے دن جب اہلِ مصائب کو بدلہ عطا کیا جائے گا تو اہل عافیت... جو ان مصیبتوں سے محفوظ رہے... یہ آرزو کریں گے کہ کاش! دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے۔''

۹: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد اور نصرت پر قادر ہے، وہ چاہے تو کسی عام مظلوم کی مدد کے لیے آسمان سے فرشتے نازل کر سکتا ہے اور نہ چاہے تو بنی اسرائیل جیسی ناہنجار قوم کے ہاتھوں اپنے مقرب و مقدس انبیاء علیہم السلام کو جام شہادت نوش کرا دے، مگر با ایں ہمہ خدا پرست اور اہلِ حق نہ دل چھوٹا کرتے ہیں اور نہ مایوس و بزدل ہوتے ہیں؟ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:۔

الف: ویقتلون النبیین بغیر الحق (البقرۃ: ۶۱)

''اور وہ بنی اسرائیل... خون کرتے تھے پیغمبروں کا ناحق''

ب: ویقتلون الانبیاء بغیر حق، ذالك بما عصوا وکانوا یعتدون (آل عمران: ۱۱۲)

اور قتل کرتے رہے ہیں پیغمبروں کا ناحق، یہ اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور حد سے نکل گئے...

ج: وکأیّن من نّبی قُتل معہ ربیّون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحبُّ الصّابرین (آل عمران: ۱۴۶)

''اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑتے ہیں بہت خدا کے طالب، پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے، اللہ کی راہ میں اور نہ سست ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے''۔

۱۰: ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد فوراً آجائے، بلکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مدد و نصرت میں بھی اتنی تاخیر فرما سکتے ہیں کہ وہ مایوسی کے قریب ہو جائیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

الف: حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انهم قد کذبوا جاء هم نصرنا فنجی من نشاء ولا یرد بأسنا عن القوم المجرمین (یوسف: ۱۱۰)

''یہاں تک کہ پیغمبر... اس بات سے... مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی، ان کو ہماری مدد پہنچی، پھر... اس عذاب سے... ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا''۔

ب: ام حسبتم ان تدخلوا الجنّة ولمّا یأتکم مثل الّذین خلوا من قبلکم مسّتهم البأساء والضّرّاء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین آمنوا معه متیٰ نصر الله، الا ان نصر الله قریب (البقرہ: ۲۱۴)

''کیا تم کو یہ خیال ہے کہ جنت چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر نہیں گزرے حالات ان لوگوں جیسے جو ہو چکے تم سے پہلے کہ پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھڑ جھڑائے گئے، یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے کب آوے گی اللہ کی مدد؟ سن رکھو اللہ کی مدد قریب ہے''۔

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کے مقابلہ میں نیک و صالح مسلمانوں کے لیے فوراً نصرت الٰہی کا آنا کوئی ضروری نہیں، اس کے علاوہ مدد و نصرت الٰہی میں تاخیر کا ہو جانا جہاں کفار و مشرکین اور ان کے موقف کی صداقت کی دلیل نہیں، وہاں نیک صالح اور متقین و مومنین کے بارگاہِ الٰہی میں مبغوض و مقہور ہونے کی علامت بھی نہیں، کیونکہ دورِ حاضر کے نیک و صالح مومنین و متقین، اپنی جگہ کتنا ہی مقرب بارگاہ الٰہی کیوں نہ ہوں، بہر حال وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبہ و مقام کو نہیں پہنچ سکتے، لہٰذا اگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مدد و نصرت میں تاخیر ہو سکتی ہے تو دورِ حاضر کے نیک صالح مومنین و مجاہدین کی مدد میں تاخیر کیوں نہیں ہو سکتی؟

۱۱: اس سب سے ہٹ کر سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ صورت حال میں جہاں اہلِ ایمان کو مصائب و آلام سے دوچار کر کے ان کے درجات بلند کرنا چاہتے ہیں، وہاں ان بد باطن کفار و مشرکین اور نام نہاد مسلمانوں پر اتمام حجت کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کل قیامت کے دن وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں غور و فکر کی مہلت اور صحیح صورتِ حال کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔

الغرض موجودہ صورت حال سے جہاں نیک صالح لوگوں اور مقربین بارگاہِ الٰہی کے درجات بلند ہو رہے ہیں، وہاں ان بد باطنوں کو ڈھیل دی جا رہی ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

واملی لهم ان کیدی متین (القلم: ۴۵)

''اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں مگر میری تدبیر غالب ہے''۔

اسی طرح فرمایا:

وانتظروا انا منتظرون (ھود: ۱۲۲)

''تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کر رہے ہیں''... (مرنے کے بعد معلوم ہو گا کہ کون فائدہ میں تھا اور کون نقصان میں؟؟)

فسوف تریٰ اذا انکشف الغبار

اتحت رجلك فرس ام حمار

وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین

☆☆☆☆☆

''بلاشبہ اس جہاد کا سب سے بڑا تحفہ یہی ہے کہ امت نے اپنی گردن پر مسلط حکمرانوں اور ان کی حفاظت پر مامور افواج کا مکروہ چہرہ پہچان لیا ہے۔ حدیث کے مطابق ''مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا''... پس یہ امتِ ایمان ان شاء اللہ دوبارہ کبھی دھوکہ نہیں کھائے گی، دوبارہ کبھی ان سازشیوں کی چکنی چپڑی باتوں پر اعتماد نہ کرے گی، ان کفریہ نظامہائے حکمرانی سے کبھی کوئی توقع وابستہ نہ رکھے گی۔ امت نے فلسطین کا سودا کرنے والے محمود عباس، سرزمینِ حرمین کے دروازے کافروں کے لیے چوپٹ کھول دینے والے فہد و عبداللہ، مصر کی دینی تحریکات کا گلا گھونٹنے والے حسنی مبارک، افغانستان پر امریکیوں کو مسلط کروانے والے شمالی اتحاد، عراق میں صلیبیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو قتل کرنے والی مہدی ملیشیا، کشمیر بیچ ڈالنے والی پاکستانی ایجنسیوں، امارتِ اسلامیہ افغانستان گرانے والے پرویز، عرب و عجم کے آٹھ سو مجاہد بیٹوں کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کرنے والی پاکستانی پولیس اور لال مسجد کو خون میں نہلانے والی پرویزی فوج کو بخوبی دیکھ لیا ہے... ان سب نے اپنی دین دشمنی کی ہر دلیلِ ظاہری و حسی فراہم کر کے ہمارے لیے یہ فیصلہ کرنا نہایت آسان کر دیا ہے کہ یہ سب حکومتیں اور فوجیں کفر و اسلام کی اس عالمی جنگ میں کس خیمے میں کھڑی ہیں... کفر و نفاق کے اس خیمے میں جس میں ایمان کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا! پس امتِ مسلمہ کے لیے یہ خوشخبری ہے کہ اب کی بار جب مغرب شکست کھائے گا تو یہ صرف صلیب ہی کی شکست نہ ہو گی، بلکہ اللہ کے اذن سے مسلم سرزمینوں پر مسلط تمام کفریہ نظام اور ان نظاموں کے تمام محافظوں کی بساط بھی ساتھ ہی لپٹ جائے گی''۔

[استاد احمد فاروق رحمہ اللہ]

خروجِ دجال اور ظہورِ امام مہدی

مفتی محمد ادریس ہاشمی دامت برکاتہم العالیہ

قربِ قیامت حضرت مہدی کے ظہور سے قبل ہونے والے واقعات:

قربِ قیامت حضرت مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یہ وہ دو چیزیں ہیں جو کہ صحیح احادیث سے ثابت ہیں، اور یہ ہی وہ دو امر ہیں جن کی بدولت (جب کہ مسلمان انتہائی پستی اور ذلت میں ہوں گے اور مسلمانوں کا خون دریا کے پانی کے مانند بہہ رہا ہوگا) مسلمانوں کو اپنا کھویا ہوا وقار اور عزت واپس مل جائے گا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا وعدہ بھی پورا ہو جائے گا کہ زمین پر کوئی مٹی گارے کا گھر یا اونٹ کی کھال کا خیمہ باقی نہیں بچے گا جہاں اللہ تعالیٰ اپنے دین کو داخل نہ کر دے۔

پس آج جب کہ مسلمانوں سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی پستی اور ذلت کا شکار نہیں اور سب سے زیادہ خون جو بہہ رہا ہے اس وقت دنیا میں اس کا غالب حصہ مسلمانوں کا ہی ہے۔ بس اس وقت ہر سچا اور مخلص مسلمان اس بات کا منتظر ہے کہ آخر وہ وقت کب آئے گا کہ جب یہ دونوں امر ظاہر ہوں گے یعنی حضرت مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ جب کہ حالات تو یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی وہ نشانیاں جن کو محدثین نے ''علاماتِ صغریٰ'' سے تعبیر کیا ہے، ان میں سے اکثر کو آج ہم اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے، اپنے سامنے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں، اور وہ علامات جن کو محدثین نے ''علامات کبریٰ'' سے تعبیر کیا ہے، (جس میں حضرت مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول شامل ہے) دنیا اب ان کے وقوع پذیر ہونے کی منتظر ہے۔

جہاں تک تعلق ہے حضرت مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کا، تو احادیث وروایات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ ان دونوں امر کے ظاہر ہونے سے پہلے بھی کچھ امور اور واقعات ظہور پذیر ہوں گے۔ جن میں خراسان سے کالے جھنڈوں کا برآمد ہونا اور پھر ان میں آپس کا اختلاف ہونا، سفیانی کا خروج اور پھر اس کی جانب سے مسلمانوں کا شدید قتل عام کرنا، آسمان پر عجیب و غریب علامات کا ظاہر ہونا، پھر دوبارہ خراسان سے کالے جھنڈوں کا حضرت مہدی کے طلب میں نکلنا اور ان کو تلاش کر کے ان سے بیعت کرنا اور سفیانی کے لشکر کا زمین میں دھنسنا وغیرہ شامل ہیں۔

ذیل میں احادیث کے مطالعہ سے پہلے چار چیزوں کی وضاحت ضروری ہے؛

اول:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور خاص کر حضرت مہدی کے ظہور سے ماقبل ظہور پذیر ہونے والے واقعات کے بارے میں احادیث وروایات کثیر تعداد میں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث تو وہ ہیں جو کہ صحیح احادیث ہیں اور بعض وہ ہیں جو کہ ضعیف اور بعض انتہائی ضعیف ہیں۔ چنانچہ ہم ذیل میں وہ احادیث وروایات نقل کریں گے جو کہ حضرت مہدی سے ماقبل ظہور پذیر ہونے والے واقعات سے ہیں۔ گو کہ ذیل میں نقل ہونے والی کئی روایات ضعیف ہیں، لیکن یہ بات سب جانتے ہیں وہ امور جن کا تعلق عقائد، عبادات اور مسائل شرعیہ سے نہ ہو بلکہ ان کا خالصتاً تعلق اخبار (مستقبل میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات) سے ہو، تو اس باب میں محدثین نے ضعیف احادیث کو بھی نقل کیا ہے۔ یہاں تک وہ اسرائیلیات جو کہ قرآن وحدیث سے نہ ٹکراتی ہوں، اور ان کا تعلق بھی اخبار سے ہو تو ان کو بھی نقل کیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے؛

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ

(سنن ابی داود، ج ۱۰، ص ۹۷، رقم: ۳۱۷۷/مسند احمد، ج ۲۰، ص ۲۸۹، رقم: ۹۷۴۶)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل سے روایت کرو، اس میں کوئی حرج نہیں''۔

دوم:

ذیل میں ہم نے حضرت مہدی سے ماقبل ظہور پذیر ہونے والے واقعات سے متعلق صرف وہ احادیث نقل نہیں کی جو کہ ضعیف ہیں بلکہ وہ صحیح احادیث نقل کی گئی ہیں جن میں ان واقعات کا بالکل واضح ذکر موجود ہے یا ان میں حضرت مہدی سے ماقبل ظہور پذیر ہونے والے واقعات سے متعلق ایسے واضح اشارے موجود ہیں جو کہ ضعیف احادیث کے ضعف کو کم کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات بھی سب اہل علم جانتے ہیں کہ وہ ضعیف حدیث جس کے متن سے متعلق کسی امر کا واضح اور صریح اشارہ صحیح احادیث سے ملتا ہوا تو پھر اس حدیث کے ضعف کا وہ درجہ نہیں رہتا جو کہ اس کے راویوں کے ضعف کی بناء پر ہوتا ہے۔

سوم:

پہلی بات یہ ہے کہ ذیل میں ہم نے احادیث کو اسی واقعاتی ترتیب کے لحاظ سے نقل کرنے کی کوشش کی ہے، جو کہ بظاہر احادیث کے مطالعہ سے سامنے آتا ہے، لیکن یہ ترتیب کوئی حتمی نہیں ہے۔ اس میں معاملات آگے پیچھے بھی ہو سکتے ہیں اور دوسری سب سے اہم بات اس ضمن میں یہ ہے کہ امام مہدی سے ماقبل ہونے والے واقعات کی حتمی تطبیق انتہائی دقیق اور مشکل کام ہے جو کہ صرف اہل علم ہی اپنے علم اور نور بصیرت اور فراست سے اس کو پہچان سکتے ہیں، جس کو پھر بھی حتمی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مہدی کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق ماہ وسال کا تعین کسی نہ اختیار میں ہے اور نہ ہی اس کو متعین کرنا جائز ہے۔ بس اس ضمن میں یہ بات واضح کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ صحیح احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت مہدی جب

مکہ میں پناہ لیں گے تو ان کو پکڑنے کے لیے آنے والا لشکر جب زمین میں دھنسا یا جائے گا تو لوگ پہچان لیں گے کہ یہی وہ مہدی ہیں جن کی خوش خبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی تھی۔ بس شام سے اولیا اور عراق کے قبائل آکر حضرت مہدی سے بیعت کریں گے:

فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ

(سنن ابی داود، ج۱۱، ص۳۰۷، رقم: ۳۷۳۷)

''وہ لشکر، بیداء، کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے، جب لوگ مہدی کے بارے میں سنیں گے تو اہل شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں ان کے پاس آئیں گی اور ان سے بیعت کریں گی''۔

چہارم:

بہت سے لوگ جن میں بعض وقت کچھ اہل علم حضرات ،ان کے سامنے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور خاص کر حضرت مہدی کے ظہور سے ماقبل ظہور پذیر ہونے والے واقعات سے متعلق بات کی جاتی ہے تو اس سے انتہائی بے اعتنائی برتتے ہیں اور اس کے متعلق یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جیسے اس کے ظہور ہونے میں ابھی صدیاں باقی ہیں۔ مگر ہم جب اس معاملے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور اسلاف کا طرز عمل دیکھیں تو وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہاں تو یہ معاملہ تھا کہ اگر کوئی ایسی چیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا اسلاف دیکھ لیا کرتے تھے جو کہ دجال یا یاحضرت مہدی کے ظہور سے متعلق ہوتی تھی تو فوراً فکر مند ہو جاتے تھے اور اس کی اصلیت جاننے کی کوشش کرتے تھے تاکہ اگر اس چیز سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بشارت دی ہو تو اس سے محروم نہ رہا جا سکے اور اگر کسی چیز سے متعلق متنبہ کیا ہو تو اس کی گمراہی اور ہلاکت سے بچا جا سکے۔

اس سلسلے میں چند مثالیں درج ذیل ہیں؛

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جب آسمان پر دمدار ستارہ دیکھا تو فکر مند ہو گئے کہ کہیں دجال تو نہیں نکل آیا۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے؛

حمزة بن العباس العقبي، ثنا العباس بن محمد الدوري، ثنا عثمان بن عمرو، أنبأ ابن جريج، عن ابن أبي مليكة، قال: غدوت على ابن عباس رضي الله عنهما ذات يوم، فقال: 'ما نمت البارحة حتى أصبحت'، قلت: لم ؟ قال: قالوا: طلع الكوكب ذو الذنب، فخشيت أن يكون الدجال قد طرق ـ هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه. غير أنه على خلاف عبد الله بن مسعود، وأن آية الدجال قد مضى

(مستدرک حاکم، ج۱۹، ص۳۱۱، رقم: ۸۵۵۱)

اسی طرح مہدی سے قبل کے رمضان میں جو عجیب وغریب علامات آسمان پر ظاہر ہوں گی ان سے متعلق ایک راوی کہتے ہیں کہ؛

حدثنا ابن وهب عن ابن عياش عن صفوان بن عمرو عن عبد الرحمن بن جبير عن كثير بن مرة قال لا انتظر آية الحدثان في رمضان منذ سبعين سنة۔

(الفتن نعیم بن حماد، ص۱۸۵، رقم: ۶۴۰، اسنادہ: حسن)

''حضرت کثیر بن مرۃ کہتے ہیں کہ میں ستر سال تک رمضان میں (آسمان پر ظاہر ہونے والی) دونشانیوں کا انتظار کرتا رہا''۔

اسی طرح قرب قیامت غزوہ ہند سے متعلق جو بشارتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں اس سے متعلق حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا طرز عمل کیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں؛

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي خَلِيلِي الصَّادِقُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْثٌ إِلَى السِّنْدِ وَالْهِنْدِ فَإِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُ فَاسْتُشْهِدْتُ فَذَلِكَ وَإِنْ أَنَا فَذَكَرَ كَلِمَةً رَجَعْتُ وَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ قَدْ أَعْتَقَنِي مِنَ النَّارِ

(مسند احمد، ج۱۸، ص۹، رقم: ۸۴۶۷۔ البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر، الاخبار عن غزوہ الھند: ۶/۲۲۳)

''میرے جگری دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ: اس امت میں سندھ اور ہند کی طرف لشکروں کی روانگی ہوگی۔ (اس پر حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اگر مجھے کسی ایسی مہم میں شرکت کا موقع لگا اور میں شہید ہو گیا تو ٹھیک، اگر واپس لوٹا تو ایک آزاد ابوہریرہ ہوگا، جسے اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہوگا''۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس لشکر میں شرکت کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نقل فرمایا:

حدثنا بقية بن الوليد عن صفوان عن بعض المشيخة عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر الهند فقال ليغزون الهند لكم جيش يفتح الله عليهم حتى يأتوا بملوكهم مغللين بالسلاسل يغفر الله ذنوبهم فينصرفون حين ينصرفون فيجدون ابن مريم بالشام. قال أبو هريرة إن أنا أدركت تلك الغزوة بعت كل طارف لي وتالد وغزوتها فإذا فتح الله علينا وانصرفنا فأنا أبو هريرة المحرر يقدم الشام فيجد فيها عيسى بن مريم فلأحرصن أن أدنو منه فأخبره

أني قد صحبتك يا رسول الله قال فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم وضحك ثم قال (هيهات هيهات)

(الفتن از نعیم بن حماد، باب غزوۃ الہند ،ج ۹ص ۴۰۹، حدیث:۱۲۳۶، ۱۲۳۸ اواسنادہ ضعیف ومسند اسحٰق بن راھویہ، قسم اول۔ سوم:۱/۴۶۲ حدیث:۵۵۳۷)

''ضرور تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا، اللہ ان مجاہدین کو فتح عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ ان (ہندوستان) کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے اور اللہ ان (مجاہدین) کی مغفرت فرمادے گا۔ پھر جب وہ مسلمان واپس پلٹیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شام میں پائیں گے''۔ (اس پر) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنا نیا اور پرانا سب مال بیچ دوں گا اور اس میں شرکت کروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا کر دی اور ہم واپس پلٹ آئے تو وہ میں ایک آزاد ابوہریرہ ہوں گا جو ملک شام میں (اس شان سے) آئے گا کہ وہاں عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو پائے گا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت میری شدید خواہش ہوگی کہ میں ان کے پاس پہنچ کر انہیں بتاؤں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔ (راوی کا بیان ہے) کہ رسول اللہ ایہ بات سن کر مسکرا پڑے اور ہنس کر فرمایا: بہت مشکل، بہت مشکل''۔

بس یہ تھا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف کا طرز عمل ان نشانیوں کے حوالے سے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف امت 'حضرت مہدی، دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے زیادہ قریب تھے یا ہم اس زمانے کے زیادہ قریب ہیں؟ ظاہر سی بات ہے کہ ان کے مقابلے میں ہم ان نشانیوں کے زیادہ قریب ہے تو پھر ہمیں ان کے بارے میں کس قدر جاننا چاہیے اور اگر اس متعلق کسی نشانی کا ظہور ہو تو اس کے متعلق کتنا فکر مند ہونا چاہیے۔ لیکن معاملہ اسے بالکل برعکس ہے کہ عام آدمی تو درکنار اکثر اہل علم بھی اس پر بات کرنے یا اس کی طرف توجہ کرنے کو تیار نہیں۔

یادرکھنا چاہیے کہ یہ بھی حضرت مہدی کے ظہور اور خروج دجال کی نشانی ہے کہ ان خروج سے پہلے ان کا ذکر محراب ومنبر سے اٹھ جائے گا یا پھر لوگ ایسے امر کے ظہور پذیر ہونے سے ہی مایوس ہو جائیں گے۔

عن ابن عباس فا یبعث المهدی بعد ایاس حتیٰ یقول الناس لا مهدی

(کذا فی الحادی ج ۲ ص ۷۶)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہدی اس وقت تک نہیں آئیں گے جب تک لوگ مایوس ہو کر یہ نہ کہنے لگیں کہ اب کوئی مہدی نہیں آنے والا''۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

لَا يَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَذْهَلَ النَّاسُ عَنْ ذِكْرِهِ وَحَتَّى تَتْرُكَ الْأَئِمَّةُ ذِكْرَهُ عَلَى الْمَنَابِرِ

(مسند احمد: ج ۳۴ ص ۳۱ رقم الحدیث: ۱۶۰۷۳)

''دجال کا خروج نہ ہوگا یہاں تک کہ لوگ اس کا ذکر بھول جائیں گے (یعنی اس سے بے خوف ہو جائیں گے) اور مساجد کے آئمہ منبروں پر اس کا تذکرہ چھوڑ دیں گے''۔

جب کہ معاملہ یہ ہو کہ:

ليس من فتنة صغيرة ، ولا كبيرة لا تضع لفتنة الدجال فمن نجا من فتنة ما قبلها نجا منها

(مسند البزار: ج ۷ ص ۲۳۲ رقم الحدیث: ۲۸۰۷ رجالہ رجال الصحیح)

''آج تک دنیا میں کوئی بھی چھوٹا بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے، سو جو کوئی اس کے فتنے سے پہلے، فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنے سے بھی بچ جائے گا''۔

''فتنہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ دجال کے فتنے پر ہی منتج ہوگا۔ سو جو اس کے فتنے سے پہلے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنوں سے بھی بچ جائے گا''۔

(احادیث فی الفتن والحوادث ج:۱ ص ۲۵۶ بحوالہ کتاب: تیسری عالمی جنگ اور دجال)

لہٰذا ان فتنوں سے سے بچنے کے لیے ان فتنوں سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛

''یہ فتنے ایسے لمبے ہو جائیں گے جیسے گائے کی زبان لمبی ہو جاتی ہے۔ ان فتنوں میں اکثر لوگ تباہ ہو جائیں گے البتہ وہ لوگ بچ جائیں گے جو پہلے سے ان فتنوں کو پہچانتے ہوں گے''۔

(احادیث حذیفہ فی الفتن: ج ۱ ص ۴۹ بحوالہ کتاب: تیسری عالمی جنگ اور دجال)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

شیخ ابو محمد مقدسی حفظہ اللہ

حجتِ میثاق و فطرت:

☆ہم اِس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت سے جو میثاق لیا تھا، وہ برحق ہے؛ نیز یہ کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو حُنَفَا (موحد اور یک سُو) پیدا کیا، پھر شیاطینِ جن و انس نے اپنے جال میں پھنسا کر اُنھیں اُن کے دین سے گمراہ کر دیا اور اُن کے لیے وہ طریقے وضع کیے جن کا خدا نے اِذن نہیں دیا۔ ہمارا اِس پر بھی ایمان ہے کہ ہر مولود فطرت پر جنم لیتا ہے، پھر اُس کے والدین اُسے یہودی، عیسائی، مجوسی یا مشرک بنا دیتے ہیں۔

☆اِسی وجہ سے ہمارا اعتقاد ہے کہ ہر وہ شخص کافر ہے جو دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین و مذہب اپناتا ہے، خواہ اسے پیامِ رسالت پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو؛ جسے پیغام پہنچ گیا وہ 'کافر معاند' یا 'کافر معارض' ہے اور جسے نہیں پہنچا وہ 'کافرِ جاہل' ہے؛ جس طرح ایمان کے مختلف درجات ہیں، ایسے ہی کفر بھی متنوع مراتب کا حامل ہے۔

حجتِ وحی و رسالت:

☆اِس کے ساتھ یہ امر بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر محض 'میثاق' اور 'فطرت' ہی کی حجت پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اُن کی جانب پیغمبر مبعوث کیے جو اُنھیں اُس میثاق کی یاددہانی کراتے تھے جو اللہ عزوجل نے اُن سے لیا تھا۔ پھر اُن پر اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور قرآن کریم کو سلسلہ کتب کی اپنی آخری کتاب قرار دیا جو پہلی کتابوں کی محافظ و نگہبان ہے جس کے آگے سے باطل راہ پا سکتا ہے اور نہ پیچھے سے؛ اللہ عزوجل نے قرآن شریف کو تبدل و تغیر سے محفوظ رکھا ہے اور اِسے ہر اُس شخص کے لیے حقیقت رس اور واضح حجت قرار دیا ہے جس تک یہ پہنچ جائے؛ چنانچہ فرمایا:

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (الانعام: ۱۹)

''اور میری طرف یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اِس کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے، اُن سب کو ڈراؤں''۔

☆پس زمین و آسمان میں خدا کا ایک ہی دین ہے اور وہ ہے: دینِ اسلام؛ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین، اسلام ہی ہے۔''

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدۃ: ۳)

''اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند فرمایا''۔

جمہوریت:

لہٰذا ہم اِسی کو اپنا دین قرار دیتے ہیں اور اِس کی مخالف ہر شے سے اظہار برأت کرتے ہیں؛ ہم اِس کے معارض و منافی تمام کفریہ مناہج، ادیانِ باطلہ اور مذاہبِ فاسدہ کا انکار کرتے ہیں؛ عصر حاضر کی بدعت 'جمہوریت' بھی اِنھی میں شامل ہے، فللذا جو اِسے اپناتا اور پسند کرتا ہے، وہ اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران: ۸۵)

''اور جو اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب بنے گا تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نامرادوں میں سے ہوگا''۔

☆اِسی بنا پر ہم اُس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو دینِ جمہوریت کے مطابق خدا کے ساتھ شریعت سازی کرتا ہے جیسا کہ ایک قوم کا اپنے لیے تشریع و قانون سازی کا جمہوری اصول ہے۔ ایسے ہی ہم اُسے بھی کافر سمجھتے ہیں جو اپنی جانب سے کسی قانون ساز کو منتخب کرتا اور اُسے اپنا وکیل و نائب (نمائندہ) بناتا ہے کیوں کہ یہ غیر اللہ کو حَکَم، رب اور شریعت ساز قرار دیتا ہے[4]؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

[4] اس مقام پر جمہوریت کے ساتھ اس قید کا اضافہ کرنا چاہیے تھا کہ یہاں وہ کفریہ جمہوریت مراد ہے جو مغرب میں رائج ہے جس کی رو سے مخلوق مقامِ الوہیت پر فائز ہوتی اور انسان انسانوں کے غلام بنتے ہیں۔ اس کی دو وجہیں ہیں: ایک یہ کہ بہت سے لوگ لفظ 'جمہوریت' بکثرت استعمال کرتے ہیں لیکن اِس سے اُن کی یہ کفریہ مراد نہیں ہوتی بلکہ بعض کو تو یہی معلوم نہیں ہوتا کہ 'جمہوریت' کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ اُن کی نظر میں جمہوریت، حریت فکر، حقوق انسانی اور ظلم و جبر اور آمریت کے خلاف اعلانِ جنگ سے عبارت ہے!! بطور مثال شیخ کبیر علی طنطاویؒ ہی کو لیجیے؛ وہ اپنی کتاب 'اخبار عمر' میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قلب و ذہن میں جمہوریت کا تصور پہلے ہی دن سے موجود تھا جو بعد ازاں ترقی کرتا گیا اور ان کے عہدِ خلافت میں کمال و عروج تک پہنچا۔'' گویا حضرت فاروقؓ کا عدل و انصاف اور دیگر کارہائے نمایاں کی بنیاد اُن کی جمہوری فکر تھی نہ کہ یہ امر کہ اُنھوں نے درس گاہِ رسالت مآب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تربیت پائی تھی!! اندازہ کیجیے کہ جب 'شیخ کبیر' ہی اس غلط فہمی کا شکار ہیں تو دیگر لوگ جو علم و فکر میں ان سے کہیں فروتر ہیں، اُن کی کیا کیفیت ہوگی؟ لیکن اِس کے باوصف اگر علامہ طنطاوی سے دریافت کیا جائے کہ کیا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب جمہوریت سے وہی مراد لیتے ہیں جو تصور مغرب یا مشرق کے بعض خطوں میں مروج ہے؟ تو یقیناً جواب نفی میں آئے گا۔ فللذا باوجود یہ کہ یہ لوگ شدید غلطی کے مرتکب ہیں، کسی طور ان کی تکفیر نہ کرنی چاہیے اور نہ انھیں خارج از ملت قرار دینا چاہیے؛ اِن کے بارے میں یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ یہ دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین و مذہب کے خواہاں ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جلد باز نوجوان اِس طرح کے مطلق اقوال جن میں متعدد پہلوؤں کا احتمال ہوتا ہے، کو ہر اُس شخص پر چسپاں کر دیتے ہیں جو جمہوریت کا نام لیتا ہے؛ اُنھیں اِس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ 'جمہوریت' کے حق میں بات کرنے والا اِس سے کیا مراد لے رہا ہے؛ وہ فوراً اُس پر کفر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ (طرطوسی)

اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ:۲۱)

''کیا اِن کے کچھ شریک خدا ہیں جنھوں نے اِن کے لیے وہ دین ٹھہرایا ہے جس کا اذن اللہ نے نہیں دیا؟''۔

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ (التوبۃ:۳۱)

''اُنہوں نے اللہ کے سوا اپنے فقیہوں اور راہبوں کو رب بناڈالا''۔

انتخابات میں شرکت:

☆اِس کے باوجود ہم انتخابات میں شریک ہونے والے لوگوں کی عمومی تکفیر نہیں کرتے کیوں کہ اِس شرکت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ تمام 'اربابِ شریعت ساز' کے طالب ہیں بلکہ اُن میں سے کئی لوگوں کا مطمح نظر یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیوی و معاشی خدمات کے لیے اپنے نمائندے منتخب کرسکیں۔ یہ امر 'عمومِ بلوی' کی حیثیت اختیار کرچکا ہے اور جو لوگ نمایندگان کی مانند بہ راہِ راست قانون سازی میں شریک نہیں ہوتے، اُن کے مقاصد مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں، فللٰذا ہم اُن کی تکفیر کے درپے نہیں ہوتے؛البتہ اُن لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو بہ راہِ راست قانون سازی کی صورت میں 'کفر بواح' کے مرتکب ہوتے ہیں۔

☆ہم کہتے ہیں کہ 'تشریعی انتخابات' میں شریک ہونا ایک کفریہ عمل ہے لیکن ہم عمومی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ہم اِس تفریق کے قایل ہیں کہ کسی شخص کا 'کفریہ عمل' کرنا ایک شے ہے اور اس پر حکم کفر کا انطباق امر دیگر؛ بعض اوقات کسی فرد پر کفر کے اطلاق و نفاذ کے لیے اقامت حجت ضروری ہوتی ہے؛ خصوصیت سے جب مسائل میں اشکالات پائے جائیں اور مرتکبِ کفر کے احوال التباس کا شکار ہوں؛ پھر اِس طرح کے معاملات میں یہ احتمال بھی ہوتا ہے کہ اُس کا ارادہ و قصد مبنی بر کفر ہی نہ ہو۔

☆ہمارے نزدیک یہ مقولہ علی الاطلاق درست نہیں ہے کہ ''ہم اہل قبلہ سے کسی فرد کو محض کسی گناہ کی بنا پر کافر نہیں کہتے۔'' بلکہ ہم اِس پر یہ مزید قید لگاتے ہیں: ''بشرطیکہ وہ عمل کفریہ نہ ہو اور نہ وہ شخص اس گناہ کو حلال سمجھتا ہو۔''

مجرد معاصی اور گناہوں کی وجہ سے ہم کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔

☆ہم اہل قبلہ کو مسلمان اور مومن قرار دیتے ہیں؛ ہمارے نزدیک اِن میں اصل اسلام ہے جب تک کہ وہ نواقضِ اسلام میں سے کسی ناقض کے مرتکب نہ ہوں اور اُن کی تکفیر میں کوئی مانع شرعی حائل نہ ہو۔

مرتکب کبائر:

☆امت محمد علی صاحبھا السلام میں سے کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد اگر بحالتِ توحید فوت ہوئے ہوں تو ہم، خوارج اور ان کے غالی تکفیری پیروکاروں کے برخلاف، اُنھیں دائمی جہنمی نہیں سمجھتے، خواہ وہ اپنے گناہوں سے تائب نہ ہی ہوئے ہوں؛ ہماری رائے میں اُن کا معاملہ خدا کی مشیئت اور فیصلے پر موقوف ہے؛ وہ چاہے تو اپنے فضل کی بنا پر اُن سے بخشش و مغفرت کا سلوک کرے جیسا کہ اُس نے فرمایا:

وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ (النساء:۴۸)

''اور وہ اس (شرک) کے سوا جو کچھ ہے اُس کو جس کے لیے چاہے گا، بخش دے گا''۔

اور اگر چاہے تو اپنے عدل و انصاف کی رو سے اُنھیں عذاب دے؛ پھر یہ لوگ جہنم سے آزاد کردیے جائیں گے جس کے مختلف اسباب ہوسکتے ہیں، مثلاً: خدا اپنی رحمت سے اِنھیں آتش دوزخ سے نکال لے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے ذخیرہ کر رکھی ہے؛ یا نیک لوگوں میں سے کسی ایسے شخص کی شفاعت بھی کام آسکتی ہے جسے خداوند عالم کی رضامندی حاصل ہو۔

☆ہم وعد اور وعید کے باب میں مرجیہ اور خوارج کے وسط میں ہیں اور وعد و وعید تمام تر برحق ہیں۔

☆معاصی اور کبایر کے باوصف اہل قبلہ میں عمومی طور پر باہمی اخوت ایمانی ثابت ہے جیسا کہ خدا نے اپنی کتاب میں اس کی تصریح فرمائی ہے؛ چناں چہ فرمایا:

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ (الحجرات:۱۰)

''مسلمان باہم د گر بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں کے مابین مصالحت کراؤ''۔

فَمَنۡ عُفِىَ لَهٗ مِنۡ اَخِيۡهِ شَىۡءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (البقرۃ:۱۷۸)

''پس جس کسی کے لیے اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ رعایت کی گئی تو اُس کے لیے دستور کی پیروی کرنا ہے۔''

ہم انتہائی فاسق مسلمان سے بھی اسلام کی بالکلیہ نفی نہیں کرتے جیسا کہ خوارج کا موقف ہے اور نہ ہی اُسے ابدی دوزخی قرار دیتے ہیں جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں۔ ہم ایسے شخص سے نہ تو مطلق طور پر ایمان کی نفی کرتے ہیں اور نہ ہی اُسے ایمانِ مطلق یعنی کامل ایمان سے موصوف کرتے ہیں؛ ہم اسے ناقص الایمان مومن کہتے ہیں یا یہ کہ وہ اپنے ایمان کی بنا پر مومن ہے اور اپنے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے فاسق کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

اربابِ احسان:

☆مومنین میں سے جو لوگ احسان کی روش پر گامزن ہیں، ہمیں امید ہے کہ خدا اُن سے درگزر فرمائے گا اور اپنی رحمت سے اُنھیں جنت میں داخل کرے گا لیکن ہم اُن کے معاملے میں خدا کی گرفت سے بے خوف بھی نہیں ہیں اور نہ ہی ہم اُن میں سے کسی کے لیے جنت یا دوزخ کی گواہی دیتے ہیں، اِلاَّ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے ایسی کوئی شہادت دی ہو یا اُس سے متعلق اس کی خبر دی ہو۔

☆ہم اہلِ ایمان میں سے گناہ گار افراد کے لیے استغفار کرتے اور اُن کے بارے میں خدا کی پکڑ سے ڈرتے ہیں لیکن ہم اُنھیں رحمت ایزدی سے ناامید بھی نہیں کرتے۔ خدا کی عقوبت سے بے خوفی اور اُس کی رحمت سے مایوسی، دونوں ہی رویے ملتِ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں، اور اہلِ حق کا طریق ان کے درمیان میں ہے؛ خدا ہمارا شمار بھی ان میں فرمائے!

☆ہم اہلِ قبلہ میں سے عام مسلمانوں کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اُن کی طاقت سے بڑھ کر انھیں مکلف نہیں ٹھہراتے؛ چنانچہ ہم اُن کے مسلمان ہونے کے لیے یہ شرط عائد نہیں کرتے کہ وہ 'نواقضِ اسلام' سے باخبر ہوں یا انھیں شرائط 'لاالٰہ الا اللہ' کی تعداد معلوم ہو اور وہ اُنھیں یاد بھی ہوں! اُن کے اسلام کے لیے محض یہی کافی ہے کہ اُن میں 'اصلِ توحید' موجود ہو اور وہ شرک سے کنارہ کش رہیں بشرطیکہ وہ کسی ناقض کے مرتکب نہ ہوں۔

☆ہم تکفیر کی شرائط کا لحاظ کرتے اور موانع پر نگاہ رکھتے ہیں؛ اُن حالات و ظروف کی نزاکت بھی ہمارے پیشِ نظر رہتی ہے جن میں لوگ ضعف و کمزوری کے عالم میں رہنے پر مجبور ہیں کہ اسلامی ریاست و حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے؛ جہل کے دَور دورہ ہے اور قلتِ علم اور علمائے ربانی کے اُٹھ جانے سے شبہات پھیل چکے ہیں۔

☆اِن وجوہ کی بنا پر ہم گناہ گار اہل ایمان سے اُس طرح اظہار لاتعلقی نہیں کرتے جیسا کہ کافروں، مشرکوں اور مرتدوں سے برأت کا اعلان کرتے ہیں بلکہ گناہ گار مومن موالاتِ ایمانی کے دائرے میں داخل ہیں اور جب تک وہ مسلمان ہیں، ہم اُنھیں اِس سے خارج نہیں کرتے؛ ہم صرف اُن کے معاصی اور فسق و فجور سے اظہار بے زاری کرتے ہیں لیکن اُن سے کفار کا سا معاملہ رَوا نہیں رکھتے۔

ملازمینِ سرکار:

☆جو مسلمان کفریہ حکومتوں کے ملازم ہیں، ہم اُن میں سے ہر ایک کو کافر نہیں کہتے جیسا کہ غلو پسند تکفیریوں کا رویہ ہے۔ ہم محض اُسی کو کافر قرار دیتے ہیں جس کا عمل کسی نوع کا کفر یا شرک ہو، مثلاً: کفریہ قانون سازی میں شرکت، طاغوتی قوانین کے مطابق فیصلے، مشرکین و کفار سے اظہارِ تولی یعنی محبت و مودت کے جذبات یا موحدین کے خلاف ان کی مدد نصرت۔

☆ہم کفار کے ہاں عمل کے سلسلے میں تفصیل کرتے ہیں اور کلی طور پر اِسے کفر یا حرام قرار نہیں دیتے بلکہ اِس کی بعض صورتیں کفر ہیں؛ بعض حرام ہیں اور بعض اِس سے کم تر حیثیت کی حامل ہیں؛ ہر عمل کا حکم اُس کی نوعیت ہی پر منحصر ہے۔

☆دنیوی احکام میں ہم محض ظاہر ہی پر حکم لگاتے ہیں کہ ہم اِسی کے پابند ہیں۔ پوشیدہ امور خدا کے سپرد ہیں اور وہی اُن کا حساب لے گا؛ ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم لوگوں کے قلب و بطن چاک کرتے پھریں[5]!

ارباب تاویل:

☆ہم اپنے علمائے ابرار کی مانند اہلِ تاویل کی تکفیر سے احتراز برتتے ہیں، بطورِ خاص جب اختلاف محض لفظی ہو یا اِس کا تعلق اُن عملی مسائل سے ہو جن میں مخالف کو لاعلمی کی وجہ سے معذور جانا جاتا ہے[6]۔

ضابطہ تکفیر:

☆ہمارا یہ منہج نہیں ہے کہ تکفیر کے باب میں جلد بازی سے کام لیا جائے یا بغیر تحقیق و تفتیش کے اِس کے احکام لاگو کرنے میں عجلت کا مظاہرہ کیا جائے؛ اِس لیے موحد اور نمازی افراد کے خون حلال کر لینا انتہائی پر خطر اور سنگین امر ہے اور ایک ہزار کافر چھوڑنے میں خطا ہو جانا اس سے کہیں ہلکا ہے کہ ایک مسلمان کے خون میں سے چند فاسد قطرے بہانے میں غلطی کی جائے۔

☆تکفیر کے سلسلے میں ہم 'کفر نوع' یا 'کفریہ عمل' اور 'کفر معین' میں تفریق کے قائل ہیں؛ یہ بات بھی ہمارے ملحوظ خاطر رہتی ہے کہ بعض مرتبہ ایک شخص سے کفر صادر ہوتا ہے لیکن اُس پر کفر کا حکم نہیں لگتا کیوں کہ تکفیر کی کوئی شرط مفقود ہوتی ہے یا موانع تکفیر میں سے کوئی مانع موجود ہوتا ہے۔

☆ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو شخص یقینی طور پر اسلام میں داخل ہے، اُسے محض شک یا ظن و تخمین کی بنا دایرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا کہ جو شے یقین سے ثابت ہو، وہ شک سے زائل نہیں ہوتی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

---

[5] یہ اس صورت میں ہے جب ظاہر، بالکل واضح اور محکم ہو اور اس میں ایک سے زائد احتمالات یا مفاہیم کی گنجائش نہ ہو؛ اِس کے برعکس اگر ظاہر متشابہ اور مختلف وجوہ کو محتمل ہو (بطورِ خاص کفر سے متعلقہ امور میں) تو اس صورت میں احکام لاگو کرنے سے پہلے اُس شخص کے قصد و ارادہ اور اُس کے فعل کے اسباب و محرکات کی رعایت ضروری ہے۔ (طرطوسی)

[6] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخالف کو جہالت کا عذر محض اُنھی مسایل میں دیا جائے گا جو تفصیلی اور عملی نوعیت کے ہوں۔ لیکن یہ حصر محل نظر اور دلائل کتاب و سنت کے مخالف ہے جن کی رُو سے جہالت تمام مسایل میں عذر بن سکتی ہے، خواہ اِس کا تعلق اصول (عقائد) سے ہو یا فروع (عمل) سے بہ شرطے کہ یہ جہالت عجز اور نامساعد حالات و ظروف کا نتیجہ ہو اور انسان اِسے دُور کرنے پر قادر نہ ہو۔ (طرطوسی)

ہستیٔ معمورہ میں تبدیلی ناگزیر ہے

مولانا اعظم طارق محسود شہید تقبلہ اللہ

امیر بیت اللہ محسودؒ اور شہید مفتی ولی الرحمٰنؒ کے قریبی ساتھی اور محسود مجاہدین کے ترجمان محترم اعظم طارق محسود رحمہ اللہ ۲۴ ستمبر ۲۰۱۶ء کو افغانستان کے صوبے پکتیا کے علاقے لمن میں امریکی و افغانی سپیشل فورسز کے چھاپے میں شہید ہو گئے۔ آپؒ جہادِ پاکستان کے ابتدائی رہنماؤں میں شامل رہے اور ہمیشہ غلو اور ظلم سے اپنے آپ کو اور اپنے قریبی ساتھیوں کو دور رکھا۔ آپ نے حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ نہ کی اور اس خاطر کسی تنظیمی و جماعتی تعلق کو بھی خاطر میں نہ لائے۔ آپ آخر تک شہید بیت اللہ محسود اور مولانا ولی الرحمٰن محسود کے گروہ حلقہ محسود سے منسلک رہے۔ اللہ ان کی شہادت کو قبول فرمائیں۔ آمین

جب خیر و شر کا کوئی پیمانہ ہی نہیں تو پھر جمہوریت کا مقصدِ اوّلین کیا ہے؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جمہوریت کا مقصدِ اوّلین کیا ہے؟ اور یہ کیسی اقدار کو فروغ دینا چاہتے ہیں؟ اس کا تسلی بخش جواب کہیں سے بھی نہیں مل سکتا۔ سب یہ بات کرتے ہیں کہ عوام کو خوش کرنا اور عوام کے حقوق کا تحفظ کرنا ہمارا اوّلین مقصد ہے۔ لیکن عوامی حقوق اور خوشی کے معیار کا پیمانہ کیا ہونا چاہیے؟ اس سوال کا جواب کسی کے بھی پاس نہیں۔ جمہوریت کے لٹریچر میں یہ بات قطعی طور پر معدوم ہے کہ اچھائی کو پھیلایا جائے اور برائی کو روکا یا ختم کیا جائے۔ ایسا کیوں؟

اس لیے کہ جمہوریت میں اچھائی اور برائی کا کوئی تصور سرے سے موجود ہی نہیں۔ حسنِ اخلاق اور بداخلاقی کو کوئی قدر ہی نہیں سمجھا جاتا، خیر اور شر اضافی چیزیں تصور کی جاتی ہیں۔ واضح ہو جاتا ہے کہ جمہوریت میں اخلاق اور بداخلاقی، اچھائی اور برائی، خیر اور شر کے متعلق کوئی دائمی یا ابدی تصور اور معیار نہیں ہے۔ اسی لیے تو ان کے مفکرین جمہوریت کے اس پہلو پر کوئی ٹھوس بات نہیں کر سکتے۔ بد سے بدتر کام کو بھی فرد کی آزادی کے نام پر جمہوریت میں سندِ جواز مل سکتی ہے۔

ظاہری بات ہے کہ جمہوریت نہ تو کسی اخلاقی قدر کی پابند ہے اور نہ ہی کسی آسمانی ہدایت سے فیض یاب ہے۔ اب آیئے ترقی یافتہ جمہوری ملک برطانیہ کا ایک قصہ سن لیجیے جو کہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ میں ہم جنس پرستی کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لیے بل پیش ہوا۔ کافی بحث مباحثے کے بعد برطانوی حکوت نے مذکورہ بل کے بارے میں رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دے دی تاکہ اس مسئلے میں عوام رائے کے تفصیلی جائزے کے بعد ایک رپورٹ پیش کی جا سکے۔ کمیٹی اراکین نے اس بل کے بارے میں عوام کے مختلف طبقات سے تبادلہ خیال کیا اور حکومت کو ایک عبرتناک رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ہم جنس پرستی ایک برائی ہے لیکن ہمارے پروگرام کا تعلق چیز کی اچھائی یا برائی سے نہیں ہے بلکہ بنیاد یہ ہے کہ عوام اپنے لیے قانون طے کرنے میں آزاد ہیں۔ اس اصول کو تسلیم کرنے کے بعد طے ہو گیا کہ قانون کا دائرہ کار اخلاق کے دائرہ کار سے الگ ہے۔ یعنی قانون اور چیز ہے اور اخلاق الگ چیز۔ اس سے واضح ہو گیا کہ (اہلِ جمہوریت کے ہاں) قانون انسانی معاشرے کی رائے عامہ کا مظہر ہے اور اخلاق انسان کا ذاتی معاملہ ہے۔ قانون کا یہ کام نہیں کہ خیر و شر یا اچھائی و برائی میں تمیز کرے۔ رائے عامہ اس قانون کے جواز کی طرف جا رہی ہے لہٰذا ہم اس بل کی حمایت میں رائے دینے پر مجبور ہیں اور سفارش کرتے ہیں کہ یہ بل پاس کر دیا جائے۔

کمیٹی رپورٹ کے بعد برطانوی حکومت نے ہم جنس پرستی کو جواز دے دیا۔ برطانیہ کے بعد امریکہ نے بھی ایسا بل پاس کر دیا اور پھر پورے یورپ میں یہ وبا چل پڑی۔ اب حال یہ ہے کہ ان ممالک میں ہم جنس پرستی کی باقاعدہ رجسٹرڈ تنظیمیں بنی ہوئی ہیں جو اپنی سرگرمیوں کا پرچار کرتی ہیں۔ مردوں کی تنظیموں کو "گے (Gay)" اور عورتوں کی تنظیموں کو "لیزبین (Lesbian)" کہتے ہیں۔ اسی طرح یورپ و امریکہ میں ایک اور تنظیم وجود میں آئی ہے جس کو سویپ یونین (Swap Union) کہتے ہیں۔ اس تنظیم کا کام بیویوں کا تبادلہ ہے۔ اس تنظیم کے بڑے بڑے رجسٹرڈ کلب بنے ہوئے ہیں اور یہ کام ایک نفع بخش کاروبار کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس تنظیم کی طرف سے یہ مطالبہ زور پکڑ رہا ہے کہ جس طرح غیر شادی شدہ عورت کو یہ آزادی حاصل ہے کہ جہاں چاہے جائے اور جو چاہے کرے اسی طرح کی آزادی' شادی شدہ عورت کو بھی حاصل ہونی چاہیے۔

ایک یورپی مجلہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ امریکہ اور یورپ میں غیر ثابت النسب افراد کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے، بلکہ پوری ایک نسل غیر ثابت النسب ہونے کا خدشہ ہے۔ مغربی معاشرے میں اخلاقی طور پر تو یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں لیکن انہیں تشویش اس بات پر ہے کہ معاشی طور پر ان کی ذمہ داری اٹھانے والا کوئی نہیں۔ عریانی یا عریاں فلمیں بنانا ایک خاص فن و فنکاری ہے۔ اس لحاظ سے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تو اتنی بدحالی ہے کہ قلم لکھنے سے گریزاں ہے۔ تعلیمی اداروں میں جنسی تعلقات کے حوالے سے باقاعدہ کورسز منعقد کیے جاتے ہیں۔ یہ آزادیٔ اظہار، آزادیٔ فرد، حقوقِ نسواں یا حقوقِ انسانی کے کرشمے اور جمہوری معاشرے کی ترقی یافتہ شکل ہے جس کا میں نے بہت ہی اختصار کے ساتھ خاکہ پیش کیا ہے۔ ورنہ اصل حالت اس سے کہیں بدتر ہے۔

مختلف ممالک میں جمہوریت کو مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ مثلاً لبرل جمہوریت، سیکولر جمہوریت، اشتراکی جمہوریت، عوامی جمہوریت وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جمہوریت کے مقامی ناموں سے اس کی اصل صورت، ماہیت و ترکیب اور حیاسوز اور اخلاق باختہ ساخت پر کوئی

فرق نہیں پڑتا۔ جمہوریت بہر حال خلافت سے بغاوت ہے اور سراسر لادینیت ہے۔ اس جمہوریت کی پشت پر ترقی و ترویج کے لیے جو قوت کار فرما ہے اس کو سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کہتے ہیں۔ مجموعی طور پر اب ہم اس ساری ترتیب کو نیو ورلڈ آرڈر کہہ سکتے ہیں۔

مغربی اولڈ ورلڈ آرڈر کی طرح نیو ورلڈ آرڈر بھی رُو بہ زوال ہے:

آج حالاتِ حاضرہ کی سیاست اور معاشرتی کشمکش کو دیکھتے ہوئے مغربی اولڈ ورلڈ آرڈر اور نیو ورلڈ آرڈر میں ناکامی کے حوالے سے کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ مغربی اولڈ ورلڈ آرڈر وحی الٰہی اور آسمانی ہدایت سے محروم مغربی مفکرین کے مفروضوں اور خیالی تصورات پر مبنی نظام تھا۔ نیو ورلڈ آرڈر بھی بعینہٖ وحی الٰہی اور آسمانی ہدایت سے متصادم مفکرینِ مغرب کے قیاسات اور مفروضوں پر مبنی نظام ہے۔ مغربی اولڈ ورلڈ آرڈر نے تھیوکریسی، بادشاہتیں، ارسٹوکریسی اور انارکی کو پیدا کر کے پوری انسانیت کو ہلاکت ظلم و ستم اور بربریت و مشکلات سے دوچار کیا۔

اسی طرح نیو ورلڈ آرڈر نے یو این او، ویٹو، نیٹو، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کو جنم دے کر پوری انسانیت کو جنگ وجدل اور معاشی بحران سے دوچار کر دیا ہے۔ جس طرح مغربی اولڈ آرڈر کے پیروکاروں کو عبرتناک رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑا اسی طرح نیو ورلڈ آرڈر کے پیروکاروں کا بھی انجام عبرتناک ہونے کو ہے۔

لینن اور سٹالن کے مجسموں کے ساتھ ان بالآخر ان کی عوام کا برتاؤ یا سوویت یونین کا شیرازہ بکھرنا نیو ورلڈ آرڈر کی ناکامی و رسوائی کا آغاز ہی سمجھ لیجئے۔ اب امریکہ کی باری ہے۔ جو تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔ سرزمینِ افغانستان میں مداخلت کر کے جس غلطی کا ارتکاب سوویت یونین نے کیا اسی غلطی کا ارتکاب امریکہ نے اپنے حواریوں سمیت کیا۔ سب کے سامنے ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان پر یلغار کر کے آج تک برسرِ جنگ ہیں۔

سوویت یونین افغانستان سے زخمی ریچھ کی طرح بھاگنے پر مجبور ہوا، وہ اپنے وجود کو برقرار نہ رکھ سکا، عسکری، معاشی، اقتصادی و اتحادی سطح پر زبردست شکست وریخت کا شکار ہوا۔ آج امریکہ بھی بفضلِ تعالیٰ اپنے اتحادیوں سمیت عسکری و معاشی سطح پر بدترین شکست وریخت سے دوچار ہے۔ سوویت یونین کے بقایاجات اپنے اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے امریکہ سے بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے اور آج امریکہ بھی اپنے دیوالیہ پن کو چھپانے کے لیے ازلی دشمن چین سے بھیک مانگنے پر مجبور ہے۔ سوویت یونین کے آخری ایام میں بے روزگاری زوروں پر تھی۔ یہی حال آج کل امریکہ کا بھی ہے۔ بے روزگاری کے خلاف تحریکیں اٹھ رہی ہیں۔ ہڑتالیں، جلسے اور جلوس جاری ہیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والوں سے کہا جا رہا ہے کہ تعلیم چھوڑ کر کھیتی باڑی شروع کرو۔ ڈگری لے کر بھی یہاں کوئی روزگار نہیں ملے گا۔

پچھلے ماہ خود ساختہ عالمی تھانے دار امریکہ کو دیوالیہ ہونے میں صرف چند ہی گھنٹے باقی تھے مگر دونوں پارٹیاں اپنے اپنے اصولی موقف سے ہٹ کر ایک جعلی قرض نامے پر متفق ہوئیں اور دنیا کو چند دنوں یا مہینوں کے لیے فریب دینے میں کامیاب ہوئے۔ مگر پول پھر بھی جلد کھلنے والا ہے۔ امریکہ کے دیوالیہ پن کا قصہ آج یا کل کا نہیں، ۱۱-۹ کا شروع ہو چکا تھا جب سے جڑواں ٹاور اپنی تمام تر عظمت، فخر و غرور اور فرعونیت سمیت زمین بوس ہوئے۔ اب امریکہ اندر سے خالی ہے۔ صرف اور صرف کھوکھلی چوہدراہٹ باقی ہے جو کسی بھی وقت ختم ہو سکتی ہے۔

یہ خوش فہمی، مبالغہ آرائی یا مفروضہ نہیں بلکہ زمینی حقائق ہیں کہ امریکہ کو دنیا کے اکثر و بیشتر محاذوں پر زبردست شکست کا سامنا ہے۔ مثلاً عراق، ایران، فلسطین، شام، لیبیا، مصر، لبنان، سوڈان، یمن، صومالیہ، افغانستان اور پاکستان کے قبائلی علاقہ جات میں جن مقاصد کے حصول کی خاطر وہ بھاری سرمایہ خرچ کر کے دس سال سے برسرِ جنگ ہے ان میں ناکامی کے سوا اسے کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ حتیٰ کہ وہ کابل شہر میں اپنے سفارت خانے کو بھی محفوظ نہ بنا سکے۔ امریکی شکست کا اعتراف بذاتِ خود عراق وافغانستان کی جنگ میں شامل مغربی جرنیلوں نے بھی کیا ہے۔

ابھی ایک نئی کتاب شائع ہوئی ہے جس کا عنوان ہے ''ایکسیڈنٹل گوریلا''۔ اس کتاب کا مصنف ایک کرنل ہے جو عراق اور افغانستان میں جنرل پیٹریاس کا مشیرِ خاص رہا ہے اور اب ریٹائرڈ ہے۔ مصنف نے اپنے جنگی تجربات اور مشاہدات سے یہ ثابت کیا ہے کہ سرزمین افغانستان میں امریکہ زبردست شکست سے دوچار ہے۔ امریکہ اس جنگ کو کسی صورت جیت نہیں سکتا۔ اس نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ مجاہدین کے بارے میں ہم نے جو اندازے لگائے تھے وہ سب کے سب غلط ثابت ہوئے۔ مصنف نے اس کتاب میں جنگ کا نقشہ ایک مخصوص گراف کی شکل میں بنا کر یہ ثابت کیا ہے کہ امریکہ یہاں بری طرح پھنس چکا ہے اور نکلنے کے راستے معدوم ہیں۔

ہم سفر مجاہد ساتھیو! معمارانِ مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کے ستونوں پر تعمیر کردہ قصرِ جمہوریت میں خونِ شہدا کی بدولت دراڑیں پڑ چکی ہیں، حرکت شروع ہے، کفری عالمی معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ بہت بڑا خلا پیدا ہونے کو ہے۔ ہستیٔ معمورہ میں تبدیلی ناگزیر ہے۔ عالمِ انسانیت کو انتشار واضطراب کے اس بھنور سے نکالنے کے لیے ایک فعال، دانا و بینا قوت کی ضرورت ہے جو بصورتِ مسیحا ظاہر ہو اور جمہوری چنگیزیت کے ہاتھوں مجبور و مقہور انسانیت کو فوز وفلاح امن وسلامتی اور عدل وانصاف کے ضامن نظام شریعتِ مطہرہ کی طرف لے آئے۔ یقیناً یہ مسیحا صرف اور صرف مجاہدینِ وقت ہی ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ سعادت ہمیں عطا فرمادیں۔ آمین ثم آمین!

☆☆☆☆☆

اُمّ ِموسیٰؑ کا مثالی ایمان

ڈاکٹر ام محمد

فرعون نے ایک خواب دیکھا اور اُس کو یہ تعبیر بتائی گئی کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی لڑکا فرعون کی حکمرانی کو ختم کرے گا۔ فرعون جیسے جابر، آمر کے لیے آسان حل تھا وہ حکم دیتا ہے کہ بنی اسرائیل کے ہاں جو بھی لڑکا پیدا ہو اُسے قتل کر دیا جائے اور لڑکی کو زندہ رکھا جائے۔ فرعون کی سپاہ ہر حاملہ عورت کی نگرانی کرتی لیکن سبحان اللہ ! کفر کے سپاہی جتنی بھی سخت مخبری کریں ہمیشہ کچھ نہ کچھ اُن کی نظروں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ پیٹ میں موسیٰؑ کو لیے ہوئے ہیں 'فرعون سے خوف زدہ ہیں۔ اللہ اپنی بندی کے دل میں القاء فرماتے ہیں کہ جب موسیٰؑ پیدا ہو جائیں اور خطرہ ہو تو موسیٰؑ کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں بہادے۔ دریائے نیل اگر کبھی آپ نے دیکھا ہے تو اس دریا کی لہریں انتہائی بپھری ہوئی ہیں ماہر تیراک کے لیے بھی ڈوبنے کا خطرہ رہتا ہے۔ اللہ کے ایک حکم پر موسیٰؑ کی والدہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے کو ایسی بپھری ہوئی موجوں کے حوالے کر دیا۔ اللہ رب العزت 'موسیٰؑ کی والدہ سے دو وعدے فرماتے ہیں:

☆ ہم موسیٰؑ کو تمہارے پاس واپس لے آئیں گے !

☆ ہم موسیٰؑ کو رسول بنائیں گے !

موسیٰؑ کی والدہ کے دل میں القاء ہوتا ہے، وہ ایک مومنہ، صالحہ ہیں۔ اپنے رب کے حکم کے آگے سر بسجود۔ وہ جانتی ہیں کہ اُن کا رب کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ وہ موسیٰؑ کو تکلیف سے جنم دیتی ہیں، پھر سینے سے لگا کر فرطِ محبت سے دودھ پلاتی ہیں۔ اولاد کی محبت اللہ کے حکم کی بجا آوری سے نہیں روکتی، سب سے پہلے رب کی اطاعت ہے اور اِس اطاعت پر سب کچھ قربان ! موسیٰؑ کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر بپھرے ہوئے نیل کے حوالے کر دیتی ہے۔ اپنی بیٹی کو صرف اتنا کہا کہ دریا کے کنارے چلو اور دیکھو کہ صندوق کدھر جاتا ہے۔ اللہ کے اَمر سے نیل صندوق کو فرعون کے محل کے کنارے اُتار دیتا ہے۔ سبحان اللہ جس قاتل سے بچنے کے لیے موسیٰؑ کی ماں نے اپنے جگر کے ٹکڑے کو دریا میں ڈالا تھا وہ بچہ اُسی کے دروازے پر پہنچ گیا۔ ماں کی ممتا تڑپ اُٹھتی ہے قریب ہے کہ دل جذبات سے اُمڈ آئے اور وہ مصر کی گلیوں میں اپنے بچے کے پیچھے چیختی ہوئی دوڑے۔ اللہ رب العزت اپنے بندے کے حال سے غافل نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰؑ کی ماں کے دل کو مضبوط کر دیا کہ کہیں وہ راز نہ اُگل دے۔ پھر فرعون کی بیوی آسیہؑ کو اس بچے پر پیار آ جاتا ہے، وہ فرعون سے منت کرتی ہے کہ اِسے قتل نہ کرو کیا پتہ یہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ پھر اللہ موسیٰؑ کی ماں سے کیا گیا وعدہ پورا کرتا ہے، موسیٰؑ کسی دائی کا دودھ نہیں پیتے۔ آپ کی بہن محل میں جا کر آسیہؑ کو اپنی ماں کا پتہ بتاتی ہے۔ موسیٰؑ کی والدہ آتی ہیں اور موسیٰؑ سینے سے لگتے ہی دودھ پینے لگتے ہیں۔ موسیٰؑ کی والدہ کو پیسوں کی پیشکش ہوتی ہے، اب پانسہ پلٹ گیا ہے اللہ کی رحمت سے اُم موسیٰؑ پہلے والی کمزور و خوف زدہ عورت نہیں رہتیں بلکہ تقدیر اُنہیں نہ صرف جھونپڑی سے اُٹھا کر محل میں لے آئی ہے بلکہ محل والوں کو اُن کا احسان لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ موسیٰؑ کی ماں گھریلو ذمہ داریوں کا بہانہ بنا کر اصرار کرتی ہیں کہ وہ بچے کو صرف اپنے گھر میں دودھ پلائیں گی۔ اب حالت یہ ہے کہ موسیٰؑ کا قاتل اُن کا محافظ بن جاتا ہے، فرعون کے سپاہی شاہی انداز سے حفاظتی دستے کے ساتھ موسیٰؑ اُن کی والدہ کے گھر لے جاتے ہیں پھر، وہ اُمّ موسیٰؑ کو اس کی اُجرت بھی دیتے ہیں۔ الحمدُللہ پہلا وعدہ پلک جھپکتے ہی پورا ہوا!

حضرت موسیٰؑ فرعون کے محل میں پرورش پاتے ہیں حالات کی وجہ سے مصر چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ موسیٰؑ بے سرو سامان مہاجر انتہائی کسمپرسی کی حالت میں ہیں، یقین نہیں ہوتا کہ اُمّ موسیٰؑ سے کیا گیا دوسرا وعدہ (بیٹے کو رسالت ملنے کا) کبھی پورا ہو گا لیکن اُمّ موسیٰؑ کا غیب پر مکمل ایمان ہے۔ ہم سے بھی یہ ''ایمان بالغیب'' کا تقاضہ ہے کہ بس اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ دیا اور ہم نے مان لیا! جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انصارِ مدینہ نے بیعتِ عقبہ کے وقت پوچھا تھا کہ ہم نے آپ کا ساتھ دینے کا عہد پورا کیا تو ہمیں اس کے عوض کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت''۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بخوشی بیعت کر لی۔ حضرت موسیٰؑ کو ہجرت کے صرف دس سال کے قلیل عرصے میں نبوت مل گئی۔ اور آپؑ رسول بن کر اپنی قوم میں واپس آ گئے۔ الحمدُللہ دوسرا وعدہ بھی پورا ہوا۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

ذرا غور کیجیے موسیٰؑ کی والدہ سے اللہ سبحان وتعالیٰ نے صرف دو وعدے کیے اور اُن کا یقین دیکھئے۔ اے میری مسلمان ماؤ! تم سے اللہ نے دو نہیں بلکہ بہت سے وعدے کیے ہیں تو کیوں تم اپنے بیٹوں کو جہاد فی سبیل للہ کے راستے میں بھیجنے سے کتراتی ہو؟ شاید شیطان ملعون تمہیں ڈراتا ہے کہ تم تو ایک عام عورت ہو تم میں اتنا صبر، برداشت نہیں ہے۔ لیکن اے میری ماؤ! اُمّ موسیٰؑ کا رب تمہارا رب بھی ہے! وہ تم سے بھی محبت کرتا ہے اور تمہارے معاملے میں ستر ماؤں سے زیادہ کریم ہے۔ موسیٰؑ کی والدہ بھی فطری ممتا سے مجبور اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگیں تھیں، قریب تھا کہ صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا لیکن پھر اللہ نے آپ کا دل مضبوط کر دیا۔ اللہ اپنے بندے کو آزمائش کے ذریعے تباہ نہیں کرنا چاہتا بلکہ ''لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا''۔ اللہ بندے پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ اے میری ماؤ! جب اللہ کے وعدوں پر یقین کر کے اپنے جگر گوشوں کو میدانِ جہاد میں اُتارو گی تو پھر اللہ تمہارے دلوں کو ڈھارس بھی دے گا۔ پھر اللہ تمہارے ساتھ اپنے کیے ہوئے وعدوں کو پورا بھی کرے گا۔ آج اُمت کو ایسی ماؤں کی ضرورت ہے جن کا ایمان، استقامت، اطاعتِ خداوندی موسیٰؑ کی ماں جیسا ہو۔ کیونکہ آج فرعون دوبارہ زندہ ہو گیا ہے۔ اوباما، مشرف، کیانی، راحیل شریف اور دیگر جابر، آمر مسلمان ممالک کے حکمران فرعون سے دو ہاتھ آگے نکل چکے ہیں۔ کیونکہ فرعون نے قوم کو دھوکے میں نہیں رکھا بلکہ اعلانیہ کہا کہ میں تمہارا

رب ہوں۔ جب کہ آج کے یہ بزدل 'اللہ کے دشمن جابر حکمران قوم کو تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اسلام دوست ہیں اور پس پردہ کفار کے ساتھ مل کر اسلام کو جڑ سے اُکھاڑنے کی سازشیں کر رہے ہیں، یہ زیادہ خطرناک دشمن ہے۔ آج کا فرعون آپ کے بیٹوں کو اعلانیہ قتل نہیں کر رہا بلکہ صحت کا وعدہ کر کے پولیو کا زہر آپ کے نونہالوں کے حلق میں اتار رہا ہے ،مانع حمل ادویات کے ذریعے سے مسلمانوں کی نسل کشی کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جہاں بس چلتا ہے وہاں جیٹ اور ڈرون کی بمباری سے اُمت کی بیٹیوں اور بیٹوں دونوں کو قتل کر رہا ہے۔ جی ہاں یہ نہ صرف اُمت کے بیٹوں بلکہ بیٹیوں کے بھی دشمن ہیں۔ کیونکہ ہم نے تو شاید اسلامی تاریخ نہیں پڑھی لیکن وہ حضرت خدیجہ، عائشہ، اسماء، ام امارہ، خولہ رضی اللہ عنھن کی ایمانی قوت سے خطرہ محسوس کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ اُمت ایسی بیٹیاں پیدا کر سکتی ہے جو کفر کے لیے موت کا پیغام ہوں گی۔ اے مسلمانو! یقین کرو اور تاریخ اِس بات پر شاہد ہے کہ ان شاءاللہ تمہارے بیٹے بیٹیاں خون کے دریا کو پار کر کے اِن فرعونوں کے لیے موت کا پیغام ہوں گے اور محکوم عوام کے لیے آزادی کا پروانہ۔ قریب ہے کہ میرا رب مرتدین اور ان کے امریکی آقاؤں کو ان ہی سمندروں میں ڈبو دے گا جن پر آج یہ قابض ہو کر اللہ کے لشکر پر حملے کرتے ہیں۔ جو دل یقین کا حامل ہے وہ دیکھے فرعون کا انجام!

میری اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ نہ صرف مسلمان عورتوں بلکہ مردوں میں بھی حضرت موسیٰؑ کی ماں جیسا ایمان پیدا کر دے۔ ہم سے اللہ نے بے شمار وعدے فرمائے ہیں تو کیا ہم پھر بھی اللہ کی راہ میں نہیں نکلیں گے اور اپنے پیاروں کو بھی نکلنے کی ترغیب نہیں دیں گے۔ آخر میں اُن وعدوں کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو اللہ رب العزت نے مومنین سے فرمائے ہیں۔ (علمائے کرام کے مطابق قرآن وحدیث کی روشنی میں اللہ رب العزت نے مومنین سے مندرجہ ذیل وعدے فرمائے ہیں):

ا: جنت کا وعدہ۔

ب: نور عطا کرنے کا وعدہ جو قیامت کے دن پُل صراط پر سے گزرنے کے لیے روشنی فراہم کرے گا۔ جتنا مومن کے دل میں ایمان ہو گا اُتنی ہی روشنی ہو گی۔

ت: اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ہر لمحہ مومنین کے ساتھ ہے۔

ث؛ اللہ مومن کی اُمید سے بڑھ کر اجر دیتا ہے۔

ج: اللہ کی ولایت کا حصول۔

ح: اللہ کی رحمت کا حصول۔

خ: اللہ کی طرف سے مدد کا وعدہ۔

د: اللہ مومنین کی حفاظت فرماتا ہے اور ان کا دفاع کرتا ہے۔

ذ: اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ مومنین کی بُرائیوں کو دور فرمادیں گے اور اُن کے بہترین اعمال کی بنیاد پر اجر دے گا۔

ر: اللہ مومنین کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت ڈال دے گا۔

ز: اللہ کی طرف سے مومنین کو استقامت نصیب ہو گی۔

س: حسن الخاتمہ کا وعدہ۔

ش: اللہ کا مومنین کو ہر مشکل سے نکالنے کا وعدہ۔

ص: اللہ کی طرف سے مومنین کے لیئے مسلسل ہدایت کا نزول۔

ض: اللہ کی طرف سے رزق کی فراوانی اور ہر قسم کی خیر اور برکت کا وعدہ۔

ط: مومن کے لیئے دنیا اور آخرت میں امن اور سلامتی کا وعدہ۔

ظ: اللہ کی طرف سے مومن کی مغفرت و بخشش کا وعدہ۔

ع: مومنین کو نہ کوئی غم ہو گا نہ کوئی خوف۔

غ: اللہ مومنین کو اُنکے نیک اعمال کا پورا اجر دے گا اور اپنی رحمت سے مزید بھی نوازے گا، سب سے بڑھ کر جنت میں اللہ ذوالجلال والاکرام کا دیدار نصیب ہو گا۔

ف: اللہ دینِ اسلام کو مومنین کے ہاتھوں تقویت دیں گے۔

ق: اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ مومنین کو "حیاتِ طیبہ" سے نوازیں گے۔

ک: اللہ کا وعدہ ہے کہ مومنین کفار پر غالب آکر رہیں گے۔

گ: مزید یہ کہ اللہ مجاہدین کو موجودہ حالتِ خوف سے نکال کر امن نصیب فرمائیں گے

ل: اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے پسندیدہ دینِ اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کریں گے اور مجاہدین کے ذریعے پوری دنیا پر اسلامی حکومت قائم ہو گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ پوری دنیا پر مجاہدین کی حکومت ہو گی اور اللہ کا قانون نافذ ہو گا۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

"ہماری جنگ محض چند حکمرانوں سے نہیں، ایک باطل نظام سے ہے۔ اس نظام پر سفید فام جورج بش بیٹھے یا سیاہ فام بارک اوباما، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ آج اس عالمی نظامِ کفر کی قیادت امریکہ نے سنبھال رکھی ہے تو کل چین، فرانس یا کوئی اور ملک سنبھال لے، اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پاکستان میں قائم نظامِ کفر کو وردی پوش پرویز چلائے یا جمہوری رستے سے آنے والا زرداری، ہمارے لیے دونوں ہی یکساں ہیں۔ بلکہ کل اگر رفیق تارڑ یا اس سے مشابہ وضع قطع والا کوئی دوسرا فرد بھی حاکم بن جائے تو حقیقت ذرہ برابر نہیں بدلے گی۔ جب تک یہ عالمی و مقامی نظامِ کفر نیست و نابود نہیں ہو جاتا، کلمۂ توحید سربلند نہیں ہو جاتا، نظامِ خلافت قائم نہیں ہو جاتا اور شریعتِ مطہرہ نافذ نہیں ہو جاتی... تب تک ہمیں دعوت اور جہاد و قتال کے رستے کو مضبوطی سے تھامے رہنا ہو گا، اور محض چہروں اور ناموں کی تبدیلی سے دھوکا کھانے سے بچنا ہو گا، واللہ اعلم!"

استاد احمد فاروق شہید رحمہ اللہ



معرکہ حلب الکبریٰ

حلب کا معرکہ شروع ہو چکا ہے۔ مجاہدین نے اوائلِ اگست میں حلب کا کئی سالوں پر محیط طویل محاصرہ توڑا تھا۔ جس کے بعد بشار قصائی کے پشتی بانوں روس، ایران اور روافض ملیشیات نے کئی ہفتوں کی شدید بم باریوں اور مجاہدین کی دیگر محاذوں پر توجہ مرکوز ہونے کے سبب حلب پر دوبارہ اپنی گرفت مضبوط کرلی۔ حلب شہر ایک ملین آبادی پر مشتمل شام کا گنجان ترین شہر ہے۔ اس شہر کو پچھلے تین ماہ میں رافضی اتحاد کی جانب سے پے در پے بم باریوں کے باعث تین بار جلایا جا چکا ہے! ملحد روس اور روافض کے اتحاد نے اعلان کیا تھا کہ ۲۰ اکتوبر تک حلب شہر سے تمام شہری آبادی انخلا کرلے، اس کے بعد حلب سے مجاہدین کے خاتمے کے لیے بے دریغ بم باریوں کا آغاز کیا جائے گا۔ اس اعلان کے جواب میں حلب کے باسیوں نے مجاہدین کے ساتھ مکمل یکجہتی کا عملی اظہار کرتے ہوئے روس اور اتحادی روافض کی ''ڈیڈ لائن'' کے باوجود ایک بھی فرد حلب سے نہیں نکلا۔ ہر ایک زبان پر یہی نعرہ رہا کہ ''اے امت کے قلب! ہمارا وعدہ ہے کہ تجھے تنہا چھوڑ کر نہیں جائیں گے! فتح یا شہادت!!!''... مجاہدین نے ۲۹ اکتوبر سے ''معرکہ حلب الکبریٰ'' کے نام سے حلب کی فتح کے لیے جنگ کا آغاز کیا ہے۔ اس جنگ کی منصوبہ بندی میں امیر جبہۃ فتح الشام شیخ ابو محمد جولانی حفظہ اللہ بنفس نفیس میدان جنگ میں موجود ہیں۔ مجاہدین نے جنگ کی ابتدا ہی سے روافض پر فدائی عملیات اور پے در پے حملوں کے ذریعے وسیع علاقوں کو واگزار کروایا ہے۔ دورِ حاضر کے ''بدر و حنین'' اور حطین و عین جالوت'' کے معرکے سجانے والے مجاہدین کو اہلِ ایمان کی نصرت اور دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔



نمپالا اور جابلی کے درمیان مالی فوج پر کمین حملہ

4 دشمن فوجی قتل وزخمی

2 گاڑیاں تباہ

2 ٹیوٹا گاڑیاں غنیمت

1 پیکا

12 کلاشنکوفیں

30 کلاشنکوف میگزین

3 پیکا بکس اور بیلٹس

8 کلاشنکوف کے گولیوں کے بکس

11 گرنیڈز

8 جیکٹ، یونیفارم، بوٹ وغیرہ

6 آر پی جی کے گولے

جمعرات ۱۲ محرم ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو اللہ تعالیٰ نے ماسینا کے مجاہدین کو دن کے ۱۱ بج کر ۵۰ منٹ پر نمپالا اور جابلی کے درمیان یسما گاؤں میں مالی فوج پر حملے کی سعادت بخشی۔جنگ ۵۰ منٹ تک جاری رہی جس کے بعد اللہ نے مجاہدین کو فتح سے نوازا۔کاروائی میں ایک مجاہد بھائی شہید ہوگیا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔والحمدللہ۔کاروائی کی تفصیلات ملاحظہ کریں:



ہم مصلحت کو دین بنانے والو کے مقلد نہیں بلکہ ہم تو ان
بزرگوں کے روحانی وارث ھیں جو عزیمت کے پہاڑ تھے

ان شاءاللہ العزیز

اعلامی جہاد میں اپنا حصہ ڈالیے!

جہاد میں اپنا حصہ ڈالیے! یقیناً جہاد کا سب سے افضل عمل قِتال فی سبیل اللہ ہی ہے، مگر ہر وہ عمل جس سے قِتال فی سبیل اللہ میں مدد ملے اسے جہاد کہتے ہیں۔ شیخ انور العولقیؒ نے اپنی مشہور کتاب ''جہاد میں شرکت کے ۴۴ طریقے'' میں ان سب اعمال کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جس طرح اہلِ جہاد محاذوں پر دادِ شجاعت دے رہے ہیں تو افرادی قوت کی سب سے زیادہ ضرورت تو یقیناً قِتال و رباط فی سبیل اللہ کو ہے مگر اسی کے ساتھ ساتھ قِتال کی معاونت کرنے والے تمام کام، جن میں زبان اور قلم کا جہاد کے لیے استعمال بھی شامل ہے، خود قِتال کے لیے نہایت اہم ہیں۔ خوست میں فدائی عملیہ کے ذریعے امریکی سی آئی اے کو عبرت ناک سبق سکھانے والے شیخ ابو دجانہ الخراسانی رحمہ اللہ، اعلام کے میدان میں موجود بھائیوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ''آپ ان کی عبارتوں میں اپنی خیر خواہی کی حرص اور شفقت محسوس کریں گے... گویا کہ ان کی خواہش یہ ہو کہ کاش آپ غلطی نہ کرتے اور وہ نصیحت نہ کرتے... اور اگر ان کے بھائی نصیحت سے اعراض کریں تو اس پر بوجھ نہیں ڈالتے، اپنی نصیحت کو دعا میں بدل ڈالتے ہیں۔ یہ بالکل خاموشی سے اپنا کام کرتے ہیں، منظر عام سے غائب رہ کر اپنے فرض کو نبھاتے ہیں، اگر کہیں غائب ہو جائیں تو ان کی غیر موجودگی کو کوئی محسوس نہ کرے۔ وہ جہاد بالقلم اور جہاد باللسان میں مصروف رہتے ہیں لیکن اُن کی نظریں ہمہ وقت جہاد بالسیف پر جمی ہیں۔ میڈیا کے اپنے محاذ کو اس وقت تلک نہیں چھوڑتے جب تک انھیں اس سے بہتر نہ مل جائے۔ ان کی زبانوں پر یہی ورد جاری رہتا ہے۔ ''اے اللہ ہمیں محاذ پر اپنے بھائیوں سے ملا''...ان میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جنہوں نے اپنے عرفی و رمزی نام سے جہاد کی ابتدا کی، اور اپنی جُہد کا اختتام یوں کیا کہ وہ سبز پرندوں کے شکم میں جا ٹھہرے جو عرش کے نیچے موجود قندیلوں میں بسیرا کئے ہوئے ہیں''۔

قِتال فی سبیل اللہ کے علاوہ دوسرے جہادی شعبوں کو بھی آج افرادی قوت کی ضرورت ہے اور چاہیے کہ مسلم نوجوان بالخصوص انٹرنیٹ، کیمیا، الیکٹرونکس، طب، تحریر، ترجمہ، تقریر و دعوت کے شعبوں میں مہارت رکھنے والے احباب خود کو قائدین و امرائے جہاد کے سامنے پیش کریں تا کہ جہاں ضرورت ہو ان شعبوں میں ان احباب کی تشکیل کی جا سکے۔ اگر فی الوقت تمام کوششوں کے باوجود یہ ممکن نہ ہو پا رہا ہو تو تب تک خاص طور پر تحریر، ترجمہ، ویب ڈیزائننگ، گرافک ڈیزائننگ، ویڈیو ایڈیٹنگ اور انٹرنیٹ و سوشل میڈیا سے متعلق مہارت رکھنے والے احباب اپنے وقت کو ابلاغ و دعوتِ جہاد کے لیے وقف کریں تا کہ کم از کم جہاد کے فریضے کی کسی حد تک ادائیگی ممکن ہو سکے۔ وہ احباب جو عربی سے اردو ترجمے کر سکیں وہ احباب جو انگلش سے اردو ترجمہ کر سکیں، فکری پختگی کے حامل وہ احباب جو تحریر لکھنا جانتے ہیں اور اپنے اس فن کو دعوتِ جہاد کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ وہ تمام احباب جو، مختلف موضوعات سے متعلق مواد اکٹھا کر سکیں، مجاہدین کی خبروں کو جمع کر سکیں، نظامِ کفر اور اس سے منسلک کرداروں کے جرائم اور ان کی دسیسہ کاریوں سے پردہ اٹھا سکیں ہماری معاونت فرمائیں۔ رابطے کا طریقہ اور احتیاطی تدابیر درج ہیں، آپ ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنے وقت کے ذریعے دعوتِ جہاد کی مضبوطی میں اپنا کردار ادا کیجئے۔ اس کے علاوہ تمام احباب جن تک ہمارا یہ مجلہ پہنچتا ہے ان سے یہ اپیل ہے کہ، جس طرح امتِ مسلمہ و محاذوں کے احوال اور مجاہدینِ اسلام کا موقف ہم آپ تک پہنچاتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی آپ کا تعاون درکار ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مجاہدینِ اسلام اور امتِ مسلمہ کے یہ احوال دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں تک بھی قائدینِ جہاد کا موقف پہنچے تو آپ ہماری معاونت کرتے ہوئے سوشل میڈیا و یب سائٹس پر مجلہ نوائے افغان جہاد کی بھرپور نشر و اشاعت کیجئے، ہمارے پیجز کی طرف لوگوں کو انوائٹ کیجئے اور سب سے اہم یہ کہ مجلہ نوائے افغان جہاد کو زیادہ سے زیادہ احباب تک پہنچائیے، انٹرنیٹ پر سوشل میڈیا و ای میلز کے ذریعے سے بھی اور جن بھائیوں کے لیے ممکن ہو وہ پرنٹ کر کے قابلِ اعتماد احباب میں تقسیم کریں۔

جزاکم اللہ خیرا و احسن الجزاء

آپ کے تعاون کا متمنی

ادارہ نوائے افغان جہاد

* ادارہ نوائے افغان جہاد سے رابطے کے لیے

nawai.afghan@yandex.com

طالبان، شریعت کے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے ہوئے سیاست اور سفارت کے ماہر ہیں

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے 'ری سرجنس' کا شمارہ نمبر ۲/ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندۂ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے، پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش 'آدم' کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا، مہربان اور قدر دان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

کے اس انگریزی انٹرویو کا ترجمہ ماہ نامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاء اللہ [ادارہ]۔

امارت اسلامیہ اپنے اندر شامل افراد کے نظم و ضبط اور احکام شریعت کی پابندی کے نفاذ میں سختی کے حوالے سے معروف ہے۔ خصوصاً ان علاقوں میں جہاں ان کو مکمل قبضہ حاصل ہے اور امارت کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ جب بھی ان کے کارکنوں سے کوئی غلطی یا جرم سرزد ہو جائے تو عام لوگوں سے بڑھ کر ان کا محاسبہ کیا جائے۔ بعض اوقات اس کا مطلب، ان معاملات کے سبب اپنے بڑے ذمہ داروں یا جنگی کمان دانوں کو بغیر کسی رعایت کے معزول کر دینا ہوتا ہے جن معاملات کو باقی گروپ چھوٹی موٹی تقصیر سمجھتے ہیں۔ اس نکتے کی وضاحت کے لیے میں ایک واقعہ بیان کرنا چاہوں گا جو میں نے ایک بھائی کی زبانی سنا: دو سو سے زائد جنگ جوؤں پہ ذمہ دار ایک کمان دان نے ایک آدمی کو قاضی کے پاس تفتیش کے لیے لائے بغیر اور بالائی ذمہ داران سے اجازت لیے بغیر دشمن کا جاسوس ہونے کے شبہ میں قتل کر دیا۔

اس کے نتیجے میں اس کا معاملہ شرعی عدالت میں پیش ہونے سے قبل ہی اس کے ذمہ داروں نے اسے فوراً معزول کر دیا (بعد میں یہ ثابت ہو گیا کہ وہ آدمی واقعی ایک جاسوس تھا جس کی وجہ سے وہ کمان دان سزا سے بچ گیا مگر پھر بھی اسے اپنے پرانے عہدے پہ بحال نہیں کیا گیا)۔

ایک اور مرتبہ ایک دیہاتی نے ایک کمان دان پر کچھ مرغیاں غصب کرنے کا الزام لگایا۔ اس کمان دان کو مرغیاں واپس کرنے یا اس دیہاتی اتنا معاوضہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا جس سے وہ مطمئن ہو جائے اور ایسا کرنے کے فوراً بعد ہی اسے اس کی معزولی کے احکامات سنا دیے گئے۔

اگر معاملات میں اس حد تک نظم و ضبط برقرار رکھا جائے، تو مجھے یقین ہے کہ یہ باذن اللہ امارت اسلامی کی فتح اور اس کے طاقت میں آنے کا سبب ہو گا اور امارت اسلامی دیگر اسلامی گروپوں اور حکومتوں کے لیے ایک قابل تقلید مثال کے طور پہ سامنے آئے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ طالبان، شریعت کے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے ہوئے سیاست اور سفارت کے ماہر ہیں۔

مثال کے طور پہ وہ امارت اسلامی جس نے ہمیشہ اس بات کا صراحت کے ساتھ اظہار کیا ہے کہ وہ تمام دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے کی خواہش مند ہے، وہی امارت اسلامی ہے جس نے کھلے الفاظ میں کی جانے والی بین الاقوامی مخالفت کی پرواہ کیے بغیر بامیان اور باقی جگہوں میں موجود بتوں کو تباہ کیا اور شیخ اسامہ بن لادن (رحمہ اللہ) اور ان کے ساتھیوں کا ساتھ چھوڑنے کے دباؤ کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا تھا۔ حالانکہ اس کا مطلب افغانستان میں ان کی قوت کا خاتمہ تھا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کرنا شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ یہ ان بہت سی "اسلامی" تحریکات اور حکومتوں کے رویوں کے بالکل اُلٹ ہے جو بیرونی دباؤ میں آکر مسلمانوں کو کفار کے حوالے کر دینے، یہاں تک کہ بہت سارے اسلامی احکامات سے صریح روگردانی تک کو سیاسی بصیرت اور سفارتی مہارتوں کا ایک ثبوت سمجھتی ہیں۔

طالبان لائحہ عمل ترتیب دینے میں بھی ماہر ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ کہاں نرمی اختیار کرنی ہے اور کہاں شدت۔ مثلاً وہ امارت اسلامی جس نے چند ہی دن بعد ایوون ریڈلی کو چھوڑ دیا تھا، وہی امارت اسلامی ہے جس نے امریکی فوجی برگیڈال کو پانچ سال تک قید میں رکھا یہاں تک کہ امریکہ مذاکرات میز پہ آنے اور ذلیل ہو کر امارت کی طرف سے عائد کردہ شرائط ماننے پہ مجبور ہو گیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر جگہ کے مجاہدین ہر معاملے میں علما اور شریعت کے سامنے سر تسلیم خم کر کے، دوسرں کا محاسبہ کرنے سے پہلے اپنے آپ کو محاسبے کے لیے پیش کر کے، مقامی لوگوں کے احساسات اور مسالک کا خیال رکھتے ہوئے، مہاجرین اور انصار کے تعلق کے درمیان مناسب توازن قائم کر کے، اسلام کے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے ہوئے سیاست اور سفارت کاری کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اور جہاں ممکن ہو وہاں عوامی حمایت حاصل کر کے افغان جہاد کے تجربے سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تاکہ جہاد ایک خاص طبقے کی جنگ بن جانے کے بجائے ایک عوامی تحریک بن جائے اور تاکہ مجاہدین کم سے کم نقصانات برداشت کر کے جلد از جلد اپنے مطلوبہ مقاصد اور اہداف حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جائیں۔

ری سرجنس: عوامی حمایت حاصل کرنے اور اسے برقرار رکھنے کی ضرورت کے موضوع پر جسے عربی میں "الحاضنة الشعبية" کہتے ہیں، جیسا کہ آپ نے پہلے بتایا کہ کچھ لوگ اس کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے جواز پہ بھی شک کا اظہار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے ایک مغالطہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ اسلامی نصوص کے خلاف ہے جو یہ بتاتی ہیں کہ "اہل حق ہر زمانے میں تعداد میں کم اور اجنبی ہی رہے ہیں"۔

آدم: جب ہم مجاہدین کے لیے عوامی حمایت کی اہمیت کے مسئلے پہ بات کرتے ہیں تو ہم اس ضرورت کی بات کرتے ہیں جسے مجاہدین کے بے شمار قائدین اور علما نے ایک ضرورت سمجھا اور اس پر زور دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اس مسئلے کی اہمیت کا اچھی طرح ادراک ہے۔ میرا اشارہ شیخ اسامہ بن لادن، شیخ ایمن الظواہری، شیخ عبداللہ عزام، شیخ عطیۃ اللہ اللیبی، شیخ ابو مصعب السوری اور اسی پائے کے ان گنت دیگر قائدین جہاد کی طرف ہے جنہیں جہادی میدانوں اور اسلامی تحریکات کا کئی سالوں اور دہائیوں پہ محیط تجربہ حاصل ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا فائدہ اسی میں ہے کہ اس مسئلے اور جہاد سے متعلقہ دیگر معاملات میں بھی ان لوگوں ہی کی آرا سنی جائیں، ان آرا کا احترام کیا جائے اور ان کو مانا جائے۔

ان شیوخ کی طرف سے عوامی حمایت حاصل کرنے کی اہمیت پر جو زور دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے جہاد کا پچانوے فی صد حصہ گوریلا جنگ کے گرد گھومتا ہے نہ کہ روایتی جنگ کے گرد جس میں دو باقاعدہ فوجیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں؛ اور گوریلا جنگ (چھاپہ مار جنگ) کے بنیادوں اصولوں میں سے ایک عوامی حمایت کا حصول ہے جہاں یہ غیر منظم قوت رہ سکے، تربیت حاصل کر سکے اور اپنی ضرورتیں پوری کر سکے۔ جہاں یہ مختلف کارروائیاں سرانجام دینے کی ترتیب بنا سکے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ نظامی جنگ کے برعکس گوریلا قوت زمینوں اور پانیوں پہ قبضہ نہیں کرتی اور نہ ہی اس کے پاس قلعہ بند عسکری اڈے ہوتے ہیں جہاں یہ پناہ لے سکے؛ اس لیے ایک گوریلا قوت کے کام کرنے کے لیے عوامی حمایت کا ہونا بہت ضروری ہے۔

گوریلا جنگ کے ایک اور اصول کے مطابق گوریلا قوت کو انقلاب کا ہراول دستہ ہونے کی حیثیت سے اپنے آپ اور اپنے مقاصد کی تشکیل اس انداز میں کرنی چاہیے کہ جس میں ان لوگوں کی محرومیاں اور پریشانیوں کا حل بھی شامل ہو جن کی حمایت سے گوریلا قوت قائم ہو تاکہ عوامی سطح پہ کی جانے والی بغاوت کا راستہ ہموار کرتے ہوئے چند لوگوں کی طرف سے لڑی جانے والی جنگ کو ایک عوامی جنگ میں تبدیل کیا جا سکے جو بالآخر نظام حکومت کی تبدیلی پہ منتج ہو۔

اس لیے جب ہمارے قائدین اور علما عوامی حمایت کے حصول کی بات کرتے ہیں تو اس سے ان کی عین مراد کیا ہوتی ہے؟ وہ ہرگز عوامی حمایت حاصل کرنے کے لیے اسلامی فقہ و قانون کے مسلمات نظر انداز کرنے کی بات نہیں کرتے۔ وہ امت مسلمہ کے افراد کا دل و دماغ جیتنے اور امت کے اندر اتنی عوامی حمایت کے حصول کے لیے تمام جائز ذرائع (دعوت، تبلیغ اور بیانات سے لے کر انفاق فی سبیل اللہ تک) کو استعمال کرنے کی بات کرتے ہیں جو کہ مجاہدین کی گوریلا فوجوں کے موثر انداز اور کامیابی سے کام کرنے کے لیے ضروری ہے۔ وہ تمام امت (اگر ممکن ہو) کو اپنے پیچھے جمع کرنے، اپنے ساتھ شامل کرنے اور کم از کم اپنی دعاؤں کے ذریعے سے ہماری مدد کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کی بات کرتے ہیں۔ وہ مجاہدین کے مقاصد کو امت مسلمہ کے عمومی مطالبات میں تبدیل کرنے اور جہاد کے ہراول دستے کو ایک ایسی چنگاری کا کردار میں ڈھل جانے کی بات کرتے ہیں جو امت مسلمہ کے ہر فرد کے دل میں ایک آگ لگا دے اور امت کی چھپی ہوئی قوتوں اور توانائیوں کو متحرک کر دے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے غلبے کا تختہ الٹا جا سکے۔

اس ساری بات سے یہ واضح ہو جاتا ہے بحیثیت مجاہدین عوامی حمایت کی موجودگی ہمارے لیے مقصد تک پہنچنے ایک ذریعہ ہے نہ کہ بذات خود ایک مقصد؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کا حصول اور اس برقرار رکھنا ہمارے لیے واجب ہے۔ کیونکہ فقہ کا ایک اصول ہے "جس چیز کے بغیر ایک واجب کی تکمیل ناممکن ہو تو وہ خود واجب ہو جاتی ہے"۔ اس لیے عوامی حمایت کے معاملے کو آسان نہیں لیا جا سکتا۔ درحقیقت اس سے لاپرواہی برتنا اسلامی فرائض اور ذمہ داریوں سے غفلت اور فرار کی ایک صورت ہے۔ کیونکہ عوامی حمایت ہمارے لیے قوت کا ایک ذریعہ ہے اور اللہ نے ہمیں ہر ممکن قوت کو جمع کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

"اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو اور تمہارا حق نہ رہ جائے گا"۔

جہاں تک ان نصوص کا تعلق ہے جو اہل حق کے کم اور اجنبی ہونے پہ دلالت کرتی ہیں تو یہ نصوص صرف ایک حقیقت بیان کر رہی ہیں کہ حق اور اہل حق اکثر اجنبی ہی ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں اجنبی بن جاتے ہیں اور مشکلات اور سختیوں کے باوجود ثابت قدم رہتے ہیں، خوش خبریاں دی گئی ہیں۔

ان نصوص کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اجنبیت یا تعداد کی قلت کچھ ایسی لازمی چیزیں ہیں کہ بذات خود جن کے حصول کی جدوجہد کی جائے اور نہ ہی اجنبیت اور تعداد کی قلت اہل

حق کی پہچان کا کوئی حتمی پیمانہ ہے۔ اس بات کو ایسے بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایک ایسا گروہ جو کہ تعداد میں کم ہو اور اس کی شہرت بھی کچھ زیادہ نہ ہو تو اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ اہل حق ہیں یا باقیوں کی نسبت حق سے زیادہ قریب ہیں (جیسا کہ حامیوں کی تعداد کی کثرت اور زیادتی حق کا میعار نہیں)، نہ یہ قلت تعداد کوئی ایسی چیز ہے جس کے حصول کی کوشش کی جائے (جیسے کثرت تعداد بذات خود کوئی مقصد نہیں)۔

ہمیں تعداد اور شہرت کو ایسے میعارات کے طور پہ نہیں لینا چاہیے جن کی بنیاد پہ ہم اپنے آپ یا دوسروں کو پرکھیں چہ جائیکہ ہم تعداد کو جتنا کم رکھنا ممکن ہو، کم رکھنے کو اور جتنا غیر معروف ہونا ممکن ہو اتنا غیر معروف ہونے کو اپنا مقصد بنالیں! جب کہ ہر وہ شخص جو ذرا سی بھی عقل رکھتا ہو یہ جانتا ہے کہ تعداد اور عوامی حمایت قوت کا ذریعہ ہیں۔

مزید یہ کہ اگر ہم بات کو سمجھنے کے لیے یہ فرض بھی کرلیں کہ ان نصوص کا مطلب یہ ہے کہ قلت تعداد اور اجنبیت اہل حق کی مستقل اور لازمی صفات ہیں پھر بھی ان نصوص اور عوامی حمایت کے تصور میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ یہ سب چیزیں اضافی یعنی نسبتی ہیں (بالفاظ دیگر مختلف لحاظ سے ان کے معنی مختلف ہوتے ہیں)۔ یہ سب کچھ کہنے سننے کے بعد، اگر ہمارے حامیوں کی تعداد لاکھوں میں بھی ہو، ہماری مثال پھر بھی ان کی نسبت سے حق کی ایک چھوٹی اور غیر معروف سی کشتی کی طرح ہوگی جو کہ جہالت اور نفسانی خواہشات کے متلاطم سمندر کے درمیان تیر رہی ہو۔

امت مسلمہ خود پہ ایک نظر دوڑائے؛ اس کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ارب ہے اور اس کے باوجود یہ دیگر اقوام عالم کے مابین ایک اجنبی اقلیت ہے۔ اس لحاظ سے اس زمین پہ بسنے والا ہر مسلمان ایک اجنبی ہے جس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''خوش خبری ہے اجنبیوں کے لیے''!

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ عوامی حمایت کا حصول مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ اور ہمارے جہاد کی ایک ضرورت ہے۔ اس لیے میں دیانت داری سے کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اُن دو اشخاص میں کوئی فرق نہیں کہ جن میں سے ایک شخص جو عوامی حمایت کی ضرورت کا انکار کرے، جب کہ دوسرا شخص جو جدید ہتھیاروں مثلاً بندوقوں اور بارود کی ضرورت کا انکار کرے اور مسلمانوں کو تلواروں اور تیروں کے ذریعے سے دشمن کا مقابلہ کرنے کی طرف بلائے! دلیل یہ ہو کہ جو ہمارے اسلاف کے لیے کافی تھا، وہی ہمارے لیے بھی کافی ہے!

ری سر جنس: آپ نے امارت اسلامی اور دنیا کے دیگر خطوں میں موجود اسلامی تحاریک کا موازنہ کرتے ہوئے قیدیوں کے ساتھ رویے کا ذکر کیا تھا۔ اس موقع پہ جب کہ افغانستان، اراکان، آسام، بنگلہ دیش، قوقاز، وسطی افریقہ، مشرقی ترکستان، مصر، ایران، عراق، لیبیا، لبنان، پاکستان، فلسطین، فلپائن، تیونس، شام اور یمن (یہ تو چند جگہوں کے نام ہیں) میں کفار اور مرتدین کے ہاتھوں مسلمانوں کو قتل اور ذبح، ان کی عزتوں کو پامال اور ان پہ ہر طرح کی بم باری کی جارہی ہے، اس موضوع کی گہرائی میں جانا مناسب معلوم نہیں ہوتا، مگر پھر بھی شام میں دولت اسلامیہ کے نام سے موجود ایک گروہ کے ہاتھوں یرغمال بنائے جانے والے فلاحی کام کرنے والے ایک برطانوی رضاکار ایلن ہیننگ کے قتل پہ آپ کیا تبصرہ کرنا چاہیں گے؟

آدم: میرا تبصرہ اس بارے میں یہ ہے کہ یہ قائدینِ جہاد اور علما کی سکھائی گئی اسلامی تعلیمات کی صریح اور واضح نافرمانی ہے۔ اسلام ہمیں تمام کفار کے ساتھ ایک سا معاملہ کرنے کی دعوت نہیں دیتا؛ بلکہ یہ ہمیں افراد کے ساتھ ان کے کردار کے مطابق انصاف پہ مبنی سلوک کرنا کا حکم دیتا ہے اور ان کی اچھائیوں کی بنیاد پہ ان کی رعایت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ چاہے وہ افراد ہمارے خلاف جنگ ہی میں کیوں نہ شریک ہوں اور یہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ شیخ عبداللہ عزام ''سورۂ توبہ کے سائے میں'' کے نام سے اس سورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

> ''حبشہ کا حاکم نجاشی بھی کافر تھا اور ابوجہل بھی کافر تھا، لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (جو کہ مکے میں دبے ہوئے تھے) کو کہا کہ وہ اس آدمی (یعنی نجاشی) کے پاس جائیں کیونکہ اس کی حکومت میں کسی پہ ظلم نہیں کیا جاتا تھا۔ کس کی طرف؟ نجاشی کی طرف جو کہ ایک عیسائی تھا۔
>
> مطعم بن عدی (ایک قریشی جس کی موت شرک پہ ہوئی) نے طائف کی واپسی پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حفاظت میں تھے۔ اس وجہ سے بدر کے دن جب انہوں نے ستر قریشیوں کو گرفتار کیا تو فرمایا''اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان بدبودار لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر انہیں چھوڑ دیتا ...'' (صحیح بخاری)۔ لہٰذا ایک کافر اور غیر مسلم کے ساتھ مسلمان کا رویہ اس کے اسلامی دعوت کو نقصان پہنچانے اور اس کی مخالفت کرنے کے درجے کے مطابق ہونا چاہیے''۔

اور ''جہاد، فقہ اور اجتہاد'' میں وہ فرماتے ہیں:

> ''پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مطعم بن عدی کی حفاظت ہی میں مکہ میں داخل ہو پائے اور وہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ اچھائی نہیں بھولے، کیونکہ بدر کے دن ستر لوگوں کو قیدی بنانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان بدبودار لوگوں کی حق میں سفارش کرتا تو میں انہیں اس کی خاطر چھوڑ دیتا''۔ دوسرے الفاظ

میں، اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان قیدیوں کو رہا کرنے کا کہتا تو میں اس کی اچھائی کے بدلے میں انہیں رہا کر دیتا، کیونکہ اسلام اچھائیوں کی قدر دانی کرتا ہے اور اسلام ہر مستحق کو اس کا حق دینے کی بات کرتا ہے۔ یہ انسانیت اور انسانی ہمدردی سے معمور ہے۔ اس کی تعلیمات اچھے اور مثبت تعلقات پر مشتمل ہیں''۔

اور شیخ ابو محمد المقدسی (حفظہ اللہ) اپنی ایک کتاب ''الرسالہ الثلاثینیہ فی التحذیر من الغلو فی التکفیر'' میں رقم طراز ہیں۔

''اسی طرح، ان (یعنی کفار یا مرتدین) کا الفاظ یا اعمال کی صورت میں شکریہ ادا کرنا، جیسا کہ کسی مسلمان کے حق میں کی گئی ان کی کسی اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دینا: ان دونوں باتوں میں کو حرج نہیں۔

پہلی صورت (یعنی زبانی شکریہ ادا کرنے) کا ثبوت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مشہور حدیث ہے کہ ''جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکریہ ادا نہیں کیا'' (رواہ ابو داؤد والترمذی، دونوں نے اس صحیح قرار دیا ہے)۔

جہاں تک دوسری بات (یعنی عملی طور پہ شکریہ ادا کرنے) کا تعلق ہے تو اس کا ثبوت بدر کے قیدیوں کے حوالے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے ''اگر مطعم بن عدی آج زندہ ہوتا اور مجھ سے ان بدبودار لوگوں کے حق میں سفارش کرتا تو میں اس کے لیے انہیں چھوڑ دیتا'' (رواہ بخاری)۔

یہ اس وجہ سے کہ مطعم بن عدی، قریش کے شریف افراد میں سے تھا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خدمت کی تھی۔ جب وہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ثقیف کو دعوت دینے کے لیے طائف تشریف لے گئے تھے تو واپسی پہ مطعم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ راستہ فراہم کیا تھا۔ مطعم، بنو ہاشم کے خلاف قریش کی جانب سے کیے گئے معاہدے (یعنی بنو ہاشم کے مقاطعے کے معاہدے) کے خاتمے اور اس کو پھاڑنے کے لیے کوششیں کرنے والوں میں بھی شامل تھا۔ وہ بدر سے سات مہینے طبعی موت مر گیا تھا۔

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مطعم کے لیے ایک طرح کا بدلہ اور اس کی اچھائی اور بھلائی کا شکریہ ادا کرنے کا اظہار تھا۔

اس سے ملتی جلتی مثال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر کے دوران اس کے کافر اور غیر امان یافتہ ہونے کے باوجود اس کے قتل سے منع کرنا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ان صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے سے باز رہا تھا اور اس نے ظلم و تعدی پہ مشتمل اس معاہدے (بنو ہاشم کے مقاطعے کے معاہدے) کے خاتمے کے لیے کوشش کی تھی''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس بات کو اپنے رسالے الصارم المسلول صفحہ نمبر ۱۶۳ میں نقل کیا ہے اور مطعم کی حدیث کو بھی نقل کیا ہے اور پھر فرماتے ہیں:

''جس شخص نے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی اچھائی کی ہوتی تو وہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کا صلہ دیتے تھے چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو''۔

اسی لیے میں کہتا ہوں کہ ایسا کرنا نہ صرف سیاسی لحاظ سے غلط ہے بلکہ ایک ایسے شخص کے ساتھ، جو کہ اسلام یا مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کے حوالے سے جانا جاتا ہو (جیسا کہ ایلن ہیننگ کا معاملہ ہے)، ویسا ہی سلوک کرنا جیسا سلوک ہم ایک جنگ جو کے ساتھ کریں گے سنت نبوی کے بھی خلاف ہے۔ چاہے مذکورہ شخص برطانوی یا امریکی کافر ہو یا اسرائیلی ہی کیوں نہ ہو اور چاہے اس کو مسلمانوں کی طرف سے کسی قسم کی امان بھی نہ حاصل ہو۔ تو پھر اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جسے بظاہر امان بھی حاصل ہو جیسا کہ ایلن ہیننگ کا معاملہ ہے؟!

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس کا قتل محض سنت کی مخالفت یا سیاسی عدم بصیرت کا مسئلہ نہیں بلکہ ایک گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے اس ارشاد میں خبردار فرمایا ہے:

''جو بھی کسی معاہد (ایک ایسا کافر جسے امان حاصل ہو یا اس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو) کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ۴۰ سال کی پیدل مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے'' (بخاری)۔

اس بات کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کافر کو معاہد ہونے کے باوجود قتل کردے تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا اور نہ ہی اس کے قریب پائے گا۔

شیخ ابو محمد المقدسی ۱۸ ستمبر ۲۰۱۴ میں شائع ہونے والے ایک مضمون بعنوان ''اس شخص کی تردید اور نکیر جو فلاحی کارکنوں کو اغواء اور قتل کرتا ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں'' میں کہتے ہیں:

''کچھ دنوں پہلے تنظیم دولت اسلامیہ نے ایک برطانوی یرغمالی کو ذبح کر دیا جس کے بارے میں ذرائع ابلاغ میں یہ کہا گیا تھا کہ وہ فلاحی شعبے میں کام کر رہا تھا۔ ان رپورٹوں کے وثوق سے قطع نظر، ذبح کرنے والوں نے اسی ویڈیو میں ایک اور برطانوی ایلن ہیننگ کو قتل کرنے کی دھمکی دی ہے۔ ہم تک پہنچنے والی معلومات سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ یہ شخص برطانیہ کے ایک خیراتی ادارے ''الفاتحہ'' کے جانب سے بھیجے جانے والے ایک انسانی فلاحی

قافلے میں رضاکارانہ طور پہ ڈرائیور تھا۔اس ادارے نے اس سے پہلے بھی شامی لوگوں کے لیے دوائیوں اور فلاحی سازوسامان سے لیس کئی قافلے روانہ کیے ہیں۔

ہم نے اس ادارے کی جانب سے کیے جانے والے کاموں اور اس آدمی کے اس ادارے کے ساتھ کام کرنے کی تصویریں دیکھی ہیں ۔ شیخ ابو قتادہ الفلسطینی کے بیٹے قتادہ نے مجھے یہ بتایا کہ آٹھ مہینے پہلے اس کے والد نے دولت اسلامیہ کو اس آدمی کی رہائی کے لیے لکھا تھا۔ نہ صرف یہ کہ اس کی رہائی عمل میں نہ لائی گئی بلکہ انہوں نے اس بات سے بھی انکار کیا کہ وہ آدمی ان کی تحویل میں ہے! پھر ہمیں اس ویڈیو میں جس میں پہلے برطانوی کو ذبح کیا گیا ہے،اس آدمی کو ذبح کرنے کی دھمکی سے انتہائی حیرت ہوئی۔

قتادہ نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وہ ادارہ جس کے قافلے میں شامل ہو کر یہ برطانوی آیا تھا،ایک مسلمان کے زیر انتظام چل رہی ہے۔اس مسلمان کو وہ خود بھی جانتا ہے اور برطانوی حکومت نے اسے اس طرح کے قافلے بھیجنے کے جرم میں گرفتار کر لیا ہے''۔

لہٰذا ہم دولت اسلامیہ کے گروپ سے یہ کہتے ہیں: مسلمانوں کے معاملے میں اللہ سے ڈریئے اور جہاد اور مجاہدین کے معاملے میں اللہ سے ڈریئے! مسئلہ برطانیہ یا کسی برطانوی شہری کے دفاع کا نہیں جیسا کہ کچھ بے وقوف لوگ اسے اس طرح کا رنگ دینے کی کوشش ہیں۔ ہم برطانیہ کی طرف داری یا اس کا دفاع ہر گز نہیں کر رہے ہیں۔ یہ تو وہی برطانیہ ہے جس نے کئی ہزار مسلمانوں کا قتل اور کئی لاکھوں کو معذور کر دیا ہے اور اسی برطانیہ نے مسلمانوں کے عین قلب میں یہودیوں کی ایک ریاست وجود دینے کے جرم کا ارتکاب بھی کیا ہے ۔لیکن یہ مسئلہ تو اسلامی تعلیمات کے دفاع اور جہاد کو بدنام اور مسخ ہونے سے بچانے کا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے اور ایک عام مسلمان کی طرف سے دی جانے والی امان سب پر لاگو ہوتی ہے اور وہ باقیوں کے مقابلے میں جسد واحد کی مانند ہیں''۔

یہ آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں چلنے والے ایک ادارے کے ساتھ رضاکار کی حیثیت سے آیا تھا۔ لہٰذا ان مسلمانوں کا احترام کیا جانا چاہیے۔ان کی اس آدمی کو،جو شامی لوگوں کی امداد اور فلاح کے لیے آیا تھا، دی گئی امان کا احترام کرنا چاہیے۔

اس کو ان مسلمانوں کی طرف سے بھی امان دی گئی تھی جن کے ساتھ وہ آیا تھا اور ان شامی مسلمانوں کی طرف سے بھی جن کے علاقوں میں یہ ان کی اجازت کے ساتھ داخل ہوا تھا، تو کیا اس کو اس (کی خدمات) کا بدلہ اغوا اور ذبح کی صورت میں دینا کسی بھی منطق کے مطابق صحیح ہو سکتا ہے؟ حالانکہ وہ مسلمانوں کی امداد اور فلاح کے لیے آیا تھا۔اس کا صرف یہ عمل بھی اس کے استحسان کے لیے کافی تھا چہ جائیکہ اس پہ تعدی کرتے ہوئے اسے ذبح کیا جائے جو اللہ کی نظر میں ناپسندیدہ فعل ہے۔

یہ ایک پرامن آدمی تھا اور مسلمانوں کی امداد میں مصروف تھا۔ وہ ریاست جس کا یہ شہری تھا اُس کے مسلمانوں کے اوپر کیے جانے والے ظلم وستم کا اس آدمی سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا انہیں (جنہوں نے اسے پکڑا ہوا ہے) اور تمام مسلمانوں کو اس جیسے لوگوں،جو کبھی بھی مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانے میں شامل نہیں رہے،اور ظالموں کے درمیان فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم وجابر عقبہ بن ابی معیط اور اس جیسوں اور ایک مدد کرنے والے اور آسانی پیدا کرنے والے مطعم بن عدی میں فرق کیا حالانکہ دونوں مشرک تھے۔

جہاں تک اس فرد کا معاملہ ہے جو اپنے جہاد کے دوران ان دونوں میں فرق نہیں کرتا اور سب کے ساتھ ایک ہی طرح کا معاملہ کرتا ہے تو وہ مجاہد نہیں ہو سکتا۔ نہیں،اللہ کی قسم! وہ مجاہدین میں سے نہیں! بلکہ وہ تو جہاد کے دشمنوں میں سے ہے جو کہ اسے بدنام اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، چاہے وہ ایسا شعوری طور پہ کر رہا ہو یا لاشعوری طور پہ۔

خلاصہ کلام یہ کہ ایلن ہیننگ،شام میں ایک جاسوس یا فوجی کی حیثیت میں نہیں گیا تھا۔ بلکہ وہ تو اپنے گھروں سے بے گھر کیے گئے ضرورت مند شامیوں کو فلاحی سازوسامان فراہم کرنے والے مسلمانوں کے ایک امدادی قافلے کے رکن کے طور پہ شام گیا تھا۔ مگر بجائے اس کے کہ اس کے اس کام کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا کچھ مداخلت کاروں نے اسے اس کے اس عمل کا بدلہ اس طرح دیا کہ پہلے تو اسے اغوا کر لیا اور پھر سیکڑوں علما، مجاہدین اور دیگر مسلمانوں مطالبے کے باوجود اسے کیمرے کے سامنے ذبح کر دیا۔ انہی میں شیخ ابو محمد المقدسی حفظہ اللہ کی درخواست بھی شامل تھی جس کا اقتباس میں نے ابھی ذکر کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ۲۳ ستمبر ۲۰۱۴ء کو شائع ہونے والا ایک مضمون بعنوان ''اے اللہ! مجاہدین کو فتح نصیب فرما، کمزور اور مظلوم مسلمانوں کے لیے راہ نجات پیدا فرما اور صلیبیوں اور مرتدین کو شکست سے دوچار کر''۔

القاعدہ نے پہلے ہی اس مسئلے پر،کہ مجاہدین کو اس کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہیے جو مسلمانوں کی مدد کرتا ہے یا ان کے مسائل کے حل میں ان کی حمایت کرتا ہے چاہے اسے امان حاصل ہو یا نہ ہو،اپنے موقف کو واضح کیا ہے۔ یہ موقف شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی جہادی کام کے لیے عمومی ہدایات میں شامل ہے جو کہ ستمبر ۲۰۱۳ء میں عمومی طور پہ شائع کیا گیا۔

انہی ہدایات اور اسلامی اصولوں کی پاس داری کے تقاضوں پہ عمل کرتے ہوئے جبہۃ النصرہ سے وابستہ مجاہدین نے ایلن ہیننگ کی گرفتاری کے فوراً بعد ہی اس کی رہائی کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ مگر افسوس کہ ان کی گزارشات بھی باقیوں کی طرح بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ثابت ہوئیں۔

یہاں ایک بار پھر اس قتل کے پس منظر میں اس گروپ کے ہاتھوں صادر ہونے والے اعمال اور اسلامی اصولوں اور اسلامی تاریخ میں موجود مثالوں میں تضاد واضح ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لڑائی کے میدان میں دورانِ قتال قید ہونے والے ستر مشرک جنگجوؤں کو ان کے حق میں ایک مشرک کی جانب سے کی جانے والی سفارش پہ رہا کرنے کو تیار ہیں اور اس کے برعکس اس گروپ نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں علما، مجاہدین اور دیگر مسلمانوں کی جانب سے ایک غیر عسکری کافر کو رہا کرنے کی درخواستوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اسے چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: باطن کے تین گناہ

اس کو بے آبرو کر دیتا ہے اور ہر طرح سے اس کو خوار کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتا کہ یہ میرا بھائی ہے یا میرا مسلمان بھائی ہے یا میرا رشتہ دار ہے یا میرا پڑوسی ہے یا میرا عزیز ہے۔ اس کو نہ اس کی کار بھاتی ہے، نہ اس کا بنگلہ بھاتا ہے، نہ اس کا کارخانہ بھاتا ہے۔

بس رات دن جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا بیڑہ غرق ہو، چاہے وہ پہلے سے اس کا کتنا ہی گہرا دوست ہو لیکن یہ پیچھے رہ گیا اور وہ آگے نکل گیا۔ اب اس کو اس کی ترقی سے رات دن حسد ہوتا ہے تو اس حسد کی وجہ سے وہ اس کی غیبتیں بھی کرے گا، اس پر الزام بھی لگائے گا، تہمتیں بھی لگائے گا، بد گمانی بھی کرے گا، بدزبانی بھی کرے گا اور اس کا بس چلے گا تو قتل بھی کر دے گا اور اگر خود نہیں کرے گا تو کسی سے کروا دے گا۔ اور اکثر اسی بغض و حسد کی وجہ سے جادو، ٹونہ اور کالا علم کروایا جاتا ہے۔

آپ نے دیکھا! حسد نے کتنے بڑے حرام کام کروائے؟ تو اس سے دین مونڈا یا نہیں؟ انسان کے دل سے خوف خدا نکل جاتا ہے، آخرت کی فکر نہیں رہتی، مسلمان کے حقوق کا پاس نہیں رہتا، اس کی عزت باقی نہیں رہتی، اس کا احترام اس کے دل سے نکل جاتا ہے۔ یہ سب دین کے احکام تھے جو حسد کی وجہ سے اس نے فراموش کر دیے اور پس پشت ڈال دیے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ بغض و حسد ایسے گناہ ہیں کہ یہ دین کا ایسا صفایا کرتے ہیں جس طرح استرا سر کے بال صاف کر دیتا ہے، جس طرح اس سے ایک بال نہیں بچتا، اسی طرح اس کے دل میں بغض و حسد کی وجہ سے دین کی رمق باقی نہیں رہتی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: باہمی افتراق و انتشار میں مت پڑو!

افغانستان میں موجود میرے مسلمان اور مجاہد بھائیو! امارت اسلامیہ نے اپنے ذمہ داروں، امرا، کمان داروں اور سپاہیوں کے ساتھ مل کر اس خونی صلیبی جنگ کا ۱۴ سال تک ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ ان سب قربانیوں کے بعد اب یہ خوارج الجدید آ کر ان کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کو استخباراتی ایجنسیوں کے کٹھ پتلی قرار دیتے ہیں...! کیا ایجنسیوں کے کٹھ پتلیوں پر امریکی طیارے بم باری کرتے ہیں؟ کیا ایجنسیوں کے کٹھ پتلی صلیبیوں کو مار نکالنے کی جدوجہد کرتے ہیں؟ اور کیا ایجنسیوں کے کٹھ پتلی افغانستان میں فساد کے خاتمے کے لیے مرتد افغان حکومت و فوج سے لڑتے ہیں؟

لہٰذا میں ہر اس شخص کو خبردار کرتا ہوں جس نے ابراہیم البدری کو اس کے جرائم جاننے کے باوجود بیعت دی ہے کہ وہ ان کے جرائم میں برابر کا شریک ہے!

وہ شرعی عدالتوں سے بھاگنے، مسلمانوں پر تکفیر کرنے، مجاہدین کی صفوں کو اُس وقت توڑنے میں برابر کا شریک ہے 'جب وہ ایک شدید صلیبی طوفان کا سامنا کر رہے ہیں! وہ مجاہدین کے خلاف جھوٹی الزام تراشیوں اور ان کی خواتین پر بہتان بازی میں ملوث ہے! وہ ابراہیم البدری کے ساتھ ہو کر ان لوگوں کے خلاف قتال میں بھی ملوث ہے جو شریعت کے نفاذ کے لیے لڑ رہے ہیں اور یہ ان کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ ''خلافت'' کے آگے تسلیم نہ ہونے کی صورت میں قتل کر دیے جائیں گے۔ وہ البدری کے تمام تر جرائم میں شریک ہے!

پس اس دن کے لیے جواب تیار رکھو جس دن اس کے مخالف مجاہدین اور مہاجرین ہوں گے اور اسلامی سرحدوں کے پاسبان ہوں گے۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسول وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

نوے فی صد ہلمند مجاہدین کے پاس ہے

ہلمند کے بارے امارت اسلامیہ کے ترجمان قاری یوسف احمدی کی گفتگو

قاری حبیب

عمری آپریشن کے سلسلے میں رواں سال افغانستان کے مختلف علاقوں میں مجاہدین نے قابل ذکر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس حوالے سے خبروں میں زیادہ رہنے والے ہلمند کو مجاہدین نے تقریباد شمن کے سے پاک کر دیا ہے۔

اب ہلمند میں حالات کیسے ہیں؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ یہ اور اسی طرح کے دیگر سوالات اور مسائل کے حوالے سے ہم نے امارت اسلامیہ کے ترجمان جناب قاری محمد یوسف احمدی صاحب گفتگو کی ہے، جو آپ کے نذر کی جارہی ہے۔

سوال: آپ صوبہ ہلمند کے موجودہ حالات کے حوالے سے کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: صوبہ ہلمند میں جہادی حالات سب سے زیادہ اچھے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صوبے کے چند ایک انتظامی مراکز کے علاوہ تمام علاقے فتح ہو چکے ہیں۔ آپ نے سنا ہو گا کہ دشمن کے مقامی انتظام کاروں نے اعلانیہ اعتراف کیا ہے کہ ہلمند کے تقریباً ۶۰ مربع کلو میٹر رقبے میں سے ۸۰ فی صد سے زیادہ پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین کا مفتوحہ علاقہ ۹۰ فیصد ہے۔ اشرف غنی انتظامیہ کے افراد صرف مرکز لشکر گاہ، گریشک، ناد علی، ناوی، مارجہ اور گرمسیر کے اضلاع کے مراکز میں محصور ہیں۔ ہلمند کے نوے فیصد میں کوئی بھی ایسا علاقہ نہیں، جہاں دشمن کا قبضہ ہو، بلکہ خدا کے فضل سے اب دشمن صرف ان ہی پانچ علاقوں پر بھی مکمل کنڑول نہیں رکھتا۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہلمند میں مجاہدین ماضی کے کی نسبت زیادہ رقبے پر حاکم ہیں اور عملی کارکردگی اور حوصلے کے حوالے سے مضبوط اور فتوحات کے لیے تیار ہیں۔ ہلمند میں ایسی تبدیلی آئی ہے، جس نے پورے افغانستان میں آزادی کی امیدیں مضبوط کر دی ہیں۔ مظلوم عوام کے دلوں میں خوشی کی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں۔

سوال: گزشتہ سال عزم آپریشن کے سلسلے میں ہلمند کے اکثر شمالی علاقے فتح ہو گئے تھے۔ نوزاد، موسیٰ قلعہ، سنگین اور اسی طرح کجکی و گریشک کے اکثر علاقے فتح ہوئے تھے۔ رواں سال عمری آپریشن میں ہلمند میں کون سی نئی فتوحات سامنے آئی ہیں؟

جواب: یہ تفصیل طلب سوال ہے۔ گزشتہ سال ہلمند کے اکثر شمالی علاقوں سے دشمن بھاگ گیا تھا۔ اور یہ علاقے اسلامی نظام کے زیر سایہ آ گئے تھے، مگر ہلمند کے مرکزی اور جنوبی علاقے اُس وقت بھی دشمن کے قبضے میں تھے۔ درحقیقت یہ وہ علاقے تھے، جہاں ۲۰۰۹ء میں امریکی اور برطانوی فوج نے ''پنجۂ شیر'' کے نام سے آپریشن کیا اور ان علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ خنجر آپریشن نامی لڑائی کو امریکی میڈیا نے بہت کوریج دی تھی۔ اس کا پلان یوں بنایا گیا تھا کہ ہزاروں امریکی فوجی شوراب میں قائم امریکی کیمپ سے نکلیں گے، جس میں امریکہ کی سمندری میرین افواج بھی خصوصی طور پر شامل ہوں گی۔ یہ فوجیں 'دشتِ سیستانی' کی جانب بڑھیں گی۔ سیستانی ریگستان سے گزر کر تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں گی۔ ایک حصہ ناوہ، دوسرا گرمسیر اور تیسرا گروپ ضلع خانشین پر حملہ کرے گا۔ اسی وقت لشکر گاہ سے برطانوی فوجی ''پنجۂ شیر'' آپریشن کا آغاز کریں گے اور ناد علی اور باباجی کے علاقوں میں داخل ہو جائیں گے۔

جارحیت پسندوں کے آپریشن بہت خطرناک تھے۔ جو جولائی ۲۰۰۹ء میں شروع ہوئے اور کئی ہفتے جاری رہے۔ اس آپریشن کے مقابلے میں مجاہدین نے فولادی جال کے نام سے آپریشن شروع کر دیا، مگر چوں کہ دشمن نے انتہائی شدید مظالم کیے۔ عوامی علاقوں پر بمباری کی اور بھاری میزائل برسائے۔ اس طرح جارحیت پسندوں نے مذکورہ پانچ اضلاع کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں مضبوط اڈے بنا لیے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے گزشتہ آٹھ سالوں میں بہت زیادہ اخراجات کیے ہیں۔ درجنوں اڈے، مضبوط کیمپ اور پختہ مورچے تعمیر کیے ہیں۔ ہزاروں اربکی بھرتی کیے اور داخلی فوجی تعینات کر دیے، تاکہ ان کے جانے بعد اس علاقے کا تحفظ کیا جا سکے۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے رواں سال منصوبہ بنایا کہ مذکورہ علاقوں جیسے ناوہ، گرمسیر، خانشین، ناد علی اور باباجی سے دشمن کا زور توڑنا ہے اور یہ علاقے واپس لینے ہیں۔ ان علاقوں کی فتح کے لیے رواں سال ۳۰ جولائی سے ضلع خانشین سے آپریشن شروع کیا گیا اور مجاہدین کی تھوڑی سی مزاحمت کے بعد اللہ کے فضل سے ضلع خانشین فتح ہو گیا۔ اس کے بعد ناد علی پر حملہ کیا اور اس ضلع کے تمام مضافاتی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ درجنوں غلام فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ بچ رہنے والے فوجی ضلعی مرکز میں محصور ہو گئے۔ تین اگست کو لشکر گاہ کے قریب چاہ انجینئر کا اہم علاقہ فتح ہو گیا۔ اس کے بعد دس اگست کو ضلع ناوہ مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔ اب بھی گرمسیر کے مرکز کے علاوہ تمام علاقے مجاہدین کے پاس ہیں۔ اب بھی ان پانچ اضلاع کے صرف مراکز میں دشمن محدود تعداد میں موجود ہے۔ ان مراکز کے آس پاس کے تمام علاقے مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو چکے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے وہ علاقہ، جہاں دشمن نے ۸ سال محنت کی تھی، اپنے اربکی تعینات کیے تھے، مضبوط اڈے تعمیر کیے تھے، اللہ تعالیٰ نے دو ہفتوں کے دوران دشمن کا تمام ترغرور خاک میں ملا دیا ہے۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ ہلمند میں مجاہدین نے عجیب و غریب جنگی طریقے استعمال کیے ہیں۔ یہاں تک کہ دشمن انتظامیہ نے اعتراف کیا ہے کہ چھ مجاہدین نے ۴۰ فوجیوں سے بھری چیک پوسٹ فتح کر لی ہے۔ اس حوالے سے مجاہدین کی پیش رفت اور فتوحات کا راز کیا ہے؟

جواب: مجاہدین کی قوت کا راز اخلاص نیت، تقویٰ اور اپنے رہنماؤں کی پوری اطاعت ہے۔ یہی وہ اہم ہتھیار ہے، جس کے ذریعے شیطانی دشمن کو شکست دی جاسکتی ہے۔ دوسری بات

یہ ہے کہ مجاہدین بہت اچھی جنگ کے تجربے کے حامل ہوگئے ہیں۔ وہ ایسے مؤثر طریقہ کار استعمال کرتے ہیں، جس سے دشمن پریشان ہو جاتا ہے۔ کبھی دشمن کی صفوں میں مجاہدین گھس کر کارروائی کرتے ہیں۔ کبھی ان کے آپس کے اختلافات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کبھی انہیں آپس میں بدگمان اور ایک دوسرے کی نظر میں مشکوک ٹھہرا کر کام نکالا جاتا ہے۔ اس طرح دشمن سے جدید اسلحہ، رات میں دیکھنے کے لیے وسائل اور دیگر جنگی وسائل غنیمت میں حاصل کیے ہیں، جن کے ذریعے مجاہدین چیک پوسٹوں پر اچانک حملے کرتے ہیں اور دشمن کو ردِ عمل سے پہلے ہی مار ڈالتے ہیں یا ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اسی طرح کچھ دیگر جنگی طریقے بھی ہیں، جو بیان نہیں کیے جا سکتے۔

سوال: جو علاقے فتح ہو چکے ہیں، وہاں لوگوں کو پُرامن زندگی، اطمینان اور انصاف میسر ہے؟

جواب: جو علاقے مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو چکے ہیں، عوام کے لیے سب سے زیادہ اطمینان کی بات تو یہ تھی کہ وہاں سے کرپٹ انتظامیہ، غیر اسلامی نظام اور اس کے اوباش اور بدنام اربکیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ عوام ان لوگوں سے بہت تنگ تھے۔ وہ لوگ عوام کے مال کا خیال رکھتے تھے اور نہ ان کی زندگی کو اہمیت دیتے تھے۔ گھر لوٹ لینا، عوام کو تکلیف دینا ان کی روزانہ کی مصروفیت تھی۔ ان علاقوں میں مجاہدین کی آمد پر مظلوم عوام نے خوشی کے آنسوؤں سے ان کا استقبال کیا ہے۔ امارت اسلامیہ نے مفتوحہ علاقوں کے تحفظ اور وہاں عوام کے جان ومال، عزت اور تمام شرعی حقوق کے تحفظ کے لیے اپنے گزشتہ دورِ حکومت کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کام کیا ہے۔ صحت، تعلیم، رفاہی خدمات اور لوگوں کی خوش حالی کے لیے تمام شعبوں میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ قیادت کی جانب سے مجاہدین کو حکم دیا گیا ہے کہ عوام سے پوری طرح نرمی اور خوش اخلاقی کا سلوک کریں۔ مکمل کوشش کریں کہ مظلوم مسلمانوں کو سفید پرچم تلے سکون کا سانس مل سکے اور سالوں کی تکالیف سے انہیں آرام ملے۔ عوام کو کہہ دیا گیا ہے کہ آپ کے جو رشتہ دار کابل انتظامیہ کے ساتھ کام میں شامل ہیں، انہیں باہر نکال لیں۔ ہماری طرف سے ان کے لیے عام معافی ہے جس سے عوام میں اَور بھی خوشی پھیل گئی۔ عوام کے زمین یا دیگر تنازعات کی وجہ سے جو باہمی مسائل تھے، تمام کے تمام امارت اسلامیہ اور شرعی عدالتی نظام کے آنے سے حل ہو گئے ہیں۔ اب تمام علاقوں میں لوگ خوشی اور آرام کی زندگی گزار رہے ہیں۔ کٹھ پتلی انتظامیہ کے خلاف اپنے مجاہدین کے شانہ بشانہ پوری قوت اور سنجیدگی سے کھڑے ہیں۔ اپنی زندگی پر اللہ تعالی سے راضی ہیں۔

سوال: افغانستان کے دیگر علاقوں کے جہادی حالات کیسے ہیں؟

جواب: افغانستان کے دیگر علاقوں میں بھی جہادی کارروائیاں پوری قوت سے جاری ہیں۔ بدخشان، نورستان، تخار، قندز، بغلان، پکتیا، ننگرہار، فاریاب، فراہ اور دیگر بہت سے علاقوں میں مجاہدین دشمن سے مکمل اضلاع خالی کروا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کابل میں دشمن پر کاری حملے ہو رہے ہیں۔ افغانستان کے مختلف علاقوں میں روزانہ دشمن کے افراد ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ دعوت وارشاد کمیشن کے ذریعے امارت اسلامیہ کی صفوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ مجاہدین کو تفریق اور تقسیم کرنے کے لیے دشمن کے کئی منصوبے ناکام ہو چکے ہیں۔ امارت اسلامیہ ماضی کی نسبت تعلیم، دعوت وارشاد، عالمی تعلقات، ثقافتی اور میڈیائی جہاد اور دیگر شعبوں میں بھی قابل ذکر کامیابیاں حاصل کر رہی ہے۔ عوام میں ان کی محبت ماضی کی نسبت زیادہ ہو گئی ہے۔ دوسری طرف دشمن انتظامیہ انتہائی برے حالات سے دوچار ہے۔ ان کے آپس کے اختلافات عروج پر ہیں۔ ان کے فوجی جنگ کا حوصلہ ہار چکے ہیں۔

سوال: امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ افغانستان میں مزید فوجی بھیجے گا اور اس سلسلے میں ہلمند میں کچھ تازہ دم فوج بھیجی گئی ہے۔ کہا گیا ہے کہ راتوں کے چھاپوں اور بی 52 طیاروں کی بمباری کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا جائے گا۔ دیگر جدید وسائل کے استعمال سے مجاہدین کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے گا۔ آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: میرا خیال ہے کہ امریکہ کے اس بیان کے نتائج معلوم کرنا مشکل معاملہ نہیں ہے۔ گزشتہ پندرہ سالہ تجربہ سب کے سامنے ہے۔ سب نے دیکھا کہ افغانستان میں مختلف کفریہ ممالک نے ہزاروں فوجی بھیجے۔ طرح طرح کی ٹیکنالوجی کا استعمال کیا گیا، مگر ہمارے عوام کا اللہ پر مضبوط ایمان تھا۔ وسائل کے بجائے اللہ پر بھروسا تھا۔ فتح یا شہادت کی امید پر لڑتے رہے۔ اللہ تعالی نے ان کے مقابلے میں کھڑے کفر کے سارے پرچم سرنگوں کر دیے۔ امریکہ نے کبھی یہاں ایک لاکھ تیس ہزار فوجی بھیجے تھے، مگر سب جانتے ہیں کہ جنگ کا فاتح کون ہے؟ امریکہ کے یہ سارے اقدامات ہمارے عوام کا ایمان متزلزل نہیں کر سکیں گے، بلکہ اس طرح اُس کا معاشی اور عسکری نقصان اور بڑھ جائے گا۔ امریکہ مزید شکست کی طرف جا رہا ہے۔

سوال: امارت اسلامیہ کے ترجمان کی حیثیت سے قارئین کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: آپ نے قارئین کا تذکرہ کیا ہے تو مَیں اپنے ان بھائیوں سے کہنا چاہوں گا کہ ہر شعبے میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین سے تعاون کریں۔ ایسے لوگ، جو مجاہدین کے میڈیا ذرائع یعنی میگزینز اور سی ڈیز سے وابستگی نہیں رکھتے، انہیں حقائق سے باخبر کریں، تاکہ وہ بھی مجاہدین کے معاون ومددگار بنیں۔ مجاہدین بھی اپنے رہنماؤں کی پوری پوری اطاعت کریں۔ اسی میں دنیا وآخرت کی خیر پوشیدہ ہے۔

☆☆☆☆☆

"بلاشبہ نظامِ کفر کے خلاف مزاحمت کرنے والے اہلِ دین ہی علامہ اقبال کے شاہین ہیں"۔

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

زمینوں پر فوجی قبضہ مافیا کے ناموں کی ایک فہرست

پاکستانی فوج کے بد دیانت اور حریص جرنیلوں نے پورے ملک کے وسائل کو اپنے ''پُرکھوں'' کی جاگیر سمجھ رکھا ہے اور ہر شعبہ میں لوٹ کھسوٹ کی ''زریں تاریخ'' رقم کی ہے۔اپنی ریکارڈ توڑ بد عنوانیوں اندھیر مچار کھی ہے اور ان کی بد معاشی، چوری اور سینہ زوری کی بناپر ان کی بد ترین کرپشن اور خیانتوں کے بارے میں ساری زبانیں گنگ رہتی ہیں! لاقانونیت اور فرعونیت کی بناپر قبضہ گیری کا ایک عکس ذیل میں پیش ہے۔ بربنائے زور وزبردستی ''اے پتر ہٹاں تے نئیں وکدے'' کی ''خاصیت'' اپنے لیے مختص کرنے والوں کی حرص ولالچ کی ہلکی سی جھلک ملاحظہ کیجیے![ادارہ]

پاکستانی فوجی جنرلز بشمول پرویز مشرف اور اس کے بہت قریبی ساتھیوں نے دفاع کے نام پر اپنے ہی ملک کی زمینیں ہتھیار کھی ہیں۔

ساؤتھ ایشئن ٹریبیون نے آرمڈ فورسز کے ان ۱۰۰ افسران کی فہرست حاصل کی جنھوں نے پنجاب کے دل بہاولپور کی زرخیز ترین چار سو ایکڑ یا اس سے زائد زمین تین سو اسی روپے فی ایکڑ کے حساب سے دشمن سے دفاع کے نام پر ہتھیائی ہے۔

یہ لسٹ فقط ایک ہی ضلع کی ہے۔اس جیسی فہرستیں قریباً پورے پنجاب اور سندھ سے متعلق بھی ہیں جہاں اسی طرز پر فوجی افسران کو زمینیں الاٹ ہوئی ہیں۔

یہ زمینیں ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجی افسران کو اس شرط پر الاٹ کی گئی ہیں کہ یہ فوجی جنرلز مستقبل میں ہونے والی کسی بھی بغاوت میں فوج کی صف اول کا کردار ادا کریں گے۔

یہ زمینیں تین سو اسی روپے فی ایکڑ کے حساب سے خریدی گئی ہیں لیکن انھیں لاکھوں کے عوض آگے بیچا گیا ہے۔

یہ فہرست بہاولپور کے مقامی افراد کے حقوق کی حفاظت کے لیے کام کرنے والی ''نیشنل قومی موومنٹ'' نامی ایک مقامی این جی او کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔

فہرست میں وہ تمام نام اور گاؤں (چک) شامل ہیں جہاں یہ چار سو ایکڑ یا اس سے زائد زمین موجود ہے۔ان میں سے کچھ آفیسرز ترقی پاکر اعلیٰ عہدوں پر پہنچ چکے ہیں اور کچھ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔

☆جنرل پرویز مشرف: گاؤں/موضع نوآباد

☆جنرل زبیر: چک DB/14

☆جنرل معین الدین حیدر: چک DB/43

☆جنرل عزیز چیئرمین جوائنٹ چیف آف آرمی سٹاف کمیٹی (ریٹائرڈ): چک BC/16

☆جنرل اقبال: چک BC/16

☆جنرل ساروپ: چک BC/17

☆جنرل جاوید: چک DB/61

☆جنرل ارشاد معین: چک DB/64

☆جنرل ضرار نیازی: چک DB/64

☆جنرل ذوالفقار علی (ریٹائرڈ واپڈا چیف) چک P/54

☆لیفٹیننٹ جنرل سلیم حیدر: چک P/54

☆لیفٹیننٹ جنرل محمد اکرم: چک 9/94

☆لیفٹیننٹ جنرل محمد نعیم

☆لیفٹیننٹ جنرل محمد افضل جنجوعہ: چک P/54

☆لیفٹیننٹ جنرل امین برکی: چک P/96

☆لیفٹیننٹ جنرل خالد مقبول (سابق گورنر پنجاب): چک P/54

☆لیفٹیننٹ جنرل ارشاد حسین

☆لیفٹیننٹ جنرل مشتاق حسین: چک P/54

☆لیفٹیننٹ جنرل طارق پرویز (نواز شریف کابینہ کے وزیر نادر پرویز کا بھائی)

☆ایڈمرل منصور الحق (سابق چیف آف نیول سٹاف): چک DB/113

☆ایئر مارشل امتیاز حیدر: چک DB/114

☆میجر جنرل ملک محمد سلیم: چک L/1011

☆میجر جنرل امجد شعیب: چک L/1271

☆میجر جنرل جہانگیر نصر اللہ: چک P/95

☆میجر جنرل وقار الحق: چک P/55

☆میجر جنرل محبوب مظفر: P/56

☆میجر جنرل خورشید عالم: چک A101/107

☆میجر جنرل آغا جہانگیر علی خان: چک L/1201

☆میجر جنرل جمشید ایاز خان: چک L1/126

☆میجر جنرل طاہر علی قریشی: چک P/93

☆میجر جنرل مظفر عثمانی (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل بنے اور پرویز مشرف کی جانب سے ریٹائر کیے گئے): چک P/93

☆میجر جنرل سلطان حبیب: چک P/93

(بقیہ صفحہ ۵۱ پر)

شاخ نازک پہ آشیانہ

ڈاکٹر رضوان اسد خان

اسلام آباد (جہاں غالباً سوائے اسلام کے سب کچھ آباد ہے) کے لبرل والدین کو اپنی بچیوں کی چائے والے کے ساتھ سیلفیاں دیکھنے، سراہنے اور ان پر اترانے سے فرصت ملے تو کچھ اپنی اولاد کے اسکولوں، کالجوں کی بھی خبر لیں۔ جہاں سے انہیں بدکاری کا ایندھن مہیا کیا جا رہا ہے۔

جی ہاں، ہمارے ہاں "جہاز" اب صرف چائنہ کے تعاون سے فیکٹریوں میں ہی نہیں بلکہ بھارتی "را" اور امریکی بلیک واٹر کے تعاون سے دارالحکومت کے تعلیمی اداروں میں بھی تیار کیے جا رہے ہیں۔

نہیں سمجھے؟

جناب، جن اسکولوں میں آپ مولویوں کو گالیاں دینے کی تربیت دے کر، مذہب کو افیون بتلاتے تھے، ذرا قدرت کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیں کہ ان ہی اسکولوں کے ۵۳ فی صد بچے خود افیمچی بن گئے ہیں۔

کیا فرمایا؟ ایسا کچھ نہیں کہا جاتا وہاں؟ ابھی چند ماہ قبل ہی تو اسی اسلام آباد کے اسکول کے ایک استاد کا کلپ وائرل ہوا ہے جس میں وہ جنت، خدا اور مولوی کا مذاق اڑاتا نظر آ رہا ہے۔

"جہالت" کی نرسریاں مدرسے نہیں محترم! بلکہ "جاہلیت" کی نرسریاں یہ سیکولر اسکولز ہیں۔

جہاں:

میوزک کلاسز نصاب کا لازمی جزو ہیں۔

مغربی گویوں، بھانڈ میراثیوں کو بطور ہیرو پیش کیا جاتا ہے (آنکھوں دیکھا حال)۔

پارٹیز میں شرفا کی بیٹیاں مجرے کرتی ہیں۔

بچے باپ کے پستول سے دوسرے بچوں کا قتل کرتے ہیں۔

استادوں، ساتھیوں اور حتی کہ کینٹین تک سے منشیات لے کر سوٹے لگاتے ہیں۔

گروپ سیکس سے کم پر بات نہیں ہوتی۔

ہم جنس پرستی کو "نارمل بیہیویئر" سمجھا جاتا ہے۔

اور پھر مغربی فلسفے اور تہذیب سے متاثر آخر میں پوری ایک کھیپ "ابو جہلوں" کی معاشرے میں برآمد کر دی جاتی ہے۔

اور اب یہ جاہلیت کے سرخیل، پارلیمنٹ، عدالتوں، بیوروکریسی، میڈیا، صحافت، شعبہ تدریس وغیرہ میں اعلیٰ عہدوں پر پہنچ کر مغربی آقاؤں سے وفاداری کا عہد نبھاتے ہیں۔

عوام کی قسمت کے فیصلے دشمن کی پالیسیز، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مطابق کرتے ہیں۔

اپنی نجی محفلوں میں شراب و کباب، حسن و جمال اور رقص و سرود کا بندوبست کرنا فخر سمجھتے ہیں۔

بیگمات کو بطور رشوت پیش کرنے کو عار اور بے غیرتی نہیں، "ٹیکٹ" سمجھتے ہیں۔

سود کے حق میں غامدیت کے فتوے جمع کرتے ہیں۔

شراب پر پابندی کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔

بچوں کی شادیوں کو بزنس اور زنا کو قابلیت سمجھتے ہیں۔

اور پھر کہتے ہیں یہ لبرل، سیکولر معاشرے کا حسن ہے کہ انسان

"Pursuit of Happiness"

میں آزاد ہو!!!....

☆☆☆☆☆

"صلیبی جارحیت کے خلاف ہماری جدوجہد طوفان کی مانند آگے بڑھ رہی ہے اور جو بھی اس سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا وہ فنا ہو جائے گا۔ ظلم، تشدد، سازشیں اور کرائے کی فوج اس بپھرے جہادی سیلاب کا راستہ نہیں روک سکتی۔ چنانچہ یہی بہتر ہے کہ ہر کوئی اپنی ایمانی ذمہ داری اور تاریخی عظمت کے حصول کی خاطر مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑا ہو جائے بالخصوص کٹھ پتلی کابل انتظامیہ میں شامل سابق مجاہدین اپنی جہادی حیثیت کے اعادہ کے لیے کفار کی صفوں سے علیحدہ ہو کر رواں جہادی قافلے میں شامل ہو جائیں

ہم شریعت اسلامی کے دائرے میں رہتے ہوئے باہمی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنی تمام خامیوں پر بھی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اسی لیے تمام مجاہدین کو شرعی اصولوں کی مکمل تابعداری اور ان پر عمل کرنے کا پابند کیا گیا ہے تاکہ تمام مجاہدین شریعت اسلامی کے دائرے میں تحریک جہاد کو آگے بڑھائیں اور دین و حریت کی راہ کا دفاع کرنے والے اور ملت کے حقیقی ترجمان بن جائیں۔ ہم اپنی صفوں میں جائزہ اور محاسبہ کو بہت اہم تصور کرتے ہیں۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو میدان جنگ میں شکست کا سامنا ہے اور ان شاء اللہ وہ عنقریب مکمل شکست و رسوائی کا مزا چکھیں گے۔ اس لیے وہ اس کوشش میں ہیں کہ افغان عوام کے درمیان نفاق، بغض و عداوت اور ناچاقی کے بیج بو کر اپنی شکست کو فتح میں بدل دے لیکن الحمدللہ وہ اس میدان میں بھی شکست سے دوچار ہیں کیونکہ مسلمان باہمی اتحاد اور مجاہدین کے ساتھ تعاون کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں، اسلامی نظام اور آزادی کو اپنا حق سمجھتے ہیں، وہ مغربی میڈیا کو پروپیگنڈا گون کا ترجمان سمجھتے ہوئے کبھی بھی ان کے بے بنیاد پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہیں کھائیں گے"۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ

عافیت

عشوا رانا

چیخوں پہ چیخ نے در و دیوار ہلا دیے تھے... یہ کوئی نئی بات نہیں تھی... یہاں روز ایسے ہی ستم ڈھائے جاتے تھے... چیخیں چیختی، کان انہیں سنتے پھٹنے والے ہو جاتے اور آنکھ آنسوؤں سے بھری جاتیں...تکلیف کی۔ شدت کم ہونے میں نہ آتی اور پھر کچھ دیر خاموشی چھا جاتی۔ گہرا دردناک سکوت...اور پھر کچھ دیر بعد وہی چیخیں... اس میں کوئی نہیں بات نہیں تھی۔ یہ ایک جیل تھی۔ یہاں روز ایسا ہی ہوتا تھا...پر نئی بات یہ تھی کہ اتنی ساری مردانہ چیخوں میں ایک دلخراش نسوانی آواز شامل ہوتی۔ درد سے بھی دردناک۔ پتہ نہیں کیا کیا ظلم کیا جاتا۔ کون سا قہر توڑا جاتا۔ صبح تھی کہ آنے کا نام نہ لیتی...شام تھی کہ روز تاریک سے تاریک ہو جاتی۔

....

ماں میں وہاں پہنچ کر آپ کو کال کر دوں گی۔ آپ فکر نہ کریے گا عافی نے وقت رخصت ماں کو تسلی دی۔ وہ ہمیشہ ہی پریشان ہو جاتی۔ ماں تھی نا...ماں کی فکر کا اندازہ اسے تب ہوا جب وہ خود ماں بنی۔ ایک پیاری سی گڑیا اور بیٹے سے خدا نے اسے نوازا تھا۔ زندگی خوشگوار اور مکمل تھی۔ وہ امریکہ میں رہائش پذیر تھی اور اس کا شمار ذہین افراد میں ہوتا تھا۔ اس نے امریکہ کی مشہور یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی۔ زندگی یوں ہی رواں دواں تھی۔ غم کا سایہ تک نہ تھا۔

....

وہ ایئرپورٹ کی طرف نکل چکی ہے۔ پکڑ لو اسے۔ گورے رنگ میں چھپی کالی زبان سے یہ لفظ ادا ہوئے اور تمام گوروں نے اس آواز پہ سرنڈر کر دیا۔ ان کا رنگ جتنا صاف تھا ان کا دل اتنا ہی سیاہ۔ مسلمان ان کے لیے سانپ کے مشابہ تھا کہ جیسے ذرا سا قریب کیا تو اب ڈسا تو اب... گوروں کی ٹیم وردی میں ملبوس اصل میں ایک بڑے آدمی کی پشت پناہی حاصل کرتے اس کمزور جان پہ حملہ آور ہوئی۔ ماں سے بچے چھین لیے گئے اور عافی سے عافیت ہمیشہ کے لیے ختم کر دی گئی۔ عافی غائب ہو گئی... رات کے اندھیروں میں دن کی روشن صبحوں کو کالی پٹی باندھ کر اسے دور لے جایا گیا...اتنا دور کہ آج تک واپسی کا راستہ مٹ گیا۔

....

پتہ نہیں میری بچی پہنچی یا نہیں فون بھی تو نہیں آیا۔ مسز عصمت گھبراہٹ کے عالم میں بولے ہی جا رہی تھی... پورا دن گزر گیا کوئی پتہ نہ چلا۔ اس سے اگلا دن پھر اس سے آگے کے مسلسل دنوں میں کوئی خبر نہیں۔ فوزیہ جو کہ عافی کی بہن تھیں، ماں کو تسلی دیتی اور خود اندیشوں میں گھری رہ جاتی۔ مسلسل اذیتوں کے کئی دنوں بعد ایک شور بلند ہوا۔ قیدی نمبر جس پہ ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کی گئی وہ دراصل عافیہ ہی تھی۔ اپنی امی کی لاڈلی عافی جس کی اک چیخ چاہے وہ کھیل میں ہی کیوں نہ ہو ماں تڑپ اٹھتی تھی۔ آج اسے گلے سے نہیں لگا سکتی تھیں۔ مسز عصمت بیمار ہوئی اور ایسی بیمار ہوئی کہ اپنی بیٹی کا انتظار ہی انہیں اب تک زندہ رکھے ہوئے ہے۔

....

عافیہ کے بھائی جو کہ امریکہ سیٹل ہیں اور ڈاکٹر فوزیہ جو کہ ان کی ہمشیرہ ہیں انہوں نے کوششیں شروع کر دی۔ پر یہ امریکہ اور اس کے چیلے کہاں سنتے ہیں! سنتے تو انسان ہیں... کوشش کوشش رہی اور تسلیوں تک ختم ہو جاتی۔ ہر بار اک نئی اس اور پھر اس پہ پانی پھر جاتا۔ جب حکمرانوں سے کچھ نہ ہوا تو اک تحریک وجود میں لائی گئی... ڈاکٹر فوزیہ کی کوششوں سے عافیہ موومنٹ کا آغاز کیا گیا...پر یہ ظلم سہتی عافیہ کو رہا نہ کروا سکا۔ پر کون کہتا ہے محنت رنگ نہیں لاتی۔

....

کمرہ عدالت لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ بے شمار صحافی پل پل کی خبر لینے کو تیار بیٹھے تھے۔ کیمرہ اک اک حرکت کو محفوظ کر رہا تھا...ایسے میں کرسیوں کو چھوڑ کر کٹہرے میں اک کمزور وجود کو لایا گیا۔ جن کے چہرے پہ پہلے والی شادابی کی اک رمق بھی باقی نہ تھی۔ ڈاکٹرز کے کہنے کے مطابق انہیں کینسر ہو چکا تھا۔ وکیل بولے جا رہا تھا...جج صاحب اس عورت نے دو لوگوں کو قتل کیا ہے اور یہ دہشت گردوں سے اس کا تعلق اور بھرپور حمایت حاصل ہے... ان کے پاس سارے ثبوت اور گواہ تھے۔ یہاں سب پہلے سے تیار تھا۔ کسی کو بولنے کا موقع نہیں دیا گیا...اور عدالت نے سزا سنا دی... چھیاسی سال کی سزا! اسے سن کر تو عافیہ کی رہی سہی امید سب ختم ہو گئی ہو گی... کوئی اپنا نہیں تھا وہاں ان کا اور کسی اپنے کو آنے نہیں دیا جاتا۔ کسی اپنے بڑے نے جانے کی زحمت بھی نہیں کی۔ سزا سنا دی گئی، سزا سن لی گئی۔ اور پتہ نہیں کب کب کیسے کیسے سہہ لی جاتی ہے۔

....

ہمیں عافیہ واپس چاہیے۔ جیسے ان حکمرانوں نے تمہارا ریمنڈ ڈیوس واپس کیا تمہیں...انہیں ہمارے ملک بھیجو، ہم اس کی "سزا" کا فیصلہ کریں گے جیسے تم نے ہمارے وزیرستان کا فیصلہ کیا ہے... تم نے ہمارے جتنے بے گناہ لوگ "دہشت گردی" کے نام پر مارے ہیں ہمیں سارا حساب چاہیے۔ صرف تم سے نہیں ان سب سے جو شامل رہے۔ حساب دو نہیں تو حساب لیا جائے گا... روزانہ یہ صدائیں کہیں نہ کہیں گونجتی ہیں اور گونجتی رہ جاتی ہیں۔ میلوں دور بیٹھی عافیہ اس سب سے انجان اب بھی شاید انتظار میں ہے یا بس زندہ لاش کی مانند کہ کوئی اپنا نظر آئے تو زندگی آئے۔ انتظار، انتظار اور بس عافیہ کی عافیت کا انتظار...

☆☆☆☆☆

اذیت کے کٹہروں میں جو ہم نے دن گزارے تھے!

رحمت اللہ جوگیزئی

فوجی عدالتوں کی دو سالہ مدت پوری ہونے کو ہے اور حکومت کی جانب سے فوجی عدالت کو بھیجے جانے والے مقدمات میں سے اکثریت کے فیصلے سزائے موت کی صورت میں سامنے آئے ہیں۔ان مقدمات کا سامنا کرنے والے اسیر ان کی اکثریت کو سول جیلوں سے اٹھا کر خفیہ اداروں کے حوالے کیا گیا۔صرف چند ایک کیسز ہی ایسے سامنے آئے ہیں کہ پہلے سے خفیہ ایجنسیوں کی حراست میں موجود افراد کو فوجی عدالت نے سزا سنا کر سول جیل کے حوالے کیا ہو۔یہاں ہم چند اسیر ان کی زبانی ان جیلوں میں روا رکھے جانے والے غیر انسانی سلوک کے متعلق لکھ رہے ہیں' جس کا سامنا وہاں سالوں سے قید افراد کو کرنا پڑ رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ان تمام اسیر ان کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ ان عقوبت خانوں سے نجات دلائے، آمین۔

چاروں صوبوں کی جیلوں میں فوجی عدالتوں سے سزائیں سنائے جانے کے بعد منتقل ہونے والے قیدیوں سے اکٹھی کی گئی معلومات کے مطابق فوج کی ان خفیہ جیلوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جس میں سب سے نرم اور پہلے درجے کا بھی سول جیل یا غیر ممالک کی جیلوں سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔سول جیل سے فوجی عدالتوں کو منتقل کیے جانے والے افراد کو دوسرے درجے کی جیل میں رکھا گیا جب کہ وہ افراد جو پہلے کئی سالوں سے خفیہ حراست میں تھے ان کو تیسرے درجے کی جیل میں رکھا گیا تھا۔تیسرے درجے کی اسی قسم کی ایک جیل میں تین سال سے زائد کا عرصہ گزارنے والے ایک قیدی بھائی اس جیل کی روداد بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں:

> ''میرے اور وہاں موجود دیگر تمام قیدی بھائیوں کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں چوبیس گھنٹے بندھی رہتی تھیں۔حتیٰ کے بیت الخلا جاتے ہوئے بھی اسی طرح لے جایا جاتا،کانوں میں روئی ٹھونس کر اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی جاتیں۔ایک سال تک روزانہ کی بنیاد پر تفتیش، تشدد اور مار پیٹ کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ جسمانی ضعف اور زخموں کے باعث چلنے پھرنے اور بیٹھنے تک کے قابل نہ رہے۔اتنے طویل عرصے تک ہونے والی تفتیش کی اصل وجہ شاید نئے نوجوان افسران کی ٹریننگ بھی تھی جس میں اُنہیں قیدیوں کو تختہ مشق بنانے کی تربیت دی جاتی اور چنگیزیت میں اُنہیں مشاق کیا جاتا۔دورانِ تفتیش ناخن نکالنے سے لے کر ہاتھوں کو بلیڈ سے کاٹنے، اُلٹا لٹکائے رکھنے اور بھوکا پیاسا رکھنے سمیت ہر حربہ آزمایا گیا۔

اس جیل میں عرب مجاہدین بھی تھے اور کسی خاتون اور بچوں کے رونے کی بھی آواز آتی۔وہاں کسی سے بھی بات کرنے کی اجازت نہ تھی البتہ کبھی کبھار اہل کاروں کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر پرانے قیدی چند سرگوشیاں کر لیتے۔عموماً تفتیش کے دوران ہی مارا جاتا تھا بس ایک دفعہ ایسا ہوا کہ بغیر تفتیش اور بغیر کسی سوال جواب کے ایک رات تمام قیدیوں کو کمروں سے نکال کر سینے کے بل لٹا دیا گیا اور اس وقت تک مارتے رہے جب تک خود تمام اہل کار تھک کر چور نہیں ہو گئے۔یہ دن غیر معمولی تھا اس لیے تاریخ بھی یاد رہی کہ یہ کون سی رات تھی۔

جب سول جیل لائے گئے اور یہاں موجود بھائیوں سے اس تاریخ کے متعلق معلوم کیا گیا کہ اس دن کیا کوئی خاص واقعہ ہوا تھا جو خاکیوں کی سربریت اپنے عروج پر تھی تو معلوم ہوا کہ اس دن پشاور سکول پر حملہ کیا گیا تھا اور ہم پر بغیر کسی وجہ اور تفتیش کے تشدد اسی واقعے کا غصہ اور بھڑاس تھی۔وہاں پر کچھ قیدی حد سے زیادہ کمزور حالت میں تھے جب ان سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ انہیں کئی مہینوں تک ایک ڈربے نما پنجرے میں' جہاں انسان بمشکل بیٹھ سکتا تھا' رکھا گیا تھا اور کھانے کی بجائے دن بھر میں صرف ایک مالٹا دیا جاتا تھا''۔

یہ احوال تو ایسی جیل کا تھا جس کو تیسرے درجے میں رکھا جاسکتا ہے، جہاں قیدیوں کی اکثریت لاپتہ افراد کی تھی اور جہاں بعض افراد دس دس سالوں سے قید تھے۔اب ہم کچھ احوال دوسرے درجے کی خفیہ جیلوں کا سنائے دیتے ہیں جہاں پر سول جیل سے فوجی عدالت منتقل کیے جانے والے قیدیوں کو رکھا گیا۔گو کہ یہاں بھی قیدیوں کو غیر قانونی طور پر خفیہ حراست میں ہی رکھا گیا تھا لیکن یہاں موجود قیدیوں کی اکثریت ایسی تھی جو تین سے چار سال سے قید تھے۔اسی دوسرے درجے کی ایک خفیہ جیل میں سزائے موت پانے والے ایک قیدی اپنی روداد کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> ''مجھے سول جیل سے پولیس نے فوجی چھاؤنی کے باہر خاکیوں کے حوالے کیا جہاں خفیہ ادارے کے اہلکار سادہ کپڑوں میں پہلے سے موجود تھے۔ان اہل کاروں نے آتے ساتھ ہی فحش زبان اور گالی گلوچ کا استعمال کرتے ہوئے آنکھوں پر پٹی باندھی، منہ پر ایک اور کپڑا چڑھا کر اور ہتھکڑیاں لگا کر گاڑی میں ڈال کر روانہ ہوئے۔عقوبت خانے لے جانے سے پہلے ایک ہسپتال میں میڈیکل ٹیسٹ کے لیے لے جایا گیا جس سے کچھ اندازہ ہو گیا کہ کیونکہ یہ قانونی حوالگی ہے لہٰذا تشدد زیادہ نہیں ہو گا اس پر کچھ ہمت بھی بندھی۔ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد ایک عمارت میں لے جایا گیا جو شاید کسی زمانے میں کوئی سکول رہا تھا۔یہاں ۳۵ کے قریب کمرے تھے۔یہاں لا کر ہتھکڑیاں کھول دی گئیں لیکن آنکھوں پر پٹی اور منہ پر کپڑا بدستور موجود

تھا۔ پھر کپڑے اتارنے کا کہا گیا یہ حربہ صرف خوف زدہ کرنے کے لیے ہی تھا۔ جب میں خاموش اسی طرح کھڑا رہا تو پھر جیل کی ایک بوسیدہ وردی ہاتھ میں تھما دی گئی جو اگلے تین مہینے تک پہننی پڑی۔

دسمبر کا مہینہ تھا اور درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے بھی نیچے گر گیا تھا۔ اس کے باوجود جیل میں مجھ سمیت کسی بھی قیدی کو اس بوسیدہ وردی کے علاوہ سویٹر جیکیٹ یا چادر سمیت کسی بھی چیز کی اجازت نہ تھی۔ ایک ہاتھ کی ہتھکڑی دروازے کی سلاخوں میں لگا دی گئی۔ جو چوبیس گھنٹے ہی لگی رہتی تھی۔ کمرے میں دو پتلے کمبلوں اور ایک پانی کی بوتل کے علاوہ اور کوئی شے نہ تھی۔ نہ ہی بیت الخلا تھا۔ صبح ناشتے کے بعد آٹھ بجے کے قریب منہ پر کپڑا چڑھا کر گھسیٹنے کے انداز میں بیت الخلا لے جاتے۔ یہاں استنجے کے لیے بمشکل دو منٹ ملتے تھے۔ بائیں ہاتھ کی ہتھکڑی کو دروازے کی کنڈی سے باندھ دیا جاتا۔ اب اگر قیدی دو منٹ سے زیادہ وقت لے گا تو ڈیوٹی اہل کار پہلے گالیاں دینی شروع کرتا اور اگر قیدی پھر بھی دیر لگاتا تو دروازہ کھول دیا جاتا اور اسی حالت میں گھسیٹا جاتا۔ اس کے بعد وضو کے لیے بھی صرف ایک منٹ ہی دیا جاتا۔ ضرورت پڑنے پر کمرے میں وضو کی اجازت نہیں تھی حتیٰ کہ سالوں سے بند وہاں موجود قیدی پانی کے ہوتے ہوئے بھی فجر کی نماز تیمم کرکے ادا کرنے پر مجبور تھے۔ شروع میں چند دن اہل کاروں کی نظر سے بچ کر وضو کی کوشش کی تو اس پر سختی سے ٹوکا گیا۔ اسی طرح شام میں عصر کے وقت پھر باتھ روم وضو وغیرہ کے لیے لے جاتے اور شام کے وقت سختی عموماً زیادہ کی جاتی۔ بیت الخلا جانے اور وضو کے لیے بس یہی دو اوقات تھے۔ ان دو اوقات میں بھی اتنی سختی کی جاتی کہ قیدی اپنی خوراک کم کرنے اور پانی کم پینے پر مجبور تھے۔

پرانے تقریباً تمام ہی قیدی گردوں کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ چند ایک قیدیوں کا دوران قید گردوں کا آپریشن بھی ہوا تھا لیکن ان کے آپریشن کے بعد بھی یہی معمولات اور پابندیاں اور سختیاں جوں کی توں رہتیں۔ پانی کی موٹر خراب ہونے کے بہانے کئی دفعہ کئی کئی دن وضو کی بھی اجازت نہ ہوتی۔ غسل، مہینے یا چالیس دنوں میں صرف ایک مرتبہ کرنے کی اجازت تھی جس میں زنانہ کریم دی جاتی غیر ضروری بالوں کی صفائی کے لیے۔ یہ مرحلہ انتہائی ذلت آمیز ہوتا تھا۔ قیدی کے ذرا سی دیر کی صورت میں غسل خانے میں گھس کر برہنہ حالت میں دیکھتے اور گالیاں بکتے۔

ایک دفعہ وہاں موجود کسی قیدی نے التجا کی کہ اسکے جسم میں پیپ پڑ رہی ہے لہٰذا اسے (ماہانہ غسل کے علاوہ) غسل کی اجازت دی جائے اس قیدی کو اجازت تو ملی لیکن اس طرح کہ جسم پر دو لوٹے پانی بہا سکتا ہے لیکن جسم سے میل اتارنے کی اجازت نہ تھی۔ ایک قیدی جو چار سالوں سے وہاں غیر قانونی اور خفیہ حراست میں تھے، پاؤں سے معذور تھے اس کے باوجود انہیں کسی قسم کی رعایت نہ دی جاتی یعنی اسی طرح منہ پر کپڑا چڑھا کر ہتھکڑیوں کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے لے جایا جاتا۔ معذوری اور بیماری کے سبب سے ان کو اکثر اوقات بیت الخلا میں کچھ زیادہ وقت لگتا جس پر انہیں بھرپور گالیوں سے نوازا جاتا۔ اس جگہ سول جیل سے منتقل کیے جانے والے چند قیدی تھے باقی اکثریت خفیہ حراست میں تھے۔ لہٰذا اکثر اوقات ان پر تشدد بھی کیا جاتا۔

قریب ہی ایک کمرے میں موجود دوسرے قیدی نے جو ڈیوٹی اہل کاروں کی غیر موجودگی میں سرگوشی کیا کرتے تھے نے بتایا کہ یہ قانونی قیدی نہیں بلکہ خفیہ قیدی ہیں ان پر مہینے میں کم از کم ایک دفعہ ضرور تشدد کیا جاتا ہے جس کا مقصد ہمیں یعنی ان قانونی قیدیوں کو خوف زدہ کرنا ہے جو سول جیلوں سے یہاں منتقل کیے گئے ہیں۔

ایک قیدی نے اپنا نام خرم بتایا جو کہ فوجی تھا اور ریپ اور قتل کے الزام میں قید تھا۔ اس کے مطابق اس کے کیس میں اس کے علاوہ بارہ اور فوجی بھی قید تھے۔ ان فوجی قیدیوں کے ساتھ اہل کاروں کا رویہ قدرے مختلف تھا۔ اکثر اوقات ان کے پاس اہلکار آکر ان کی دلجوئی کرتے اور جلد رہا ہونے کی امید دلاتے۔ خرم کے بقول انہیں کہا گیا تھا کہ صرف اسی ملزم کو سزا ہوگی جس سے ہمبستری کے دوران لڑکی کی موت واقع ہوئی۔ لیکن مہینہ گزر جانے کے باوجود تفتیش کرنے والے افسران کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے اس طرح ان قیدیوں کو دو ماہ کے قلیل عرصے میں باوجود اس کے کہ اعترافِ جرم کر چکے تھے صرف اس شک کا فائدہ دے کر رہا کر دیا گیا۔ اس جیل میں وقتاً فوقتاً نئے گرفتار ہونے والے افراد کو بھی لایا جاتا رہا جن میں سے کسی کو ایک ہفتہ کسی کو مہینہ کے بعد کہیں اور منتقل کیا جاتا۔

اس ابتدائی تفتیش کے مرحلے میں قیدی کو مسلسل سات سے دس دن تک سارا سارا دن اور رات کھڑا رہنے پر مجبور کیا جاتا۔ پھر کبھی دن میں ایک گھنٹے یا کبھی کبھی سارا دن تفتیش اور تشدد کے عمل سے گزادنے کے لیے دوسری جگہ لے جاتے اور کبھی وہی زیر زمین تہہ خانے میں لے جاتے۔ پنکھے کی

سہولت تو کمروں میں تھی ہی نہیں اور سردیوں میں بھی ٹھنڈے فرش پر ساری ساری رات کھڑا رکھا جاتا۔ کچھ عرصے تک کبھی کبھار کچھ عجیب قسم کے شور شرابے کی بھی آواز آتی تھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ تین قیدی ذہنی توازن کھو بیٹھے تھے جن کو اکثر اوقات مارا پیٹا جاتا۔ ان میں سے ایک قیدی کی حالت تو یہ تھی کہ بستر پر ہی پیشاب وغیرہ کر دیتا۔ کبھی کپڑے اتار کر برہنہ ہو جاتا کبھی رات کو ڈر جاتا۔ ایسی حالت میں بھی چھ مہینے انھیں اسی طرح رکھا گیا۔

ایک قیدی جو چند ماہ سے وہاں قید تھا اس نے بتایا کہ اس کا تعلق پنجاب کے ایک دیہی علاقے سے تھا اور وہ سافٹ ویئر انجینئر تھا۔ اس نے بتایا کہ ''اپنے پیشہ ورانہ کام کی وجہ سے اس کی ملاقات کینٹ میں موجود افسروں سے ہوئی۔ کسی زمانے میں فوج میں کمیشنڈ آفیسر بھرتی ہونے کا شوق تھا جو پورا نہیں ہوا لیکن اس کی خلش باقی تھی۔ اب فوجیوں سے ملاقات اچھی لگتی میں ان سے روابط بڑھانے کے لیے ان کے اکثر کام بغیر کسی چارجز کے ہی کر دیا جاتا جس کے باعث میری دوستیاں کینٹ میں موجود کئی افسران سے ہو گئیں اور اکثر افسران کے گھروں پر بھی ملاقات کرتا لیکن اس بات سے بے خبر تھا کہ میری نگرانی ہو رہی ہے۔ بالآخر ایک دن اسی طرح ایک افسر سے ملاقات کے بعد خفیہ ایجنسی کے اہل کاروں نے اٹھالیا۔ اب تفتیش شروع کی گئی کہ وہ کیسے ان افسران کا دوست بن گیا۔ چند دنوں بعد تفتیش کا اصل مدعا سامنے آیا کہ مجھے وہ لوگ انڈیا کا جاسوس سمجھ رہے ہیں۔ اول تو مجھے یقین نہیں آیا کہ وہ ایسا احمقانہ الزام لگا سکتے ہیں لیکن جب انہوں نے تشدد اور مار پیٹ شروع کی تو پھر اندازہ ہوا''۔ اس قیدی کو بالآخر چھ ماہ بعد چھوڑ دیا گیا''۔

اندازہ لگائیے ایک طرف فوجی ڈاکٹرائن تبدیل کی جاتی ہے اور بھارت کو اپنے دشمنوں کی فہرست سے نکال دیا جاتا ہے جب کہ دوسری طرف اپنے افسروں اور جوانوں کو اس بھروسے کے قابل بھی نہیں سمجھتے کہ وہ انڈیا کے ہاتھوں نہیں بکیں گے۔ چلیں افسران کی اس قسم کی ملاقاتیں اگر واقعی نظر رکھنے کے قابل ہیں تو یہ بھی دیکھ لیجیے کہ آپ کے کون کون سے افسران 'امریکیوں سے براہ راست رابطے میں رہتے ہیں، ان کو ذاتی حیثیت میں ایسی معلومات فراہم کرتے ہیں جو پاکستانی افواج کی طرف سے نہیں فراہم کی جاتیں۔ کئی سالوں سے قید ایک قیدی ایسا بھی تھا جس کا تعلق نہ ہی کسی عسکری تنظیم سے تھا نہ ہی اس پر کسی قسم کے جرم سرزد ہونے کا الزام تھا۔ اس کا قصور صرف یہ تھا کہ اپنے علاقے کے سردار سے اس کا کسی بات پر تنازعہ تھا اور اس سردار کی شکایت پر اسے خفیہ اہل کاروں نے وہاں قید رکھا ہوا تھا۔ خاکی حمایت یافتہ جاگیرداروں اور سرداروں وڈیروں کا عوام پر ظالمانہ تسلط مضبوط کرنے کے لیے یہ فوج اس سے بہتر اور کیا لائحہ عمل اختیار کر سکتی ہے۔

ہمیں اس عقوبت خانے میں تقریباً تین ماہ رکھنے کے بعد پہلی دفعہ نام نہاد فوجی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا جس میں عائد کردہ الزامات کے اعترافات پر زور ڈالتے رہے۔ یہاں پیش کرنے سے پہلے ایک سرد کمرے میں صبح سے شام تک منہ پر کپڑا چڑھا کر اور ہتھکڑیاں پیچھے کی سمت باندھ کر ایک سٹول پر اس طرح بٹھایا گیا کہ کسی قسم کی حرکت کی اجازت نہ تھی۔ شام تک جسم سُن ہو چکا تھا اور اعصاب جواب دے چکے تھے۔ اس ترتیب کا مقصد پیشی سے پہلے رعب زدہ کرنا تھا لیکن الحمد للہ ایسا نہیں ہوا! اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت تھی کہ جب فوجی افسر کے سامنے پیش کیا گیا تو نہ کسی قسم کا خوف تھا نہ کوئی رعب بلکہ افسر سے بحث مباحثوں میں کھل کر ان پر تنقید کی۔

اسی طرح کی ایک پیشی کے دوران میں جب پیشی سے پہلے کمرہ عدالت سے متصل کسی جگہ پر انتظار کروایا جا رہا تھا تو ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ ایک سپاہی کمرے میں موجود باتھ روم سے واپس باہر نکل رہا تھا کہ کسی افسر نے دیکھ لیا اور اس بات پر کہ یہ باتھ روم افسروں کے استعمال کا ہے اور سپاہیوں کے لیے دوسرا باتھ روم تھا اس بات پر کافی دیر تک اس سپاہی پر غصہ نکالتا رہا اور اُسے خوب ذلیل کیا۔ جیل میں نگرانی پر مامور اہل کار ہفتہ دس دن یا مہینے کے بعد تبدیل ہو جاتے تھے۔ ایک ساتھی قیدی کا کہنا تھا کہ ان کی اصل ڈیوٹیاں بازاروں میں اور مختلف جگہوں پر جاسوسی کرنا ہوتا ہے اور یہاں ڈیوٹی پر انہیں کبھی کبھار بلا لیا جاتا ہے۔

اس عقوبت خانے میں جہاں ایک طرف مجھے پاکستانی افواج میں بھرتی ہونے والے سپاہیوں اور خفیہ اہل کاروں کی نفسیات اور فوجی تربیت اور شخصیت کو قریب سے جاننے کا موقع ملا وہاں اپنی سابقہ زندگی کے گزرے ایام واقعات، اپنے معمولات پر نظر ثانی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا بھی بھرپور موقع میسر آیا۔ فجر سے عشاء تک کا بیشتر حصہ تلاوت میں گزرتا تھا۔ خواب (مبشرات کی صورت میں) بھی بہت کثرت سے آتے یہاں تک کہ جب کئی دن خواب نہ آتے تو میں سمجھ جاتا کہ معمولات میں کمی ہے کچھ اور محنت کرنی چاہیے۔

فوجی عدالت منتقل ہونے سے کچھ عرصہ پہلے ایک بزرگ نے ایک وظیفے کا بتایا جس میں ایک خاص ترتیب کے تحت ایک ہفتے میں قرآن مجید ختم کرنا ہوتا ہے۔ اس وظیفے کے دوران معنی خیز اچھے خوابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ بات ذہن میں تھی لہٰذا اس عقوبت خانے میں ملنے والی فراغت کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ بہت کثرت سے خوابوں میں فوت شدہ ان تمام افراد کو دیکھتا جن کے ایصال ثواب کے لیے اکثر قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا۔ کمرے کی دیواریں سابقہ قیدیوں کی طرف سے کھرچی گئی تحریروں، فوج کے خلاف بددعاؤں اور

نعروں سے پُر تھیں۔ آخری دنوں میں کچھ شوق ہوا کہ ہمیں بھی کچھ لکھنا چاہیے لہٰذا کچھ دن بعد کہیں سے جیسے ہی ایک کیل ہاتھ آئی تو دیواروں کے بچے کھچے حصے کو ہم نے صبر کی تلقین اور ایمان ویقین کی چند باتوں کے علاوہ کتابوں کے نام، فیس بک کے جہادی صفحات کے نام اور جہاد کے متعلق دستاویزی ویڈیوز کے ناموں سے بھر دیا۔ باوجود اس کے کہ ہم تمام قیدیوں کو جنہیں سول جیل سے یہاں لایا گیا تھا، معلوم تھا کہ ہمیں مقدمے کے فیصلے کے بعد واپس سول جیلوں کے حوالے کیا جائے گا اس امید کے باوجود وہاں گزرے ایام زندگی کے سخت ترین دن تھے۔

ایک غیر ملکی مجاہد' جو وہاں آخری دنوں میں کافی دلبرداشتہ تھے' نے ایک روز فجر کے بعد خوش گوار موڈ میں اپنے گزشتہ رات کے خواب کے بارے میں بتایا کہ انہیں پاکستانی حکومت نے ان کے ملک کے حوالے کیا ہے جہاں امریکی ان سے تفتیش کر رہے تھے۔ وہ مجاہد کہنے لگے کہ میں خواب میں بھی خوش تھا اور ابھی بھی اس خواب کے سچا ہو جانے کے لیے پرامید ہوں کہ کم از کم اس قید سے نجات مل جائے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس قید میں گزرے ایام نے میری شخصیت کو تبدیل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام مجاہدین اسلام پر گزرنے والے اس ظلم و ستم کا خاتمہ فرمائے جو سالہا سال سے ان عقوبت خانوں میں قید ہیں، آمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: زمینوں پر فوجی قبضہ مافیا کے ناموں کی ایک فہرست

☆میجر جنرل عبدالرزاق: چک P/250

☆میجر جنرل محمد مشتاق: چک P/54

☆میجر جنرل محمد رضا: چک P/54

☆میجر جنرل رفیع اللہ (سابقہ آئی بی چیف)

☆میجر جنرل ظفر مہدی

☆ بریگیڈیئر محمد سرفراز: چک P/55

☆ بریگیڈیئر محمد جمیل قدرت وارثی IL/104

☆ بریگیڈیئر ممتاز: چک IL/104

☆ بریگیڈیئر رشید: چک 126

☆ بریگیڈیئر علی اکبر: چک P/54

☆ بریگیڈیئر گل عالم خان: چک P/46

☆ بریگیڈیئر محمد بشیر باز: چک 256

☆ بریگیڈیئر سعید عبدالخالق: چک L/1291

☆ بریگیڈیئر اشرف خان آفریدی: چک P/49

☆ بریگیڈیئر غضنفر اعظم: چک 105

☆ بریگیڈیئر جاوید مالک: چک P/46

☆ بریگیڈیئر غلام عباس: چک P/46

☆ بریگیڈیئر افتخار: چک P/46

☆ بریگیڈیئر شاہد نعیم: چک P/46

☆ بریگیڈیئر ضیاء اللہ: چک IL/119

☆ بریگیڈیئر صادق خان: چک P/54

☆ بریگیڈیئر مسعود بشیر: چک P/54

☆ بریگیڈیئر پرویز اختر خان (سلیم خان کا بیٹا): چک P/54

☆کرنل شوکت حیات: چک IL/123

☆کرنل صفدر حسین: چک P/250

☆کرنل محمد طارق خان: P/256

☆کرنل بہادر نواز: P/256

☆لیفٹیننٹ کرنل احمد یار خان: چک 46/44

☆لیفٹیننٹ کرنل عبدالرحیم خان: چک P/93

☆لیفٹیننٹ کرنل ارشد پرویز خان: چک P/93

☆ان آفیسرز کے علاوہ پچاس حوالدار؛ نائب کلرکس، کلرکس، نائکس، اعزازی کیپٹن، صوبیدار، صوبیدار میجرز کو بھی بڑی تعداد میں بہاولپور اور چولستان میں زمینیں الاٹ کی گئیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

"آپ یا ہمارے ساتھ ہیں یا ہمارے مخالف؛ آپ کو ایک انتخاب کرنا ہے۔ آپ باڑ کے دونوں جانب کھڑے نہیں ہو سکتے؛ اب آپ کو ایک طرف اختیار کرنی ہے۔ آج سے دس سال قبل یہ ممکن تھا کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ پر خطبہ دیتے اور اس کے بعد رات کا کھانا بادشاہ کے ہمراہ تناول کرتے۔ لیکن اب آپ دونوں کردار اکٹھے ادا نہیں کر سکتے؛ آپ کو اب یہ واضح کرنا ہے کہ آپ کس کے ساتھ ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابتلا اس وقت تک جاری رہے گا حتیٰ کہ دونوں گروہ قطعی طور پر علیحدہ ہو جائیں گے؛ ایک گروہ جس میں ایمان ہوگا اور نفاق نہیں ہوگا اور ایک گروہ جس میں کفر ہوگا اور ایمان نہیں ہوگا"۔

شیخ انور العولقی شہید رحمہ اللہ

پاکستانی افواج کے جانب سے غیور مسلمانوں پر تشدد کی چند جھلکیاں

محب اللہ خاصخیلی

اس وقت پنجاب، اسلام آباد، سکھر، لاہور، بلوچستان، اور پشاور کی خفیہ جیلوں میں لاتعداد اہل ایمان قید ہیں جو نظریاتی اعتبار سے سنی کلمہ گو مسلمان اور دین اسلام کی شرعی پابندی کرتے ہیں۔ میں خود بھی ۱۸ ماہ خفیہ ایجنسی کی جیل کاٹ چکا ہوں۔ جن لوگوں کے رگ و پے میں پاکستانی فوج اور خفیہ ایجنسیوں کی ''محبت'' رچی بسی ہوئی ہے اُنہیں چاہیے کہ ان خفیہ عقوبت خانوں کے احوال سے آگہی حاصل کریں اور دیکھیں کہ امت مسلمہ کی خواتین، ضعفا، اطفال اور ابطال ان عقوبت خانوں میں کس حال میں ہیں...ان مظلومین پر تشدد کی ان گنت طریقے آزمائے جاتے ہیں، فحش گالیوں اور مغلظات کی بھرمار رہتی ہے۔ معمر اور بزرگ حضرات کو ڈاڑھی سے پکڑ کر گھسیٹا جاتا ہے۔ قران کی آیات پر طنز کر کر کے گالیاں دی جاتی ہے۔ برہنہ کر کے نازک اعضا کو خاص طور پر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ 220 وولٹ کے کرنٹ سے جھٹکے دیے جاتے ہیں۔ گرم اور کھولتے ہوئے پانی کے برتنوں میں ڈال کر تعذیب کے عمل سے گزارا جاتا ہے۔ لوہے کے تھالوں میں کرنٹ چھوڑنے کے بعد اُن میں قضائے حاجت پر مجبور کیا جاتا ہے۔ نازک اعضا پر بھاری وزن باندھ کر گھنٹوں تک لٹکایا جاتا ہے۔ ہمارے برابر والے سیل میں ایک بزرگ عالم دین کو لایا گیا جو کہ ایک مسجد میں پیش امام بھی تھے، وہ عالم دین دعا مانگ رہے تھے کہ اسی دوران میں ایک فوجی اہل کار نے آکر اُن کے چہرے پر پیشاب کیا اور کہا ''یہ لو اللہ کی رحمت!''۔

ان عقوبت خانوں میں فوج کے اہل کار سنی خواتین کی عزت لوٹتے ہیں۔ ان کو برہنہ کر کے اُن کے جسموں پر گرم پانی ڈالا جاتا ہے، ان کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے۔ اور گھنٹوں گھنٹوں دھوپ میں کھڑا رکھ کر فحش حرکات کی جاتی ہیں، کئی خواتین سے اجتماعی زیادتی کی جاتی ہے۔ ایک بھائی نے بتایا کہ اس کے گھر چھاپے کے دوران 'اس کے سامنے اس کی اہلیہ کی بے حرمتی کی گئی اور بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے ہماری اُس بہن کو لے گئے۔

ایک مفتی صاحب تھے، اُن کے ہاتھ اور پیر میں کڑی (ہتھ کڑی) باندھی گئی۔ کڑی سے ہاتھ پیر کٹ کر خون رسنے لگا تو اُنہوں نے کڑی کو ڈھیلا کرنے کا کہا تاکہ تکلیف میں کچھ کمی ہو، اس کے جواب میں بدبخت ہل کار کہنے لگے کہ ''دلہن کو پہلی رات بہت تکلیف ہوتی ہے باقی رات مزے کرتی ہے۔ تجھے ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا ہے اس لیے اوئی اوئی کر رہا ہے''۔ یہ ان ملعون اہل کاروں کے الفاظ تھے۔

اگر کوئی خاتون خفیہ عقوبت خانوں میں آجائے تو سب خوشی سے بغلیں بجاتے ہیں کہ ''نیا مال آگیا''...یہ الفاظ اور جملے ہم نے کئی بار اپنے کانوں سے سنے!

ایک بھائی کافی کمزور تھے اور ادھیڑ عمر بھی تھے۔ ایک فوجی اہل کار نے اُن سے عمل قوم لوط کرنے کی کوشش کی جس پر اُنہوں نے اس فوجی کو مارا اور شور مچایا۔ جس کے بعد افسر آیا اور اس قیدی بھائی اور سنتری کو باہر لے گیا...جب وہ بھائی واپس آئے تو بے جان اور نڈھال تھے، بتانے لگے کہ افسروں نے مل کر مجھے مارا اور نے اس قید اور سنتری کو باہر لے گئے۔ جب قیدی اندر واپس آیا تو کہتا ہے۔ افسروں نے مل کر مجھے بے تحاشا مارا پیٹا، مبرز میں لکڑیاں ڈال کر تشدد کرتے رہے اور مجھے برہنہ دھوپ میں کھڑا رکھا۔

ایسے بہت سے واقعات ہے جس کو بیان کرنا میرے لے بہت مشکل ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہے کہ ''پاک'' فوج دراصل کتنی پاک ہے! اور اس کا ذہن کتنا پاک ہے۔ میں پوری پاکستانی عوام سے اپیل کرتا ہوں اس بدبخت فوج سے اپنی آپ کو آزاد کرائیں ورنہ ایک دن یہ تمہارے گھر میں گھس کر تمہاری اولاد ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی (بنگال اور مالاکنڈ ڈویژن کی طرح) عصمت دری کریں گے اور تم کچھ نہیں کر سکوں گے

ایک بھائی پر تشدد کے دوران اللہ کی مدد:

یہ بھائی اسلام آباد سے کراچی لائے گئے تھے اور غالباً انہیں کراچی سے گرفتار کیا تھا۔ بقول بھائی کے ''مجھ پر ایک بار بہت سختی کی گئی اور شدید مار پیٹ ہونے لگی، میں تکلیف کی شدت سے چیخ رہا تھا کہ اچانک مجھ سے ان کی مار پیٹ کا اثر زائل ہونا شروع ہو گیا۔ تشدد کرنے والے اہل کار جسیم اور طاقت ور تھے اور اپنی پوری طاقت آزما کر میرے جسم پر ضربیں لگا رہے تھے لیکن مجھے تکلیف نہ ہونے کے برابر رہ گئی۔ پاکستانی فوجی خود پریشان ہو کر پوچھنے لگے کہ تو کس مٹی کا بنا ہوا ہے؟ میں نے اُن سے کہا کہ اب تمہاری مار کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو رہا کیوں کہ میرے ساتھ اللہ ہے اور میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ تم لوگ کافر اور مرتد ہو جہنم میں جانے والے ہو اور میں جنت میں جانے والا ہوں۔ ایک دن تم لوگ پچھتاؤ گے اور میں اس دن خوشیاں مناؤں گا''۔

بے شک اللہ کی مدد نصرت کے آگے اقوام عالم کی مظالم کچھ نہیں ہی کہ یہ سب کے سب فنا ہونے والی ہیں! اور قائم رہے گا تو صرف اللہ اور اس کا دین!

جیل میں ایک بھائی کے بیٹے کی ولادت کی خبر اور اس بھائی کا اپنے بیٹے کے بارے میں خواب:

اس بھائی کو ''عبداللہ'' کے رمزی نام سے پکارا جاتا تھا۔ بھائی عبدللہ بھی قریب ۱۸ ماہ قید رہے جس میں ایک سال پنجاب میں اور ۷ ماہ اسلام آباد میں جب کہ ایک ماہ کراچی میں رہے۔ جب بھائی کراچی جیل لائے گئے تو وہاں ان کے ایک اور قریبی اور دوست بھی گرفتار کر کے لائے گئے تھے۔ اس بھائی کو وزیرستان کے علاقے سے گرفتار کیا تھا، جب کہ بھائی عبداللہ کو کراچی سے۔ گرفتاری سے چند ہفتے قبل ہی ان کی شادی ہوئی تھی اور کوئی اولاد نہیں تھی کہ گرفتار ہو گئے۔ عبداللہ بھائی جب کراچی جیل پہنچے اور انہوں نے اپنا تعارف کروایا تو اُن کو جاننے والے ساتھی نے اُنہیں اُن کے بیٹے کی پیدائش کی خوش خبری

سنائی۔اس خوش خبری کو سننے سے قبل ہی بھائی عبداللہ نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو گود میں لیے ہوئے ہیں اور قرآن مجید کی یہ آیات مبارکہ سنا رہے ہیں:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍO اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ O وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ O لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (الحجر: ۴۵۔۴۸)

"جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔(ان کو کہا جائے گا کہ)ان میں سلامتی (اور خاطر جمع) سے داخل ہو جاؤ۔اور ان کے دلوں میں جو کدورت ہو گی اس کو ہم نکال (کر صاف کر) دیں گے (گویا) بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہیں۔نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے"۔

اس خواب کو دیکھنے کے بعد جیل میں موجود ایک پرانے ساتھی اور معمر بزرگ سے خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو اُنہوں نے فرمایا کہ "آپ کی طرح آپ کی اولاد بھی متقی نیک پرہیز گار اور جنتی ہو گی"۔ سبحان اللہ !!! مجاہد کی شان تو دیکھیں !اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی اس کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں !اس سے بڑھ کر بھی کوئی سعادت ہو سکتی ہے ؟؟؟

اس بھائی کے اس خواب کے بعد سب ساتھیوں نے ان کو مبارک بادی تھی اور ان سے اظہارِ خوشی اور دعا کی درخوست کی۔بے شک اللہ جیسے چاہیے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی نعمت عطا کر دیتا ہے۔اور یہی لوگ جنت کے حق دار ہیں۔

یہی عبداللہ بھائی ایک دن اچانک نماز فجر سے قبل کہنے لگے کہ میں نے خواب میں اپنی رہائی دیکھی ہے،میں نے حضور کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا،میں نے شیخ اسامہ بن لادنؒ کو دیکھا ہے۔جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم عبداللہ بھائی کے گرد جمع ہو گئے اور سب نے اصرار کیا کہ اپنا خواب بیان کریں...عبداللہ بھائی بتانے لگے کہ

"میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، شیخ اسامہ بن لادنؒ کے ساتھ آئے اور بہت سے افراد اُن کے ساتھ موجود تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے کہا:"عبداللہ ! جیل میں موجود ساتھیوں سے کہہ دو صبر تحمل کے ساتھ رہیں،ان شاءاللہ بہت جلد یہ فوج برباد ہونے والی ہے۔تمام ساتھی قید سے آزاد ہو جائیں گے بس صبر تحمل کے ساتھ رہیں"۔

اس خواب کے بعد ہم میں ایک عجیب خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ہم سب جیل میں بہت خوش تھے اور ایک دوسرے کو مبارک بادی دے رہے تھے۔۔ جیل میں کچھ ساتھوں نے خواب سنتا تھا نعرہ تکبیر اللہ اکبر لگانا شروع کر دیا۔

اس کے کچھ دن بعد بھائی عبداللہ کو جیل سے منتقل کر دیا گیا،جس کے بعد یہ بات مشہور ہو گئی کہ اُنہیں شہید کر دیا گیا ہے۔لیکن پھر ان کی رہائی کی خبر کی تصدیق ہو گئی جس پر تمام ساتھی بہت خوش ہوئے اور سب نے نماز شکرانہ بھی ادا کی۔

☆☆☆☆☆

جیل کی چڑیا

ہمارے ایک محترم مجاہد بھائی تقریباً تین سال کا عرصہ پاکستانی آئی ایس آئی کی جیل میں رہے۔آپ کے ساتھ کئی اور مجاہد ساتھی بھی قید تھے۔آئی ایس آئی کی جیل میں بعض ایسے نفسیاتی مظالم ڈھائے جاتے ہیں جس کی مثال گوانتاناموبے میں بھی موجود نہیں۔ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو گا کہ اس کو نماز جیسے رکنِ دین کے متعلق ستایا جائے۔ آئی آیس آئی کے اہل کار ہمارے ان مجاہد بھائیوں کو ایسے کمروں میں بند رکھتے تھے جہاں باہر کا حال بالکل معلوم نہیں ہوتا تھا۔ باہر کی دنیا اور ان کے مابین تعلق کا واحد ذریعہ ایک چھوٹا سا روشن دان تھا جس سے روشنی بھی صحیح سے نہ آتی تھی۔ باہر کی دنیا سے ایسی بے خبری کے باعث نماز کے اوقات کا پتا نہیں چلتا تھا اور آئی آیس آئی والے بھی ان کو وقت سے آگاہ نہیں کرتے تھے۔اس حال میں اپنی راہ میں قید،اپنے محبوب بندوں پر اللہ تعالیٰ نے عجیب انعام فرمایا۔

ہمارے یہ مجاہد بھائی بتاتے ہیں کہ جب بھی نماز کا وقت داخل ہوتا ایک چڑیا روشن دان میں آ بیٹھتی اور چہچہاتی۔اس کے چہچہانے سے ان ساتھیوں کو خبر ہو جاتی کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور یہ نماز ادا کر لیتے۔تمام نمازوں کے لیے یہ چڑیا ایک بار چہچہاتی اور لوٹ جاتی۔ مگر عصر کی نماز کے لیے چڑیا دو بار آتی۔ پہلی بار تب آتی،جب عصرِ شافعی کا وقت داخل ہوتا اور دوسری بار عصرِ حنفی کے وقت۔یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب کرشمہ تھا۔

ایک دن جیل میں موجود مجاہد بھائیوں کی کسی حنفی سلفی فروعی مسئلے پر بحث ہو گئی۔بس اس کے بعد وہ چڑیا نہ آئی۔اب ان ساتھیوں کو دخولِ وقت کا چڑیا کے چہچہانے سے پتا نہ چلتا، انہوں نے فروعی مسئلے پر جھگڑا جو کیا تھا۔ہمارے یہ بھائی کہتے ہیں کہ اس چڑیا کے جانے کا ہم ساتھیوں کو بہت دکھ ہوا کہ آخر ہم نے یہ بحث کی کیوں لیکن اب پچھتائے کیا ہوَت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت !

سبق: اس سچے واقعے سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہمیں فروعی اختلافات سے بچنا چاہیے،انہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کے مفہوم کے مطابق رحمت جاننا چاہیے۔ہمارے اختلافات و جھگڑے اللہ کی رحمت اور نصرت کے اٹھ جانے کا سبب ہیں اور آج ہم مسلمانوں کی اجتماعی حالت اللہ کی رحمت و نصرت کے بغیر بدلنا تو ناممکن ہے ہی، یہ ہماری اخروی کامیابی میں بھی عظیم رکاوٹ ہے !

☆☆☆☆☆

آل سعود کی قید میں موجود علمائے حق

محمد عمران علوی

سعود نے امت کے خلاف جن جرائم اور خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے اُن کی فہرست طویل اور دل دہلا دینے والی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ کے واضح اور دوٹوک حکم ''یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو'' سے صریح انحرف کرتے ہوئے ان مجرمین نے یہود و نصاریٰ کے لیے سرزمینِ عرب کو مسخر کر دیا، اس کے دروازے کفار پر کھول دیے اور اس مبارک سرزمین کے وسائل کو صلیبیوں صیہونیوں کے قدموں میں ڈھیر کر دینے جیسی خیانتیں ایسی ہیں کہ جن کے نتائج و عواقب جان کر ہر صاحبِ ایمان تڑپ کر رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جزیرۃ العرب پر قابض اس خائن ٹولے کے جرائم پر علمائے عرب میں سے جید اور معروف ہستیوں نے کھل کر نقد بھی کیا، آل سعود کے ان دین دشمن اقدامات کے خلاف فتاویٰ بھی جاری کیے اور مجاہدین کی نصرت کے حوالے سے بھی اپنا کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہزارہا حق گو علمائے کرام آل سعود کے قید خانوں اور تعذیب خانوں میں مقید ہیں، جہاں اُن پر دن رات ستم و جور کے تمام حربے آزمائے جاتے ہیں اور نت نئے طریقوں سے ظلم و عدوان کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ ان اہل عزیمت میں سے چند ایک علمائے عزام کی قید و بند کا مختصر احوال پیش خدمت ہے۔ [ادارہ]

۱۔ شیخ عبد العزیز الطریفی فک اللہ اسرہ:

انہوں نے ایک ٹوئٹ کیا کہ حکمران کفار کو خوش کرنے کے لیے اپنے دین کے بعض احکامات سے روگردانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کئی مہینوں سے جیل میں ہیں۔

۲۔ شیخ سلیمان العلوان فک اللہ اسرہ:

یہ مشہور ترین عالم دین علامہ فقیہ اور داعی ہیں ان کو اپریل ۲۰۰۴ء میں مجاہدین کی مدد کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا مگر ۲۰۱۲ء میں رہا کیا گیا پھر اکتوبر ۲۰۱۳ء میں دوبارہ کرپشن کا جھوٹ الزام لگا کر گرفتار کیا گیا، یہ قید تنہائی کاٹ رہے ہیں، پہلی قید کے دوران میں سال میں ایک بار بیوی کو ملاقات کی اجازت ملی۔ ان کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ان کے مضبوط ارادے کو توڑنے اور سرنڈر کرنے کی کوشش جاری ہے۔ ان کے ذرائع نے ان کے حوالے سے خبر دی ہے کہ ولی عہد محمد بن نائف نے شخصی طور پر لحاف اور تکیہ بھی واپس لینے اور ان کے ائر کنڈیشن کو زیادہ ٹھنڈا کرنے کا حکم دیا۔ آج کل شیخ العلوان فک اللہ اسرہ بغیر بستر کے زمین پر بغیر تکیے کے سوتے ہیں، اس لیے آپ کی صحت بہت خراب ہے۔

۳۔ شیخ خالد الراشد فک اللہ اسرہ:

شیخ خالد فک اللہ اسرہ مسجد نبوی کے امام تھے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے دفاع کی پکار لگائی اور صلیبی مغرب کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکوں پر تنقید کی تھی جس پر آل سعود نے انہیں گرفتار کیا اور ان کو بھی قید تنہائی اور سخت مشقت کا سامنا ہے۔

۴۔ شیخ سعود القحطانی فک اللہ اسرہ:

یہ جید عالم دین اور انجینئر ہیں، یہ ۱۹۹۱ء سے جیل میں ہیں، ان کی صحت بھی تباہ ہو چکی ہے۔ یہ سعودیہ میں سیاسی قیدی ہیں، اختلاف رائے پر ان کو قید تنہائی کا سامنا ہے۔

۵۔ شیخ ولید السنانی فک اللہ اسرہ:

ان کو سرزمین عرب میں امریکی مداخلت اور امریکہ کو اڈے دینے پر فتویٰ جاری کرنے کی وجہ سے ۱۹۹۴ء میں گرفتار کیا گیا اور آج بھی جیل میں ہیں۔ گزشتہ ۷ سال میں گھر والوں کو ایک بار ملاقات کی اجازت دی گئی۔

۶۔ شیخ علی الخضیر فک اللہ اسرہ:

یہ علما کے استاد ہیں، ان کو ۲۰۰۳ء میں شیخ ناصر الفہد فک اللہ اسرہ اور شیخ احمد الخالدی فک اللہ اسرہ کے ہمراہ گرفتار کیا گیا، سخت ترین جسمانی اور نفسیاتی تشدد کا نشانہ بنایا گیا، ڈنڈے سے مارا گیا، آگ سے جلایا گیا، بجلی کے جھٹکے اور پانی سے عذاب دیا گیا، ان کی داڑھی کے بال نوچے گئے مگر یہ شیخ ثابت قدم رہے۔

۷۔ شیخ ابراھیم السکران فک اللہ اسرہ:

ان کو گزشتہ سال مئی میں گرفتار کیا گیا ان پر آل سعود کی اسلام دشمن پالیسی سے اختلاف کا الزام ہے۔

۸۔ شیخ عبد الملک المقبل فک اللہ اسرہ:

یہ افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کے لیے آئے تھے۔ واپسی پر ان کو گرفتار کیا گیا تب سے جیل میں ہیں، بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور ''دہشت گرد'' ہونے کا اعتراف کرنے کی صورت میں رہائی دینے کا کہا گیا مگر انہوں نے اعتراف سے انکار کیا اس لیے آج بھی آل سعود کے عقوبت خانے میں ہیں۔

> ''اگرچہ جارحیت کے ابتدائی سالوں میں ہماری ذمہ داری صرف دشمن کے خلاف قتال اور مقابلہ کی تھی، لیکن اب چوں کہ افغانستان کے بیشتر رقبے پر ہمارا کنٹرول ہے۔ وہ وقت آن پہنچا ہے کہ پندرہ سالہ جہادی اہداف کا تحفظ کرتے ہوئے اس محنت کے ثمرات حاصل کریں''۔
>
> امیر المؤمنین شیخ الحدیث ہیبت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

شام:

گزشتہ ماہ مجاہدین کو احرار الشام اور جندالاقصیٰ کے درمیان لڑائی چھڑنے کی صورت میں ایک اور فتنے کا سامنا کرنا پڑا۔اس لڑائی کی وجہ سے جندالاقصیٰ میں موجود چند غالی عناصر کو بتایا گیا۔جب آپس میں جھڑپیں شروع ہوئیں تو دونوں اطراف سے فتنہ بھڑکانے والوں اور منافقین نے اپنی پوری کوشش کی کہ یہ لڑائی جاری رہے اور اس دوران تازہ ترین مفتوحہ علاقوں پر اسدی و ایرانی ملیشیات روسی بم باری کی مدد سے دوبارہ قابض ہو گئیں۔ جب جھڑپیں بڑھنے لگیں تو مجاہدینِ جبھۃ فتح الشام نے اپنے سیکڑوں مجاہدین، احرار الشام اور جند الاقصیٰ کے درمیان جاری لڑائی کو صلح میں بدلنے کی کوششوں میں مصروف کر دیے۔ جبھۃ فتح الشام کے قائدین اور شیوخ کی محنتوں اور مخلص مجاہدین کی دعاؤں کے نتیجے میں اللہ جل شانہ نے اس شر سے خیر عطا فرمایا اور مجاہدینِ جندالاقصیٰ نے جبھۃ فتح الشام کی بیعت کر لی جس کے بعد آپسی جھڑپیں بھی بند ہو گئیں اور جندالاقصیٰ غالی عناصر سے بھی پاک ہو گئی...اور تعریف تو ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے۔

حلب کی آزادی عظیم جنگ کا آغاز:

۲۸ اکتوبر بروز جمعہ علی الصبح مجاہدینِ شام کے اتحاد جیش الفتح نے فری سیرین آرمی کے مشترکہ فتح حلب آپریشن روم کے ساتھ مل کر حلب کا محاصرہ توڑنے کے لیے حلب کی عظیم لڑائی کا آغاز کر دیا جسے جیش الفتح کی جانب سے غزوہ ابو عمر سراقب شہیدؒ کا نام دیا گیا۔ شہید ابو عمر سراقبؒ حلب میں جیش الفتح کی جانب سے مرکزی عسکری رہ نما تھے جن کی سربراہی میں پہلی بار حلب کا محاصرہ توڑا گیا تھا۔ابو عمر سراقبؒ چند اور مجاہدین ساتھیوں کے ہمراہ جیش الفتح کے عسکری آپریشن کے مرکز میں امریکی بم باری کا نشانہ بن کر شہید ہو گئے، تقبلھم اللہ۔ آپ جیش الفتح کے عسکری قائد ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی طور پر جبھۃ فتح الشام (سابقہ جبھۃ النصرہ) سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۸ اکتوبر کی صبح پو پھٹتے ہی مجاہدین نے حلب کے ائیر بیس اور دوسرے اسدی عسکری مواقع پر ۱۰۰ سے زائد گراڈ میزائلوں کی بارش کے ساتھ ہی حملے کا آغاز کر دیا۔ حلب کی عظیم لڑائی یعنی ملحمہ حلب الکبریٰ کے پہلے حصے میں ضاحیۃ الاسد کے علاقے و منیان گاؤں اور اس کے گردونواح میں موجود عسکری مواقع، چیک پوسٹس اور رکاوٹوں کو نشانہ بنایا گیا، اور سب سے پہلے جبھہ فتح الشام کے فدائی مجاہدین نے ضاحیۃ الاسد میں اسدی عسکری مواقع پر بارود بھری گاڑیوں (بارود سے بھرے بکتر بند و ٹینک) سے فدائی حملے کیے جس کے بعد سیکڑوں انغماسی مجاہدین اسدی فرنٹ لائن کو توڑتے ہوئے مذکورہ علاقوں میں داخل ہو گئے۔ جمعۃ المبارک کو ہونے والے کامیاب عسکری حملے میں اگلے دن تک مجاہدین نے ''ضاحیۃ الاسد'' نامی اہم علاقے پر قبضہ کر لیا تھے جس کے ساتھ ساتھ حاجز الصورہ، معمل الکرتون (کارٹن فیکٹری)، حاجز المستودع، مناشر منیان اور منیان کے مکمل گاؤں (قریہ منیان) پر مکمل قبضہ کر لیا تھا جس میں ابتدائی طور پر ۱۰۰ کے لگ بھگ اسدی و ایرانی فوجی اہلکار و ملیشیا عناصر ہلاک ہو چکے تھے۔اسدی و ایرانی ملیشیات کا ایک ٹینک، ۲ بی ایم پی بکتر بند گاڑیاں، ۴ میزائیل لانچر، ایک ۲۳ ملی میتر قطر کی اینٹی ائیر کرافٹ گن تباہ کی گئی اور ۳ ٹینک، ۲ بکتر بند فوجی گاڑیاں، ۸ مزید عسکری گاڑیاں اور ایک میزائیل لانچر مجاہدین کو غنیمت میں حاصل ہوا۔ ۳۱ اکتوبر تک رافضی ملیشیات کی ہلاکتوں کی تعداد ۲۰۰ تک پہنچ چکی تھی اور اس کے بعد دوسرے مرحلے کے آغاز میں بھی اتنے ہی فوجی اہلکار مردار اور کئی زخمی ہو چکے ہیں۔

برما:

جہادی عملیات کی ابتدا:

الحمدللہ، صد شکر کہ ایک اور اسلامی مقبوضہ علاقے اراکان، برما میں بھی جہاد کی مبارک صدائیں گونج رہی ہیں، اکتوبر کے پہلے ہفتے میں برما کی بارڈر پوسٹ پر اراکانی مجاہدین کی تنظیم ''حرکت الیقین'' کے ایک حملے میں ۹ بارڈر پوسٹ سیکورٹی اہلکاروں سمیت ۱۵ افراد ہلاک ہو گئے تھے جب کہ ۱۲ اکتوبر کو اراکان میں فوجی قافلے پر حملے میں ۴ فوجی اہلکار ہلاک متعدد زخمی ہو گئے۔ان حملوں کے علاوہ مزید بھی چھوٹے بڑے حملوں کی اطلاعات آئی ہیں مگر ان کی مکمل تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔ نوجوان بڑی تعداد میں اس جہادی تحریک میں حصہ لے رہے ہیں اور عام اور ہلکے ہتھیاروں کے ساتھ لیس ہو کر دشمنانِ اسلام کے خلاف قتال جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ برما میں ایک معروف جہادی کارروائی سال ڈیڑھ سال قبل بھی کی گئی تھی جس میں شدت پسند بدھ بھکشوؤں سمیت ۴۰ کے قریب فوجی اہلکار ہلاک ہو گئے تھے۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اراکانی (برمی) مسلمان بھائیوں کی مدد و نصرت فرمائیں، آمین

بلاد الرافدین عراق:

۱۶ اکتوبر کو عراقی وزیر اعظم حیدر العبادی نے موصل کو داعش کے قبضے سے چھڑانے کا اعلان کیا جس کے بعد موصل کے گردونواح میں صلیبی اتحاد نے بم باری شروع کر دی۔ ۱۷ اکتوبر کو کرد پیشمرگہ جنگ جوؤں نے بھی حملے کا آغاز کر دیا۔اس حملے میں صلیبی رافضی اتحاد کے ۵۴۰۰۰ سے زائد عراقی فوجی، ۴۰۰۰۰ سے زائد کرد پیشمرگہ، ۵۰۰۰ کے قریب عیسائی ملیشیات اور ہزاروں شیعہ ملیشیات کے اہلکار بھی حصہ لے رہے ہیں جن کی کل تعداد ایک لاکھ سے زائد بنتی ہے۔ صرف ۴ نومبر کو جب لڑائی موصل شہر کے قریب پہنچ گئی تو ایک روز میں ۱۸۰۰۰ اہلِ سنت کو اس جنگ کی وجہ سے گھروں سے بے گھر ہونا پڑا۔ ہزاروں پہلے سے بے دخل ہو چکے ہیں اور بجائے کیمپوں میں رہنے کے، کھلے آسمان میں سردی کی

شدت کا مقابلہ کرنے کے لیے گڑھے کھود کر ان پر عام کپڑے ڈال کر پناہ لیے ہوئے ہیں۔

مزید برآں یہ کہ عراقی شیعہ ملیشیات بھی حسبِ سابق اہلِ سنت پر تشدد، قتل اور دوسرے مظالم ڈھانے میں پیچھے نہیں ہیں۔ عراقی افواج بھی بے گھر ہونے والے اہلِ سنت عوام کو رشوت اور دوسرے بہانوں سے تنگ کرنے میں مصروف ہیں۔ سنی خواتین کو تلاشی کے بہانے بے نقاب کیا جا رہا ہے اور نوجوانوں کو جلا ڈالنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور کچھ حد تک عمل درآمد بھی شروع ہو گیا ہے۔ بڑی تعداد میں عراقی مہاجرین، شامی سرحد پر موجود ہیں جنہیں سائیکس پیکو معاہدوں کے قائل طاغوتی فوجی آگے جانے سے روک رہے ہیں۔

ہم اس بات کو بھی واضح کرتے چلیں کہ داعش کا غلو اور مجاہدین و مسلمین سے ان کی مخالفت اور دشمنی کے باوجود آج اہلِ سنت کو صلیبی صفوی اتحاد کے مقابلے میں جن آزمائشوں کا سامنا ہے اس کے مقابلے میں داعش کی سختیاں اور مظالم اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہیں، اس لیے صفوی صلیبی دشمن کے خلاف اہلِ سنت کی کسی بھی قوت کی مزاحمت کو ہم اہلِ سنت کے وسیع تر مفاد میں سمجھتے ہیں۔

عراقی اہل السنہ پر جارحیت کے اس پروگرام میں خطے کی تمام طاغوتی قوتیں متفق و متحد نظر آ رہی ہیں اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس آپریشن میں ترکی بھی حصہ لینا چاہتا ہے جس کے لیے امریکہ کی سربراہی میں معاملات طے ہو رہے ہیں۔ یہ جنگ جو یقیناً داعش کے خلاف نہیں بلکہ اصلاً عراق میں اہل السنہ کے خاتمے کے لیے ٹونی بلیئر و بش کی سربراہی میں صلیبی صہیونی اتحاد کی جانب سے شروع کی گئی جارحیت کا تسلسل ہے۔ اس جنگ کا مقصد داعش کا خاتمہ ہو یا نہ ہو لیکن اہل السنہ کو شیعہ ملیشیات کے رحم و کرم پر چھوڑنا ضرور اس منحوس حملے کا ماٹو ہے۔ اسی طاغوتی جارحیت سے خبردار کرتے ہوئے قائدِ جہاد دکتور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اپنے تازہ بیان ''اللہ اللہ فی العراق'' میں فرماتے ہیں:

> ''ان دنوں عراق میں اہلِ سنت کی مساجد، گاؤں اور شہر جلائے جا رہے ہیں اور ابراہیم البدری (ابو بکر بغدادی) کی جماعت کے بہانے اہلِ سنت پر تشدد کیا اور اُن کا قتلِ عام کیا جا رہا ہے۔ ان منظم کارروائیوں کا بنیادی ہدف اہلِ سنت کو عراق سے مٹانا ہے۔ یہ کارروائیاں صفوی ایران اور اس کے ماتحت عراقی حکومت بمعہ ان کی ملیشیات اور خطے میں موجود صفوی ایران کے لیے منصوبہ وضع کرنے والے زر پرستوں کی سربراہی میں کی جا رہی ہیں''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے عراقی اہل السنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر وہ لڑائی میں شہروں سے ہاتھ دھو بیٹھیں تو اس وجہ سے مزاحمت ترک نہ کریں بلکہ پہلے کی طرح طویل گوریلا لڑائی کے ذریعے اپنا نام بلند کریں اور تکفیر و غلو سے بچیں کہ جس نے امت کو ان سے دور کر دیا ہے۔ اسی طرح اہل السنہ کو اس کے مقابل امریکہ کی گود میں جا بیٹھنے والے طرزِ عمل سے بھی خبردار کیا۔

اس کے علاوہ شامی مجاہدی کو عراقی اہل السنہ کی مدد کے لیے ابھارنے کے بعد پوری دنیا کے اہلِ سنت کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ

> ''صفوی صلیبی کارروائیوں کے خلاف اہلِ سنت کا دفاع خود اہلِ سنت کے علاوہ اور کوئی بھی نہ کرے گا! چنانچہ تمام دنیا میں موجود اہلِ سنت کو ان دشمنوں کو روندنے کے لیے لازماً متحد ہونا چاہیے جو اہلِ سنت کا خاتمہ کرنے کی مہم میں شریک ہیں! اہلِ سنت کو عراق اور شام میں درپیش مسائل کو مقامی مسئلہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ تو تمام مسلمانوں کے لیے الم ناک صورت حال ہے!''

لڑائی اب موصل شہر تک پہنچ چکی ہے اور شہر میں داخل ہونے کی ابتدائی کوششوں کے دوران موصل شہر میں حملہ کرنے والی اینٹی ٹیررزم یونٹس کو شدید مزاحمت کی وجہ سے درجنوں بکتر بند گاڑیوں کے تباہ شدہ ڈھانچے چھوڑ کر موصل شہر سے واپس بھاگنا پڑا۔ صلیبی صفوی اتحاد کے ایک اہلکار نے بھی اپنے بیان میں موصل شہر کے قریب ہونے والے معرکوں کو شدید تر قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسے گھمسان کے معرکے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ اب تک موصل کی لڑائی میں ۱۰۰ سے زائد فدائی حملے رپورٹ کیے جا چکے ہیں اور اس لڑائی میں سیکڑوں عراقی، کرد و رافضی ملیشیا اہلکار ہلاک ہو چکے ہیں اور آگے آنے والے دنوں میں بھی موصل کی گلیوں اور سڑکوں پر شدید معرکوں کا راج رہے گا۔

تازہ ترین اطلاع آئی ہے کہ موصل شہر میں داخل ہونے کی کوششوں کے دوران ۴ سے ۶ نومبر یعنی صرف تین دنوں میں ۳۰۰ سے زائد عراقی فوجی اہلکار ہلاک اور ۵۰ سے زائد بکتر بند گاڑیوں کے تباہ ہو جانے کی وجہ سے موصل آپریشن کو عراقی عسکری حکام نے عارضی طور پر معطل کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں موصل شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش میں ایک دن سے زیادہ محصور ہونے والی عراقی افواج کے ساتھ اس لڑائی کو کور کرنے والے مغربی نیوز چینل ''سی این این'' کے ایک رپورٹر نے کہا کہ ''جو احوال ہمارے سامنے پیش آئے ان سے لگتا ہے موصل شہر کی لڑائی کئی ماہ چلے گی''۔

یمن:

انصار الشریعہ یمن کی گزشتہ ہجری سال ۱۴۳۷ھ کی کارروائیوں کی رپورٹ

گزشتہ سال کل ۲۹۰ مختلف قسم کی عملیات کی گئیں، جن کے اعداد و شمار ذیل میں دیے جا رہے ہیں۔

ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ حملے: ۱۱۳

میزائل حملے: ۳۷

دھاوا:۴۳

کمین:۲۳

سنائپر عملیات:۳۰

کار بم حملے:۱۶

ہدفی کاروائیاں:۱۶

گرنیڈ بم حملے:۷

انغماسی عملیات:۴

ترتیب وار ہر ماہ جو کاروائیاں رپورٹ ہوئیں ان کے مکمل اعداد و شمار:

۱۔ محرم:

بارودی سرنگ حملے:۱۳

کار بم حملے:۲

انغماسی کارروائیاں:۳

میزائل حملے:۱

کمین:۲

گرنیڈ بم حملے:۲

۲۔ صفر:

بارودی سرنگ حملے:۱۶

دھاوا:۴

سنائپر عملیات:۳

میزائل حملے:۳

کمین:۴

گرنیڈ بم حملے:۲

ہدفی کارروائی:۳

۳۔ ربیع الاول:

بارودی سرنگ حملے:۲۳

دھاوا:۶

سنائپر عملیات:۶

کار بم حملے:۱

کمین:۱

ہدفی کارروائی:۴

۴۔ ربیع الثانی:

بارودی سرنگ حملے:۱۴

دھاوا:۵

سنائپر عملیات:۱

میزائل حملے:۷

کار بم حملے:۱

کمین:۲

گرنیڈ بم حملے:۳

ہدفی کارروائی:۴

۵۔ جمادی الاول:

بارودی سرنگ حملے:۳

دھاوا:۱۰

سنائپر عملیات:۶

میزائیل حملے:۷

کمین:۲

ہدفی کارروائی:۱

۶۔ جمادی الثانی:

بارودی سرنگ حملے:۸

دھاوا:۴

سنائپر عملیات:۲

میزائل حملے:۱

کمین:۲

۷۔ رجب:

بارودی سرنگ حملے:۳

دھاوا:۲

سنائپر عملیات:۲

کار بم حملے:۱

۸۔ شعبان:

بارودی سرنگ حملے:۱

سنائپر عملیات:۱

کار بم حملے:۱

۹۔ رمضان:

بارودی سرنگ حملے:۱۰

دھاوا:۲

سنائپر عملیات:۳

میزائل حملے:۴

کار بم حملے:۱

کمین:۳

۱۰۔ شوال:

بارودی سرنگ حملے:۷

دھاوا:۲

سنائپر عملیات:۲

میزائل حملے:۶

کار بم حملے:۶

کمین:۲

انغماسی عملیات:۱

ہدفی کارروائی:۱

۱۱۔ ذی القعدہ:

بارودی سرنگ حملے:۷

دھاوا:۳

سنائپر عملیات:۳

میزائل حملے:۷

کار بم حملے:۲

کمین:۴

ہدفی کارروائی:۲

۱۲۔ ذی الحجہ:

بارودی سرنگ حملے:۸

دھاوا:۵

سنائپر عملیات:۱

میزائل حملے:۱

کار بم حملے:۱

کمین:۲

ہدفی کارروائی:۱

لیبیا:

بن غازی میں مجلس شوریٰ بن غازی کے مجاہدین، حفتر کی طاغوتی افواج کے خلاف مسلسل استقامت کے ساتھ برسرِپیکار ہیں۔اس لڑائی میں مصر کے ساتھ ساتھ متحدہ عرب امارات لیبیا میں امریکی و فرانسیسی کٹھ پتلی حفتر کی افواج کو مکمل سپورٹ کر رہا ہے۔ مجاہدین کے خلاف جاری فضائی آپریشنز میں متحدہ عرب امارات کی فضائیہ بھی حصہ لے رہی ہے۔ مجلس شوریٰ بن غازی کے مجاہدین کی جانب سے اس لڑائی کی تفصیلات فراہم نہیں ہو سکیں مگر آمنے سامنے کی لڑائی وقفے وقفے سے جاری ہے جس میں مجاہدین کی جانب سے سنائپر عملیات مستقل بنیادوں پر جاری ہیں اور اس کے علاوہ اینٹی ٹینک میزائلوں اور دوسرے درمیانے اور بھاری اسلحے کی مدد سے بھی کاروائیاں کی جا رہی ہیں جن میں ہر ماہ حفتر کے دسیوں فوجی مردار ہو رہے ہیں۔

متحدہ عرب امارات اور لیبین فضائیہ کی جانب سے صرف بن غازی میں موجود عام آبادی پر اکتوبر کے مہینے میں ہونے والے فضائی حملوں کے اعداد و شمار مندرجہ ذیل ہیں؛

اکتوبر میں MQ -9 REAPER بغیر پائلٹ ڈرون طیارے کی مدد سے ۴۴ فضائی حملے رپورٹ ہوئے۔

Air-tractor AT-802 نامی طیارے کی مدد سے ۱۳ فضائی حملے اور مگ ۲۳ نامی جنگی جہاز کی مدد سے ۹ فضائی حملے کیے گئے۔اس کے علاوہ بغیر پائلٹ ہیلی کاپٹر ComCopter کی مدد سے ۱۲ فضائی حملے یعنی کل ملا کر ۷۸ حملے رپورٹ ہوئے جن میں کئی بچوں سمیت متعدد عام شہری شہید اور زخمی ہوئے جب کہ کئی گھروں اور عام املاک کے تباہ ہونے کے ساتھ ساتھ متعدد مساجد کو بھی نقصان پہنچا۔

اور اکتوبر سے پہلے جولائی، اگست اور ستمبر یعنی صرف تین ماہ میں بن غازی کی مسلم عوام پر طاغوتی فضائی اتحاد کی جانب سے ۱۰۳۳ فضائی حملے کیے گئے جن میں عام مسلمان شہریوں کے ہونے والے نقصانات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے اور یاد رہے کہ ان میں سے اکثر حملے نام نہاد مسلم ریاستوں مصر، متحدہ عرب امارات اور لیبیی طاغوت حفتر کی فضائی افواج کی جانب سے کیے گئے۔

مالی و مغربِ اسلامی:

اگیلوک میں اقوام متحدہ سے منسلک فورسز پر گولہ باری:

۲ محرم ۱۴۳۷ھ بمطابق ۳ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو اللہ کے فضل و کرم سے مجاہدین نے اگیلوک شہر میں اقوام متحدہ سے منسلک فوجیوں کے مرکز پر کئی مارٹر گولے داغے۔اس کے بعد چاڈ سے تعلق رکھنے والے مجرمین علاقے میں سرچ آپریشن کے لیے نکلے تو مجاہدین نے ان کی ایک گاڑی پر مائن پھاڑ دی۔ پھر جب وہ واپس اپنے مرکز کی طرف گئے تو مجاہدین نے مزید کئی مارٹر بھی ان پر فائر کیے۔

ان مبارک عملیات میں دشمن کے کئی سپاہی ہلاک وزخمی ہوگئے اوران کی دوگاڑیاں تباہ ہوگئیں جن میں ایک ایمبولنس بھی شامل ہے جبکہ ساتھ میں ان کا پاور جنریٹر بھی تباہ ہوگیا۔

مالی فوج پر مائن کارروائی:

۳ محرم ۱۴۳۷ھ بمطابق ۴ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو مجاہدین نے مالی فوج کی ایک گاڑی کو مائن سے اڑا دیا جس میں کم سے کم ۸ مالی فوجی سوار تھے۔ جس سے گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

ابیرہ کے قریب فرانسیسی صلیبیوں پر دو مائن حملے:

اتوار ۸ محرم ۱۴۳۸ھ بمطابق ۹ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو ابیرہ کے قریب مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد سے دو فرانسیسی صلیبی گاڑیوں کو مائنز کے ذریعے سے اڑادیا۔ دونوں میں چھ چھ سپاہی سوار تھے۔ ابتدائی اطلاع کے مطابق ان میں سے دو ہلاک ہوگئے جبکہ باقی زخمی، جن میں سے ۴ کی حالت نازک بتائی گئی۔

وادی اَمجبتن میں ایک فرانسیسی کار پر مائن کارروائی:

۱۲ محرم ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو امجاج بیس سے ۲۴ کلو میٹر مشرق کی جانب وادیٔ اَمجبتن میں مجاہدین نے اللہ کی مدد سے ایک فرانسیسی کار کو بارودی مواد سے اڑادیا۔

ابیرہ کے مغرب میں فرانسیسی گاڑی کی تباہی:

۲۵ محرم ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو بدھ کی رات ابیرہ کے مغرب میں پٹرولنگ کرنے والی ایک فرانسیسی گاڑی پر مجاہدین نے اللہ کی مدد سے مائن حملہ کیا۔ صبح کو فوجی قافلہ ایک گاڑی کو کھینچتے ہوئے اپنے بیرکس کی طرف لے جارہا تھا۔

کدال، فرانسیسی فوجیوں کی ہلاکت:

فرانس نے بھی ۴ نومبر کو مالی کے علاقے کدال میں مجاہدین کے ایک حملے میں اپنے ایک فوجی کی ہلاکت اور ۵ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی ہے۔

شہر پر قبضہ اور قیدی مجاہدین کی آزادی:

ابھی تازہ ترین خبر آئی ہے کہ آج بروز ے نومبر کو مالی کے ایک شہر بنامبا پر حملہ کرکے مجاہدین نے شہر کا کنٹرول سنبھال لیا اور اس دوران مرکزی جیل سے ۲۱ سے کے لگ بھگ قیدی مجاہدین کو چھڑوا کر واپس لے گئے ہیں، وللہ الحمد۔

صومالیہ:

یکم اکتوبر: ''جیلاکو'' نامی جیل کے قریب صومالی خفیہ ایجنسی کے اہلکاروں پر کار بم حملہ ہوا جس میں متعدد ہلاکتیں ہوئیں۔

مقدیشو کے دھار کینلے ضلع میں ایک صومالی حکومتی آفیسر ہدفی کارروائی میں مارا گیا۔

۳ اکتوبر: صومالیہ کے وسطی صوبے حیران میں ایل-علی نامی علاقے میں ایتھوپین فورسز کے فوجی بیس پر مجاہدینِ الشباب نے مارٹر گولوں سے شیلنگ کی جس میں جانی نقصانات کی اطلاعات ہیں۔

۴ اکتوبر: وسطی صومالیہ، حیران صوبہ کے بلادوین نامی شہر میں ''جبوتی'' کی صلیبی افواج کے فوجی بیس پر مجاہدین نے مارٹر سے شیلنگ کی۔ جانی نقصان کی اطلاع۔

۹ اکتوبر: مقدیشو، دارالحکومت میں ''جینالی'' ملٹری بیس پر مارٹرز گولے برسائے گئے۔ واضح رہے کہ یہ فوجی بیس صومالیہ میں غیر ملکی افواج کا سب سے بڑا فوجی اڈہ ہے۔

۱۰ اکتوبر: صوبہ حیران، وسطی صومالیہ میں عیل علی نامی علاقے میں ایتھوپین فورسز کے ملٹری بیس پر آتش وآہن کی بمباری کی گئی۔

۱۱ اکتوبر: وسطی صومالیہ: مجاہدینِ الشباب نے حیران صوبے کے سٹریٹیجک شہر ''عیل-علی'' قصبے پر اس وقت دوبارہ قبضہ کرلیا جب مجاہدین کے مسلسل حملوں کی وجہ سے ایتھوپین فورسز وہاں سے انخلا کرگئیں۔

۱۲ اکتوبر: وسطی صومالیہ، گلغدود صوبے میں ''محمود ھراب'' نامی قبیلے نے حرکت الشباب المجاہدین کی مکمل حمایت کا اعلان کردیا۔

جلیب شہر میں مجاہدینِ الشباب کی اسلامک کورٹ نے برطانیہ اور کینیا کی انٹیلی جینس ایجنسیوں کے لیے کام کرنے والے دو جاسوسوں کو قتل کردیا۔

۱۳ اکتوبر: عیل-برف: مجاہدینِ القاعدہ فی صومال (حرکت الشباب المجاہدین) نے عیل-برف قصبے میں صومالی افواج کی بیرک پر بم حملے کے بعد شدید حملہ کیا جس میں دسیوں فوجی مردار ہوگئے۔

بیدوا شہر کے مضافات میں مجاہدین کے ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ۷ حکومتی ملیشیا اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے جبکہ ایک فوجی گاڑی بھی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

۱۴ اکتوبر: افگوئے اور قوریولے نامی شہروں میں افریقن اور صومالی فورسز کے ملٹری بیسز پر مجاہدینِ الشباب کے حملوں میں ۷ فوجی اہلکار ہلاک ہوگئے۔

۱۵ اکتوبر: بورھاکابہ شہر کا میئر محمد سندیری مجاہدین کے ایک حملے میں زخمی ہوگیا۔

قوریولے شہر کے مضافات میں موجود یوگنڈہ کی فورسز کے پیٹرولنگ قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ۳ سے زائد فوجی اہلکار ہلاک جبکہ ۶ سے زائد زخمی ہوگئے۔

کسمایو شہر کے قریب مجاہدین نے امریکی سرویلنس ڈرون مار گرا کر اپنے قبضے میں لے لیا۔

۱۶ اکتوبر

قویورلے شہر میں افریقی اور صومالی افواج کے ملٹری بیسز پر مجاہدین الشباب کا حملہ، متعدد ہلاکتوں کی اطلاع

۱۷ اکتوبر

جنوبی صومالیہ کے صوبے گیدو میں ۵ ملیشیا اہلکار اپنے ہتھیاروں سمیت مجاہدینِ الشباب سے آملے۔

(بقیہ صفحہ ۶۲ پر)

''مذاکرات'' کی باسی کڑھی میں ابال اور امریکی وحشت کا شکار افغان مسلمان

سید نوراللہ شاہ

امریکہ میں صدارتی الیکشن قریب ہیں اور اوبامہ اپنی مدت پوری کر کے واپس جا رہا ہے، ایسے میں اوبامہ انتظامیہ اپنی کارکردگی دکھانے کے لیے جہاں عراق و شام میں نت نئے آپریشنز کا آغاز کیا ہے وہیں مجاہدین طالبان کو مذاکرات پر لانے کی پرانی کوششوں میں تیزی لائی گئی ہے۔امریکی انتظامیہ نے مذاکرات ڈرامے کا ٹاسک افغان کٹھ پتلی حکومت اور پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کے حوالے کیا ہے کہ بہر صورت مجاہدین کو مذاکراتی ٹیبل پر لایا جائے۔افغان حکومت اس خاطر اپنی تیئں کوششوں میں مصروفِ عمل رہی اور اس کا نتیجہ حزبِ اسلامی سے معاہدے کی صورت میں ظاہر ہوا لیکن اس سے آگے نہ ان کی اوقات ہے اور نہ طالبان مجاہدین ان کو گھاس ڈالتے ہیں۔علاوہ ازیں گلبدین حکمت یار نے بھی اگرچہ کٹھ پتلی حکومت سے معاہدہ کیا ہے مگر مجاہدین کے خلاف حکومت کا ساتھ دینے سے قطعی انکار کر چکا ہے۔

بعض اطلاعات کے مطابق ملا رسول کے شتر بے مہار سپلنٹر گروپ کو بھی مذاکرات کا ڈول ڈالا گیا جہاں سے مثبت جواب دیا گیا ہے اور انہی کو گویا طالبان مجاہدین بنا کر میڈیا نے اپنی کائیں کائیں سے آسمان سر پر اٹھا لیا اور طالبان کی افغان حکومت سے مذاکرات کی خبریں زور و شور سے عالمی میڈیا تک میں سنائی دینے لگیں، جس کی تردید کے لیے امارت اسلامیہ کو کئی بیانات جاری کرنے پڑے تب جا کر معاملہ ٹھنڈا ہوا اور نہ اس دفعہ میڈیا فرضی مذاکرات کرا کر ہی دم لیتا نظر آ رہا تھا۔

امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے اپنے رسمی بیانات میں واضح کیا کہ ایسے وقت میں کہ جب مجاہدین مسلسل افغانستان کے صوبائی مرکزی مقامات کو محاصرے میں لے رہے تھے اور کٹھ پتلی افواج سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہی تھیں تو اس وقت یہ مذاکراتی پروپیگنڈا صرف اور صرف مجاہدین کی تازہ فتوحات اور صلیبیوں کی تازہ ہزیمتوں کو چھپانے اور مظلوم مسلم عوام کی رنگ لاتی قربانیوں کے اور اُن کے ثمرہ پر پانی بہانے کی ایک بھونڈی کوشش ثابت ہوئی امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی اسٹیبلشمنٹ بھی نام نہاد افغان امن مذاکرات کے حوالے سے اپنا کنٹریکٹ حاصل کرنے کے بعد سے امارتِ اسلامیہ کو گھیرنے کی سازشوں میں مسلسل مصروف ہے۔اس غرض سے پہلے پہل امارتِ اسلامیہ کے رہنماؤں کو بڑی تعداد میں گرفتار کیا گیا اور یہ سلسلہ سالہا سال سے جاری ہے۔ان گرفتار مجاہد رہنماؤں کو مذاکرات پر راضی کرنے اپنی پوری کوششیں صرف کی گئیں مگر غیور مجاہد قائدین ان کے ظلم و تشدد کو برداشت کرتے رہے مگر اس بزدلانہ پیش کش کو قبول کرنا ان کے لیے ناقابلِ قبول تھا۔اس کے بعد ان خفیہ اداروں نے اپنی اصلیت واضح کرتے ہوئے کئی اہم رہنماؤں کو جیل کے اندر ہی شہید کر دیا، جن میں امارتِ اسلامیہ کے دور حکومت کے وزیرِ دفاع ملا عبیداللہ اخوند بھی شامل ہیں جو کراچی کی جیل میں ناپاک خفیہ ایجنسیوں کے مسلسل تشدد کی تاب نہ لا سکے اور جامِ شہادت نوش فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کچھ عرصے سے پاکستان میں آئی ایس آئی کی جانب سے امارتِ اسلامیہ کے مجاہد رہنماؤں کو ہدفی کارروائیوں میں شہید کرنے جیسے واقعات میں اضافہ دیکھنے کو آیا ہے، جو ان نام نہاد مذاکرات کے لیے امارتِ اسلامیہ پر ڈالے جانے والے دباؤ کی ایک مثال ہے۔علاوہ ازیں اب اس ظلم و تشدد کے کریہہ سلسلے میں تمام افغان مہاجرین کو شامل کر دیا گیا ہے۔امریکی ایما پر اور طالبان مجاہدین کو زیر کرنے کی غرض سے سالہا سال سے مقیم افغان مہاجرین کو بے دخل کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی اور اس پر عمل درآمد تیزی سے جاری ہے۔مظلوم افغان مہاجرین کو رشوت خور اور گھٹیا کردار کے حامل پاکستانی سیکیورٹی اہلکاروں سے ذلیل کروایا جانا اور ہزاروں بے گناہ افغان مسلم بھائیوں کو جیلوں میں بند کرنا بھی ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصہ ہے۔جب اس سلسلے میں امارتِ اسلامیہ نے مظلوم افغان مہاجرین پر تشدد اور افغان علماءِ کرام کی ٹارگٹ کلنگ وغیرہ جیسے مسائل پر بات کرنے کے لیے اپنا وفد پاکستان بھیجا تو ''خاکی میڈیا'' بھی عالمی میڈیا کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسے ''افغان مذاکرات'' میں پیش رفت قرار دینے لگا۔

مجاہدین کے رسمی ذرائع ابلاغ و ترجمان نے ان مذاکرات کو افغان عوام کے خلاف سازش قرار دیتے ہوئے کہا کہ آج جب مجاہدین مضبوط ہیں اور جارحیت پسند دشمن پسپائی کی حالت میں ہے تو میڈیا کی جانب سے مذاکرات کی رَٹ لگانے کا بنیادی مقصد اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنا ہے۔

افغانستان میں امریکہ کا ناکام سیاسی ڈھانچہ:

عبداللہ عبداللہ کا ستمبر میں دو سالہ معاہدہ ختم ہو چکا ہے مگر پھر بھی اس کا اپنے عہدے پر برقرار رہنا، افغانستان میں سیاسی ڈھانچے کی بدانتظامی کو ظاہر کرتا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔افغان حکومت کے تین اہم کردار اشرف غنی، عبداللہ عبداللہ اور بدنامِ زمانہ عبدالرشید دوستم ہیں جن میں سے دو پرانے وار لارڈز ہیں، اس طرح ان تین افراد کی سربراہی میں قائم کٹھ پتلی حکومت سپر پاور امریکہ کی جانب سے افغان عوام کو جمہوریت، آزادی، روشن خیالی اور ترقی کے نام پر دیا جانے والا ایک ایسا عجیب و غریب قسم کا تحفہ ہے کہ جو امریکی انتظامیہ کی سیاسی بصیرت کا پول کھولنے کے لیے کافی ہے۔مزید برآں یہ کہ یہ تینوں کٹھ پتلی کردار ایک منظم طریقہ کار کے ساتھ حکومت چلانے کی بجائے مسلسل ایک دوسرے پر الزامات و اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے اور اختلافِ عمل میں مصروف ہیں، اس لیے ایک صحافی نے کیا خوب کہا کہ

’’افغان حکومت طالبان مجاہدین کے ساتھ امن مذاکرات کی خواہش مند ہے مگر افغان صدر، نائب صدر اور سی ای او آپس میں امن میں نہیں رہ سکتے‘‘۔

یقیناً یہ کٹھ پتلی طالبان سے کیا خاک مذاکرات کریں گے۔ دارالحکومت کابل ،پرانے وار لارڈز کی آپسی رقابت واختلافات کی وجہ سے میدانِ جنگ بن چکا ہے اور افغان اہلکار اپنے اتحادیوں کے اور اتحادی تنظیمیں افغان فوجی اہلکاروں کے درپے ہیں مگر ’’سب اچھا ہے‘‘ کی گردان کرنے والے میڈیا کو سنا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایسی شان دار حکومتی انتظامیہ افغان قوم کو کبھی نصیب ہی نہیں ہوئی۔

افغانستان میں عسکری پیش رفت:

گزشتہ برس قندوز کی فتح اور اس کے بعد اتحادی فضائیہ کی عام آبادی پر بے دریغ بم باری کے بعد مجاہدین نے قندوز شہر سے انخلا کر لیا تھا۔ اس کے بعد سے قندوز میں موجود کٹھ پتلی افواج مجاہدین کے عسکری حملوں اور مسلسل دباؤ کا شکار تھیں مگر ۳ا کتوبر کو مجاہدین طوفانی یلغار کرتے ہوئے قندوز شہر پر حملہ آور ہوئے اور چند گھنٹوں میں شہر کے مرکز تک پہنچ گئے۔ کٹھ پتلی افسران فوراً سے پہلے شہر سے بھاگ نکلے اور قندوز ایئر پورٹ پر جا موجود ہوئے۔ لڑائی جاری رہی اور مجاہدین نے شہر کے بیشتر حصے پر قبضے کے بعد لڑائی کو پولیس ہیڈ کواٹر کی عمارت اور شہر کے مضافات میں موجود فوجی کیمپوں تک محدود کر دیا۔

۱۴ اکتوبر کو مجاہدین نے لڑائی کا دائرہ کار پھیلاتے ہوئے قندوز سے متصل صوبہ بغلان میں پھیلا دیا اور متعدد فتوحات حاصل کیں۔ اگلا دن ہلمند میں نئی فتوحات کا غاز ثابت ہوا اور مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ پر قبضہ کر لیا اور بے شمار اسلحہ وغنائم کے بعد اپنے اگلے ہدف پر نظریں گاڑ دیں۔ ایک ہی دن میں دوسرا ضلع خانشین میں بھی کٹھ پتلی افواج کا بستر گول کر دیا گیا۔

اب صوبہ ہلمند میں لڑائی مارجہ وناد علی اضلاع تک پہنچ چکی تھی جبکہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے تمام تر جھوٹے دعوؤں کے باوجود قندوز میں محصور گورنر ہاؤس، این ڈی ایس آفس اور پولیس ہیڈ کواٹر کے علاوہ قندوز شہر مکمل طور پر مجاہدین کے کنٹرول میں تھا جو کہ اب تک جاری ہے۔ بغلان میں پیش رفت جاری رہی اور نئے فوجی کیمپس اور چوکیوں پر مجاہدین کا جھنڈا بلند ہوتا رہا۔

۱۶ اکتوبر کو امارتِ اسلامیہ نے صوبہ بغلان کے صوبائی دارالحکومت ’’پل خمری‘‘ پر بڑے پیمانے پر حملہ کر دیا اور لڑائی شہر میں داخل ہو گئی۔ رات کو بھی مجاہدین کے خصوصی فورسز دستے کابل انتظامیہ کی افواج سے برسرِ پیکار رہے۔ مجاہدین کی پیش قدمی سے گھبرائی کٹھ پتلی افواج نے مقامی شہریوں کو ہتھیار تقسیم کرنے شروع کر دیے تا کہ ان کو ڈھال بناتے ہوئے شہر کو مجاہدین کے ہاتھوں جانے سے بچایا جا سکے۔ مجاہدین پر اقدامی کاروائی کا آغاز کرنے والے فوجی دستوں کو مجاہدین نے بھرپور جواب دیتے ہوئے ۲۱ ملٹری گاڑیاں تباہ کرنے اور متعدد فوجیوں کی ہلاکت کے بعد ہی فرار کا موقع دیا۔ دوسری جانب مجاہدین نے قندوز کی طرف جانے والے سارے راستے بلاک کر دیے۔

۱۶ اکتوبر کی شام کو صوبہ بغلان سے قندوز میں ایجنٹ افواج کی مدد کے لیے محوِ سفر ایک اہم فوجی قافلہ مجاہدین نے بغلان میں ہی مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کے شاندار حملے کا نشانہ بن کر خاکستر ہوا اور مجاہدین کے لیے بے شمار غنیمت کے حصول کا ذریعہ ثابت ہوا۔ اس حملے میں مجاہدین کو ۹ کے قریب چھوٹی بڑی فوجی گاڑیاں غنیمت میں ملیں جبکہ حملے کے نتیجے میں ۶۳ سے زائد ہمر و رینجر فوجی گاڑیاں اور سامان و گولہ بارود وغیرہ سے لدے ٹرک اور ٹرالر تباہ ہو گئے۔

ان نازک جنگی حالات میں یہ حملہ حقیقی طور پر کٹھ پتلی انتظامیہ کے لیے شکست وہزیمت کا تازیانہ ثابت ہوا۔ اسی روز مجاہدین نے صوبہ قندھار کے ضلع شورابک میں پولیسی ہیڈ کواٹر سمیت متعدد فوجی تنصیبات پر قبضہ کر کے علاقے پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا۔

اس وقت مجاہدین نے ہلمند کے مرکزی مقام لشکر گاہ، ارزگان کے مرکزی مقام ترین کوٹ کے علاوہ صوبہ قندوز، فاریاب، بغلان، بدخشاں سمیت متعدد صوبوں کے مرکزی مقامات اور باقی علاقے عموماً مجاہدین کے گھیرے میں ہیں اور دشمن افواج دن بدن عسکری، دعوتی و ابلاغی اور نفسیاتی شکست کھا رہی ہیں۔

دعوتی محاذ:

مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کے ذرائع کے مطابق ماہ اکتوبر میں کابل انتظامیہ کے ۱۰۴۸ سکیورٹی اہلکاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے ۴۸۸ عدد ہلکے و بھاری ہتھیار، ۶۱ فوجی گاڑیاں اور ٹینک، ۳۵ عدد موٹر سائیکلیں ۳۱ عدد وائرلیس سیٹیں، ۴ عدد کوڈن وائرلیس سیٹیں اور دیگر فوجی ساز وسامان مجاہدین کے حوالے کیے۔

صلیبی دشمن کے مظالم:

مجاہدین کے عسکری آپریشنز میں آنے والی مسلسل تیزی اور نت نئی فتوحات نے امریکی وکٹھ پتلی انتظامیہ کو پاگل کر دیا ہے۔ حالیہ کچھ عرصے سے امریکی وافغان سپیشل فورسز کے امریکی فضائیہ کی مدد سے ہونے والے نائٹ آپریشنز (چھاپوں) میں کافی تیزی دیکھنے میں آئی ہے جن کا اکثر نشانہ مظلوم افغان عوام بن رہے ہیں۔ صرف پچھلے ایک ہفتے میں جارحیت پسند امریکی تین مختلف سانحات کے ذمہ دار ہیں۔

سب سے پہلے صوبہ ننگرہار کے ضلع شیر زاد کے علاقے مرکی خیل میں رات کو کیے جانے والے ایک آپریشن میں عام آبادی پر شدید بمباری کی گئی جس میں ۳۰ سے زائد عام افغان شہید ہو گئے۔ اس کے ۲ دن بعد صوبہ ارزگان کے مرکز ترین کوٹ سے ملحق درویشاں نامی

علاقے میں امریکی طیاروں کی بمباری سے بچوں اور بزرگ افراد سمیت ۳۰ کے قریب افراد شہید ہوگئے۔

سانحہ قندوز:

۲ نومبر کی رات کو امریکی اور ان کی کٹھ پتلی افغان فورسز نے مشترکہ طور پر قندوز کے علاقے ''بزکندہاری'' میں چھاپے کے بعد اندھی بمباری کی، جس کے نتیجے میں ۵۰ گھر تباہ اور درجنوں افراد ملبے تلے دب شہید ہوگئے ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق ابھی تک ۴۰ سے زائد شہداء کی لاشیں ملبے سے نکالی جاچکی ہیں، جب کہ کئی افراد اب بھی ملبے تلے دبے ہوئے ہیں۔ ان میں بچوں، عورتوں اور بزرگوں سمیت بے شمار عام مسلمان شہید ہوگئے۔ صلیبی دشمن نے اس وحشیانہ بمباری کے کئی عذر تلاشے کبھی کہا گیا کہ مارے جانے والے سب طالبان تھے اور کبھی کہا گیا کہ طالبان عام آبادی کو ہیومن شیلڈ کے طور پر استعمال کر رہے تھے وغیرہ وغیرہ۔

دوسری جانب مجاہدین نے کہا کہ اس آبادی میں صرف ایک عام مجاہد کمانڈر کا گھر تھا جہاں وہ دو مزید مجاہد ساتھیوں کے ساتھ رات کو اپنے گھر والوں سے ملنے آئے تھے جن کی آڑ میں امن کے عالمی چیمپئن امریکہ نے آبادی پر چھاپہ مارا جس کے دفاع میں مجاہدین نے جوابی لڑائی کی جس میں وہ تین مجاہد شہید ہوگئے مگر کئی صلیبی اہلکار بھی ہلاک ہوگئے جس کا بدلہ لینے کے لیے امریکہ نے عام آبادی پر اندھادھند بمباری کرکے ۵۰ سے زائد گھر تباہ کردیے اور تقریباً ۵۰ کے لگ بھگ شہری بھی شہید ہوگئے، انااللہ واناالیہ راجعون۔ ان واقعات کے بعد افغان حکومت کا وہی رویہ ہے جو ایک کٹھ پتلی حکومت کا ہونا چاہیے، یہاں بھی انہوں نے اپنے امریکی آقاؤں کی شان میں گستاخی کرنا گوارا نہ کیا۔ لیکن اصل تو یہ ہے کہ اب جبکہ افغان کٹھ پتلیوں کو اپنی حکومت خطرے میں نظر آرہی ہے تو ذرائع ابلاغ کے مطابق امریکیوں کو ان آپریشنز میں شدت لانے کا اصرار خود افغان حکومت کی جانب سے کیا گیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ خود بھی ان آپریشنز میں مشترکہ طور پر صلیبیوں کے ساتھ حصہ لیتے ہیں تو اس صورت میں یہ کس طرح مقتول افغانوں کے ورثاء کے دکھوں کو سمجھ سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ

مجاہدین نے افگوئے شہر کے قریب ''موری'' ٹاؤن میں موجود صومالی افواج کی بیرکوں پر منظم اور کامیاب حملے کے بعد موری ٹاؤن پر مکمل کنٹرول حاصل کرلیا۔ فوجی اہلکار فرار ہو گئے۔

لوئر شبیلے صوبہ میں عیل-یوریقو اور کلو-۵۰ نامی علاقوں میں موجود صومالی فوجی بیرکوں پر دو مختلف حملوں میں متعدد صومالی ملیشیا اہلکار ہلاک وزخمی ہوگئے۔

۱۸ اکتوبر: مجاہدین نے افریقن فورسز کے ملٹری بیسز اور بیرکس پر ایک فدائی کاروائی کے ذریعے ابتدا کرتے ہوئے بڑا حملہ کرکے افگوئے شہر پر قبضہ کرلیا۔ حملے میں ۶ فوجی آفیسرز سمیت ۵۰ فوجی اہلکار ہلاک کئی زخمی ہوگئے جبکہ متعدد فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں

۲۴ اکتوبر: مقدیشو میں صومالی انٹیلی جنس ایجنسی کے ایک اہم رہنما جنرل عبدالعزیز آرے کو مجاہدینِ الشباب نے ہدفی کاروائی میں ہلاک کردیا

۲۵ اکتوبر: کینیا کے شمال مشرقی شہر مندیرا میں مجاہدین کے ایک حملے میں ۱۵ سے زائد کینیا کے صلیبی فوجی ہلاک ہوگئے

بلدوین میں جبوتی کے ملٹری بیس پر مجاہدینِ الشباب کے فدائی حملے میں ۷ افوجی اہلکار ہلاک جبکہ ۲۰ سے زائد زخمی ہوگئے۔

۲۶ اکتوبر: مقدیشو، دارالحکومت کے علاقے ھوڈان ایک حکومتی ملیشیا آفیسر سید محمد میں حرکت الشباب المجاہدین کی ہدفی کاروائی میں مارا گیا

۲۷ اکتوبر: مقدیشو میں ھوریوا نامی ضلع میں مجاہدینِ الشباب نے سپیشل آپریشن کرتے ہوئے ۵ ملیشیا اہلکار قتل کردیے۔

طیاگلو نامی شہر کو مجاہدین نے آزاد کرا لیا جہاں ۱۵ ملیشیا اہلکاروں نے ہتھیاروں سمیت اپنے آپ کو مجاہدین کے آگے سرنڈر کردیا

۲۸ اکتوبر: جنوبی صومالیہ کے صوبہ جوبا کے افمدو شہر کے مضافات میں مجاہدین کے ایک کمین حملے میں ۹ کینین فوجی اہلکار ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے جبکہ ۲ بکتر بند گاڑیاں بھی تباہ ہو گئیں، اس کے علاوہ دوسرے کمین حملوں میں بھی متعدد کینین کانوائے نشانہ بنے جن میں کئی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

صومالی ملٹری کورٹ کا ڈپٹی پراسیکیوٹر ''عبداللہ مایونگ'' اپنے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہوگیا، واضح رہے کہ پچھلے مہینے مذکورہ آفیسر مجاہدینِ الشباب کے ایک حملے کا نشانہ بن کر شدید زخمی ہوگیا تھا۔

مقدیشو کے وابری ضلع میں مارکہ شہر کا پولیس چیف مجاہدین کی ہدفی کاروائی کا نشانہ بن کر مردار ہوگیا۔

۳۰ اکتوبر: غلغدود ریجن میں حکومتی ملیشا کی عسکری پوزیشنز پر مجاہدینِ الشباب کے شدید حملے، ۷ ملیشیا اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے جبکہ مشین گنز سمیت متعدد اسلحہ مالِ غنیمت میں حاصل ہوا۔

جنوب مغربی صومالیہ کے شہر میں ایتھوپین فورسز کے ایک ملٹری بیس کو مجاہدین نے مارٹر کی شیلنگ کا نشانہ بنایا جس میں جانی نقصان کی اطلاعات ہیں۔

☆☆☆☆☆

قاری ضیاء الدین فاروق شہیدؒ کی زندگی اور جہادی خدمات

عبدالرؤف حکمت

خلاف جہادی کارروائیاں عروج پر تھیں۔ یہی وہ سال تھا، جسے امریکی جارحیت پسندوں نے اپنے لیے سب سے زیادہ خون ریز کہا تھا۔ میں نے اپنی صحافتی ذمہ داری کے تحت ارادہ کیا کہ صوبہ فاریاب کے جہادی مسئول کا انٹرویو کروں۔ دیارِ ہجرت میں ایک کچے گھر کے دروازے پر دستک دی، کچھ دیر بعد میزبان باہر آئے۔ سلام دعا کے بعد اندر جانے کے لیے وہ رہنمائی کرتے ہوئے مجھے ایک بوسیدہ کمرے میں لے گئے۔ کمرے میں درمیانے قد کا خوبرو نوجوان بیٹھا تھا۔ بہت گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔ ایک ہاتھ پر زخم ہونے کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہاں بیٹھے دیگر ساتھیوں سے میں نے فاریاب کے جہادی مسئول کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون ہیں تو انہوں نے اسی خوبرو نوجوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ قاری صاحب ہیں۔ قاری صاحب کے ساتھ طویل گفتگو ہوئی۔ آپ ان افراد میں سے تھے، جو پہلی ہی ملاقات میں کسی کے دل میں گھر کر جاتے ہیں۔ نہایت متواضع، مؤدب اور جہاد کا سچا اور محاذ پر جان لڑا دینے والا مجاہد، جس نے اپنا تن من سب کچھ اللہ کے دین کی سربلندی اور کفار کی شکست کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ قاری صاحب سے اس پہلی ملاقات نے مجھے اُن کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ مجھے یقین ہوا کہ اس تیس سالہ نوجوان کو اپنی عمر کی نسبت اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے کارناموں کے لیے منتخب کیا ہے۔ جی ہاں! قاری ضیاء الدین افغانستان کے شمالی علاقوں خصوصاً فاریاب، سرِپل اور جوزجان میں صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد کی بنیاد رکھنے والوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی مخلصانہ کوششوں اور قربانی کے ذریعے جہاد کی شمع روشن کی۔ عوام کو جہادی فکر دے کر سیکڑوں نوجوانوں کو اس راہ کے لیے تیار کیا اور آخر میں خود بھی اس راہ میں جام شہادت نوش کیا۔ یہاں جہادی تاریخ کے اس گمنام سپوت کی زندگی اور جہادی کارناموں کا جائزہ لیتے ہیں، تاکہ ایک حقیقی اور مخلص مجاہد کی داستانِ حیات سے آگاہ ہو سکیں۔

تعارف:

قاری ضیاء الدین فاروق نے افغان کیلنڈر کے مطابق ۱۳۵۸ش کو صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد کے توپ خانی گاؤں میں حاجی عبدالباقی کے گھر میں آنکھ کھولی۔ آپ کا تعلق ازبک قبیلے سے تھا۔ آپ کے والد اپنے قبیلے کے سربراہ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں توپ خانی میں مولوی شمس الدین کے مدرسے میں حاصل کی۔ پھر قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے ضلع شیرین تگاب کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا، آپ نے بہت کم عرصے میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ بعد ازاں دینی تعلیم کے حصول کے لیے پاکستان تشریف لے گئے۔ پاکستان میں پشاور کے ایک مہاجر کیمپ میں ایک مدرسے میں کچھ عرصہ زیرِ تعلیم رہے، لیکن کچھ عرصہ بعد پنجاب کے ضلع رحیم یار خان تشریف لے گئے اور وہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے ایک مشہور مدرسے میں داخلہ لے کر دینی علوم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس وقت افغانستان میں امارت اسلامی کی حکومت تھی اور کابل کے شمال میں جنگ جاری تھی۔ قاری ضیاء الدین کم عمر ہونے کے باوجود جہاد کے لیے نکل پڑے اور کابل پہنچ گئے۔ جہاد پر جانے والے مجاہدین میں اپنا نام لکھوانا چاہا، لیکن کم عمر ہونے کی وجہ سے انہیں جانے کی اجازت نہیں ملی۔ بعد ازاں قاری صاحب ہرات گئے اور وہاں فاریاب کے مشہور جہادی رہنما اور امارت اسلامی کے رہبری شوریٰ کے رکن مولوی عبدالرحمٰن سے گزارش کی کہ وہ انہیں جہاد میں حصہ لینے کی اجازت دیں۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب کہتے ہیں: قاری صاحب کو جہاد سے حد درجہ کی محبت تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی عمر امارت کی پالیسی کے تحت بہت کم ہے، اس لیے آپ کچھ انتظار کر لیں۔ قاری صاحب کہنے لگے کہ کہ جہاد کے لیے جرأت اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرے پاس یہ دونوں موجود ہیں۔ لیکن اجازت نہ ملنے پر انہوں نے ہرات میں دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ امریکا نے افغانستان پر جارحیت کی تو قاری صاحب اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑ کر جہاد کی راہ میں نکل پڑے۔

امریکہ کے خلاف جہاد میں بنیادی کردار:

امریکی جارحیت کے بعد قاری صاحب ایک سال تک اپنے آبائی علاقے میں مقیم رہے۔ وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت جہادی تربیت کے لیے گھر کو خیرباد کہہ گئے۔ آپ نے افغانستان اور پاکستان کے درمیان واقع دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں قائم مجاہدین کے تربیتی مراکز میں جہادی تربیت کا آغاز کیا۔ یہاں آپ کی ملاقات افغانستان کے صفِ اول کے مجاہدین سے ہوئی۔ یہاں آپ کا تعارف شہید قاری محمد طاہر فاروق سے بھی ہوا۔ قاری صاحب جہادی تربیت حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے جہاد کی دعوتِ عام کرنے کے لیے مختلف مدارس میں تشریف لے گئے، تاکہ مدارس کے طلباء، نوجوان نسل اور عام لوگوں کو جہاد کی فرضیت اور ضرورت سے آگاہ کریں۔ آپ کے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ اس وقت ہم ایک مدرسے میں زیرِ تعلیم تھے۔ قاری صاحب وہاں آتے اور طلباء کو جہاد کی دعوت دیتے تھے۔ آپ کے پاس ایک چھوٹا DVD پلیئر بھی ہوتا تھا، جس میں جہادی ویڈیو اور بیانات ہوتے تھے، جو آپ موقع کی مناسبت سے لوگوں کو دکھاتے تھے۔ قاری صاحب نے بعد میں اپنے آبائی ضلع دولت آباد کے نوجوانوں کو جہاد کی دعوت دی، جس کے نتیجے میں نوجوانوں کی بڑی تعداد جہاد کے لیے تیار ہو گئی۔ قاری صاحب نے گفتگو کے دوران اس علاقے میں جہادی کارروائیوں کے آغاز کے بارے میں بتایا کہ ’سب سے پہلے ہم نے یہاں جہاد کی دعوت دی۔ ہم گلی گلی اور گھر گھر جا کر لوگوں کو جہاد کی فرضیت سے آگاہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجاہدین راستے میں بیٹھ کر ہر آنے اور جانے والوں کو روک کر جہاد کی فرضیت اور اہمیت سے آگاہ کرتے۔ اس کام سے لوگوں کے دلوں میں مجاہدین اور جہاد سے محبت کی شمع روشن ہوئی اور مجاہدین پر اعتماد بڑھنے لگا۔ اس سے دشمن کے پروپیگنڈے دم توڑ گئے، جو سارا دن لوگوں کو بتاتے رہتے کہ یہ مجاہدین غیر ملکی ایجنٹ ہیں، لیکن لوگوں نے

دیکھا کہ تمام مجاہدین اُنہی کے علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔اس لیے وہ مجاہدین کے شانہ بشانہ کفار اوران کے معاونین کے خلاف بر سرپیکار ہوگئے۔

جہادی عملیات کا آغاز:

قاری صاحب اور ان کے ساتھیوں نے سب سے پہلے اپنے علاقے میں جہادی عملیات گوریلا کارروائیوں اور ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے شروع کیں۔ فاریاب، جوزجان اور سرپل کے مجاہدین مشترکہ طور پر گوریلا کارروائیوں میں حصہ لیتے رہے اور ہمیشہ الرٹ رہتے۔ کیوں کہ ان کی تعداد کم اور اسلحہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس لیے دشمن کے کمزور نکتوں پر حملہ کرتے اور جائے واردات سے بہت دور یعنی دوسرے صوبے میں چلے جاتے تھے۔ اس طرح مذکورہ تینوں صوبوں میں بہ یک وقت جہادی کارروائیاں جاری تھیں۔ بعدازاں افغانستان کے دیگر حصوں کی طرح فاریاب میں بھی جہادی کارروائیاں اعلانیہ طور پر شروع ہوگئیں، جن میں قاری ضیاء الدین صاحب کا کردار سب سے نمایاں تھا۔ آپ بڑے عرصے تک ضلع دولت آباد کے عسکری مسئول رہے، جب کہ ۲۰۰۹ء میں آپ کو صوبہ فاریاب کا جہادی مسئول مقرر کر دیا گیا۔

آپ کی رہنمائی میں فاریاب کے مختلف علاقوں میں دشمن پر لاتعداد تباہ کن حملے ہوئے، جن کے نتیجے میں ضلع اندخوئی کے گورنر اور آئی جی پولیس اسی طرح شیرین تگاب کے پولیس سربراہ سمیت دشمن کے متعدد اعلیٰ عہدے دار ہلاک ہوگئے۔ ۲۰۱۰ء میں مجاہدین کے زیرِ قبضہ علاقوں میں اتنی وسعت آئی کہ مجاہدین نے دولت آباد، شیرین تگاب، خواجہ موسیٰ، المار، قیصار، چھلگزی، گورزوان، بلچراغ اور لولاش اضلاع میں بہت سے علاقوں پر اپنا پرچم لہرادیا۔ اسی طرح فاریاب میں امارت اسلامی کی علاقائی تشکیلات بھی فعال ہوئیں، جن کے کے ذریعے فاریاب جہاد کے ایک ناقابل تسخیر محاذ میں تبدیل ہوا۔

شہادت:

قاری صاحب طویل اور مخلصانہ جہادی کارروائیوں کے بعد ۷ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں کے ایک بڑے چھاپے کے دوران ضلع دولت آباد کے قرغن قدق کے علاقے میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ کفار انہیں گرفتار کرنا چاہتے تھے، لیکن انہوں نے گرفتاری کے بجائے شہادت کو ترجیح دی۔ مذکورہ گاؤں اس ضلع کے مرکز کے قریب واقع ہے۔ قاری صاحب اپنے مجاہد ساتھیوں سمیت یہاں رہائش پذیر تھے۔ اس علاقے میں عام شاہراہ پر دشمن کے قافلوں پر حملوں کے منصوبے بناتے اور ساتھیوں کی تشکیل کرتے، جب دشمن کو ان کے ٹھکانے کا علم ہوا تو فضائی اور زمینی راستے سے اس علاقے میں ایک بڑا چھاپہ مارا۔ قاری صاحب گاؤں سے نکل گئے۔ کیوں کہ یہاں عام لوگوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے آپ صحرا کی طرف چلے گئے، لیکن دشمن کی جانب سے آپ کا فضائی اور زمینی تعاقب جاری تھا۔ سب سے پہلے دشمن نے ان پر فضائی حملہ کیا، جس میں ان کے ایک ساتھی شہید ہوئے اور آپ اپنے تین دیگر ساتھیوں کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ کو اپنے آبائی گاؤں سے بہت دور ضلع بلچراغ کے قریب میمنہ قشلاک کے علاقے میں سپرد خاک کیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

شہید قاری ضیاء الدین کی شخصیت:

قاری صاحب کا تعلق ایک امیر اور زمیندار گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد اپنے علاقے کے سربراہ اور باغات، زمینوں کے مالک تھے، لیکن قاری صاحب کو کبھی ان اشیاء سے محبت نہیں ہوئی۔ آپ نے دنیا کی عیش و عشرت کی زندگی کو خیر باد کہا۔ آرام و راحت کی زندگی کو پسند نہیں کیا اور اپنی ساری زندگی جہاد، ہجرت اور تکالیف میں گزار دی۔ آپ کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ قاری صاحب ایک متقی شخص تھے۔ بیت المال کی رقم کو نہایت احتیاط سے کام میں لاتے۔ جہادی مسئول ہونے کے باوجود بیت المال کی رقم خود استعمال نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے ایک ساتھی کو اس کام کے لیے مقرر کیا تھا اور بیت المال کے تمام امور ان کے سپرد تھے۔ جہاد سے انتہائی درجے کی محبت تھی۔ کم عمری میں جہاد کا شوق تھا اور امریکی جارحیت کے بعد اس وقت تک جہاد جاری رکھا، جب تک اس راہ میں شہادت کے بلند مرتبے پر فائز نہیں ہوگئے۔ رحمہ اللہ تعالی

☆☆☆☆☆

"امت مسلمہ کبھی بھی اس قدر بڑے فتنے میں مبتلا نہیں ہوئی جیسا کہ اب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی برائی مسلمانوں میں داخل بھی ہوئی تو وہ جزوی تھی یعنی چند لوگوں پر اس کا اثر تھا۔ لیکن ذرائع ابلاغ کے باعث آج یہ فتنہ عوام الناس تک پہنچ چکا ہے۔ کیونکہ ابلاغ کا کوئی نا کوئی ذریعہ ہر گھر میں موجود ہے۔ پس اس فتنے سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔ پہلے یہ تھا کہ اگر کوئی عالم گمراہ ہوتا تو اس کے افکار ایک محدود جگہ تک رہتے، یا بادشاہ فاجر ہو جاتا تو اس کا فجور اپنے محل تک ہی ہوتا۔ لیکن آج تمام لوگ طاغوتی نظام کے غلام ہیں اور ایسا تاریخ اسلام میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔

جب بھی کبھی دین سے دوری یا عقائد کی خرابی کا اندیشہ ہو تو ایک جماعت ایسی تھی جو اپنی کوشش سے بگاڑ کو سدھار لیتی، لیکن آج امت کے امام، علما اور فقیہ سب طاغوت کے زیر ہیں کچھ علما کے سوا جن پر اللہ نے خاص کرم کیا ہے۔ ان میں سے بعض سے میں نے بات کی تو کہتے ہیں کہ: ہم حق نہیں کہہ سکتے کیونکہ جب ہم حق بولنا چاہتے ہیں تو ہمارے ذہن گھروں میں موجود ہمارے بچوں اور بیویوں کے لیے پریشان ہوتے ہیں کہ وہ کہاں جائیں گے؟ ہمارا کیا بنے گا؟"

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

صدیق! تمہیں مبارک ہو!!

انعام اللہ خان

ر تھا کہ تمہارا

نام میرے سے اوپر لکھا ہے اور میرا اصرار تھا کہ نام میرا پہلے لکھا ہے۔ یہ شائد ہماری زندگی بھر کی دوڑ کا آغاز تھا۔ ایسی دوڑ جسے بالآخر تم جیت گئے۔ تمہیں یہ جیت مبارک ہو! سچ تو یہ ہے کہ تم ہی اس جیت کے لائق تھے!! مجھے معلوم ہوا تھا کہ یہاں سے جانے کے بعد تمہاری ڈاڑھی بہت بڑھ گئی ہے۔ ایک دوست نے ہنس ہنس کے تمہارے سرخ سفید چہرے پر جچتی، لہلہاتی ڈاڑھی کا نقشہ کھینچا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ کبھی موقع ملا تو اس حلیے میں بھی دیکھوں گا۔ اگر میرے ربّ کی رحمت شاملِ حال رہی تو اب جنت میں ہی تمہارا ساتھ ملے گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ تم اس حلیے میں کیسے دِکھتے ہوگے لیکن مجھے یقین ہے تمہارا وہ روپ بھی بہت حسین ہوگا۔ میرا تخیل اس سے آگے نہیں بڑھ پاتا۔ خاک و خوں میں غلطاں تمہارے دمکتے ہوئے چہرے کا تصور محال ہے۔ تم واقعتاً صدیق تھے اور خدا نے تمہیں سچ کر دکھایا۔

تم شروع ہی سے نفیس الطبع تھے۔ ہر چیز سلیقے، قرینے سے رکھنے کے عادی تھے۔ مجھ میں یہ سلیقہ کبھی نہ تھا۔ مجھے ابھی تک پرائمری میں کہی تمہاری باتیں یاد ہیں۔ تم شروع سے ہی گناہوں سے بھاگنے والے تھے۔ پچھلے اسکول میں پی ٹی ڈرِل چھوڑ کر صرف اس لیے ڈیسک کے نیچے چھپ جاتے تھے کیونکہ پی ٹی ڈرِل میں میوزک بجایا جاتا تھا۔ تمہاری معصیت سے کنارہ کشی، تمہاری پیشانی سے جھلکتی تھی۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ نمازوں کے بعد، گھٹنوں میں سر دیئے، دیر دیر تک تم اپنے ربّ سے نہ جانے کیا سرگوشیاں کرتے تھے۔ تمہاری یہ سرگوشیاں رائیگاں نہیں گئیں۔ تمہیں شہادت مبارک ہو! مجھے اپنے ربّ سے تمہاری شہادت کی قبولیت کی پوری امید ہے۔ بھلا بندوں کے اعمال کو ان کے ربّ کے سوا اور کون قبول کرتا ہے؟! اے ربّ! اس بندے کے حق میں میری گواہی قبول فرما! بے شک عالم الغیب تو تُو ہی ہے۔

میں نے زندگی میں پہلا باقاعدہ لین دین بھی تمہارے ساتھ کیا تھا۔ قریبی بُک سنٹر سے ہم نے پلاسٹی سینڈ لے کر اسکول فیلو زدی تھی۔ پھر اس پلاسٹی سینڈ کی رقم کی وصولی کے لیے پہلی بار گھر والوں سے چھپ کر میں تمہارے ساتھ اپنی کالونی سے دور ایک دوست کے گھر گیا تھا۔ تم سودا کرنے میں طاق تھے اور وصولی کرنے میں خوب ماہر۔ تم نے اپنے ربّ سے اپنی جان کا سودا کیا اور کیا ہی خوب وصولی کی!

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبۃ: ۱۱۱)

”اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“

تمہیں یہ سودا مبارک ہو!! تم لطیف مزاج کے انسان تھے۔ حسابی چیزوں سے دور بھاگنے والے۔ اپنے رنگوں کی دنیا الگ بسانے والے۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ انجنیئرنگ تمہارا ذوق نہیں۔ تم اپنے والد کی طرح ادبیات سے لگاؤ رکھتے تھے۔ تمہاری تحریر اس پر گواہ ہے۔ مشینوں اور اعداد کی بے لطف دنیا کے بجائے تم رنگوں اور تخیلات سے سجی دنیا کے متلاشی تھے۔ سو تم نے یہ دنیا پالی۔ تمہیں یہ دنیا مبارک ہو!

تم ریا سے کوسوں دور تھے۔ نفلی روزے رکھ کر بالکل نہ بتاتے تھے۔ دوست تمہیں اس پر ستاتے بھی تھے اور تم ہر بار دامن بچا جاتے تھے۔ تمہاری یادیں، تمہاری باتیں، تمہارے ساتھ بیتے لمحات، تمہارے ساتھ گزرے اوقات مجھے تمہیں ہرگز بھولنے نہ دیں گے۔ ہم بھی اسی راہ کے راہی ہیں جس پر تم نے لہو گرایا ہے۔ ہم بھی اسی کے خواہش مند ہیں جس کی تمہیں طلب تھی۔ حمزہ ابن عبدالمطلب کی طلب! آلِ یاسر کی طلب! تمہاری طلب! میری طلب!

☆☆☆☆☆

”حقیقت میں جب امریکی اور اُن کے اتحادی یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ وہ 'اسلام' کے دشمن نہیں تو اس سے مراد 'اعتدال پسند امریکی اسلام' ہوتا ہے نہ کہ اصل دینِ اسلام۔ اس اسلام کو ماڈریٹ اسلام کہا جاتا ہو یا روشن خیال اعتدال پسندی، دراصل یہ دورِ جدید کا دینِ اکبری ہے۔ جس میں امریکی بارگاہ میں کورنش بجالانا ہی عبودیت کی معراج ہے۔ اسلام میں جو مقام رضائے الٰہی کو حاصل ہے، اس ماڈریٹ مذہب میں وہی مقام (معاذاللہ) امریکی خوشنودی کو دے دیا گیا ہے۔ یہاں پر امریکی طاقت کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں بلکہ اس کی بالادستی کو شرعی لبادہ پہنانا ہی عین کارِ ثواب ہے۔ جب کہ اس کے برعکس جو اسلام توحید اور کفر بالطاغوت کی دعوت دیتا ہے، جو یہودی ریاست کے ناجائز وجود کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے، عالمِ اسلام کے قلب سے یہود و نصاریٰ کے اخراج کی دعوت دیتا ہے۔ آج پورا عالمِ مغرب بانگ دہل پکار رہا ہے کہ اس اسلام کے ساتھ ہمارا 'تہذیبی تصادم' ہے“۔

مولانا ابو محمد یاسر فک اللہ اسرہ

مجھے فردوس جانا ہے!

محمد فاروق عزام

آج ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ سیکڑوں جوان جو اپنی محبوب امت مسلمہ کے لیے دل میں تڑپ رکھتے ہیں، مظلوم مسلمانوں کے دکھوں پر مرہم رکھنا چاہتے ہیں، جو راہِ جہاد میں نکل کر عزیمتوں کی شاہراہ پر گامزن ہو کر حیاتِ جاوداں پانا چاہتے ہیں ان کے لیے سب بڑا مسئلہ یہ درپیش ہے کہ ان کے والدین اور گھر کے بڑے ان کو اجازت نہیں دے رہے۔ یہ بڑی افسوس کی بات ہے۔ کوئی بیٹا چھپ کر چلا جائے تو ماں کئی دن تک بیمار رہتی ہیں، والد اور رشتے دار مجاہدین کے مراکز میں ڈھونڈ کر اسے دوبارہ گھر لے آکر ان کی ایسی پٹائی کرتے ہیں۔ اکثر مائیں اپنے بیٹوں کو جہاد سے روکنے کے لیے کہتی ہیں: میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی اگر تم پھر چلے گئے!۔

ایک وہ ماں تھی خنساءؓ، جو اپنے چاروں بیٹوں کو لڑائی سے ایک دن پہلے بلا کر فرماتی ہیں:

> ”میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو، اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا۔ نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح وسالم اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو، اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلے میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اس کے شعلے بڑھکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا“۔

اللہ اکبر! مائیں ہوں تو ایسی ہوں! آج کی مائیں جو جہالت کی وجہ سے بیٹوں کو فرضِ عین ' جہاد سے روک رہی ہیں یہ تو عظیم گناہ کی مرتکب ہو رہی اور بیٹا چاہتا ہے کہ ماں باپ اپنی خوشی سے اجازت دیں تاکہ اگر مجھے شہادت نصیب ہوئی تو کل قیامت کے دن میں اپنی امی جان کی سفارش کر سکوں۔

اب ایسا کیا کرنا چاہئے کہ ماں باپ مان جائیں... سو اس کے لیے جوانوں کو بھی ذرا ہمت سے کام لینا ہو گا۔ گھروں میں فرضیتِ جہاد اور صحابہ وصحابیات کے واقعاتِ جہاد کی تعلیم شروع کی جائے اور انہیں بھی ترغیب دی جائے۔ تب بھی والدین نہ مانے تو صاف عرض کر دیں کہ: امی جان! جس رب نے مجھے آپ کی خدمت کرنے کا حکم دیا ہے اسی رب نے مجھے جہاد کا بھی حکم دیا ہے، میں آپ کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر ہوں، آپ کا ہر حکم ماننے کے لیے تیار ہوں مگر رب کے حکمِ جہاد کو آپ کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتا۔ چاہے آپ مانیں یا نہ آپ خوش ہو یا ناراض، میں تو ہر حال میں اللہ کا حکم مانوں گا!

ایک بات یاد رکھیے پہلی بار نکلنے پر آپ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا مگر محاذ پر دو تین دفعہ جانے کے بعد گھر والے سب مان جائیں گے اور اگلی دفعہ اپنی خوشی سے اجازت بھی دیں گے ان شاء اللہ!

کہا فرض کفایہ ہے!
کہا کس نے نبھایا ہے؟
کہا مسئلہ پرایا ہے!
کہاں دشمن سر آیا ہے!
تو کب ایسا زمانہ ہے
مجھے فردوس جانا ہے!
کہا ماں باپ کو دیکھو!
کہا حق رب کا زیادہ ہے!
کہا خوشیاں انہیں بھی دو
کہا یہی ارادہ ہے
انہیں رتبہ دلانا ہے
مجھے فردوس جانا ہے!

☆☆☆☆☆

”حقیقت یہ ہے کہ فوجی جرنیل افغانستان میں جہاد کرنے والوں کے لیے بھی دل میں اتنا ہی کینہ رکھتے ہیں جتنا کہ پاکستان میں جہاد کرنے والوں کے لیے۔ ان جرنیلوں کو پاکستان یا اس کی سلامتی کے ساتھ کوئی غرض نہیں، پاکستان کی عوام کے دین و دنیا کی بھلائی کی بھی انکو کچھ فکر نہیں۔
انکی دشمنی تو صرف اس شخص سے ہے جو اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکنے کے لیے تیار نہ ہو اور فرنگی قانون و جمہوریت کے باطل نظام کی جگہ تنہا اللہ تعالیٰ کا قانون ہی اللہ کی زمین پر نافذ کرنے کے لیے کوشاں ہو، مجاہد چاہے افغانی ہو یا پاکستانی، عرب ہو یا شیشانی، سبھی کو یہ جرنیل اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور آقا خواہ امریکی ہو یا برطانوی چینی ہو یا روسی سبھی کافروں کا دم بھرنا، سبھی کے مفادات کا تحفظ کرنا یہ سب کام کرنا پاکستانی فوج اپنا فرض منصبی سمجھتی ہے۔ تو پھر ایسی فوج کو پاکستانی فوج کی بجائے صلیبی فوج کہا جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔!!!“

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ماہِ جون میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

5ستمبر:

☆کابل شہر کے وسط حلقہ نمبر2 کے مربوطہ علاقے میں وزارت دفاع کے مین گیٹ میں پہلے شدید دھماکہ اور بعد میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید حافظ خلیل الرحمن تقبلہ اللہ نے اس وقت بارودی جیکٹ کے ذریعے شہیدی حملہ سرانجام دیا، جب اعلیٰ فوجی افسر اور حکام وزارت سے نکل رہے تھے۔جس کے نتیجے میں وزارت دفاع کا اعلیٰ فوجی افسر عبدلرازق پنجشیری سمیت متعدد آفسر اور کارکن ہلاک جب کہ درجنوں زخمی ہوئے۔اس مبارک معرکہ میں اعلیٰ فوجی افسر جنرل عبدالرازق پنجبیشری، پولیس اسٹیشن سربراہ اور نائب ،اشرف غنی کے دو محافظوں سمیت 58 اعلیٰ فوجی حکام اور کمانڈر ہلاک جب کہ درجنوں شدید زخمی ہوئے،

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے ڈرآب چارراہی کے علاقے میں ہونے والے دھماکہ سے ٹینک تباہ اوراس میں سوار 4 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی میں کمانڈر نعمت اللہ (غرچن) سمیت 12 جنگجوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔سرنڈر ہونے والوں نے 10 کلاشنکوفیں اور ایک وائیرلیس سیٹ بھی مجاہدین کے حوالے کردیا۔

6ستمبر:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے نوغی اور شہباز کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کانوائے پر حملہ کیا، جس کے نتیجے 2 ٹینک تباہ اور 4 اہل کار ہلاک جب کہ 6 اہل کار زخمی بھی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے نظرخان، عالم وال، خانی قلعہ اور چاردیوار کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی، 3 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے وسط شہرنو کے علاقے میں واقع استعماری ممالک کے خفیہ ٹھکانے (انٹیلی جنس مرکز) پر امارت اسلامیہ کے پانچ فدائین نے حملہ کیا، سب سے پہلے ایک فدائی نے بارود بھری گاڑی کو مین گیٹ سے ٹکرا کر تمام رکاوٹوں کو عبور کیا اور ہلکے و بھاری ہتھیاروں اور آتش گیر مادہ سے لیس چار فدائین مرکز میں داخل ہو کر وہاں تعینات انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کو نشانہ بنایا اور ساتھ ہی تازہ دم سیکورٹی اہل کاروں کو بھی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہا۔12 گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی کے دوران درجنوں جارح و کٹھ پتلی فوجیں، انٹیلی جنس سروس اہل کار اور سرکاری حکام ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ مرکز کو بھی نقصان پہنچا۔

7ستمبر:

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر کے دفاعی مراکز پر مجاہدین وسیع حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں 22 چوکیاں و مراکز، اور ککرک، خورمان، بلوچہ، دیجوز، فیروشہ اور تودہ اوبہ کے وسیع علاقے فتح، وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 8 قتل، 6 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے چارگل، وزیروں ماندہ اور الکوزوں شاخ کے علاقوں میں سیکڑوں فوجیوں و پولیس نے ہرات-قندھار شاہراہ کھولنے کی خاطر مجاہدین پر حملہ کیا، جن پر جوابی کارروائی کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ، 16 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ضلعی مرکز کے قریب ہونے والے دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں مجاہدین نے اللہ تعالی کی نصرت سے مرآباد کے علاقے میں واقع کمانڈر اکبر خان کے مرکز پر حملہ کیا اور مرکز فتح کرلیا۔مرکز میں تعینات کمانڈر نے چالیس اہل کاروں کے ہمراہ مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے 45 عدد مختلف النوع ہلکے و بھاری، سات فوجی گاڑیاں اور کافی مقدار میں فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کے حوالے کیا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سیدآباد کے بوزک، ناوگی، لوہڑہ، بیڑخیل، اوتڑیو اور ماشین قلعہ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں دفاعی مراکز پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے 4 اہم فوجی مراکز، 32 چوکیاں اور گرم آب، درویشان پایں اور مراد آباد کے علاقے فتح، وہاں تعینات اہل کاروں نے نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنالی، اور متعدد اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار بھی ڈالا ہے۔مجاہدین نے 4 ٹینک، 2 رینجر گاڑیاں، 3

پلڈر کاریں، ایک صرف کار، پانچ موٹر سائیکلیں اور 2 ہیوی مشن گنوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے مختلف علاقوں میں 19 پولیس اہل کار اور افغان فوجی مخالفت سے دستبردار ہوئے۔

8 ستمبر:

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر پر مجاہدین کے حملوں کے نتیجے میں وسیع علاقہ کوٹوال اور چار چوکیاں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے فتح ہوئیں اور دشمن فرار ہوا۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں مجاہدین داخل ہوئے اور سینٹرل جیل کو توڑ دیا، لیکن اس سے قبل ہی کٹھ پتلی انتظامیہ نے قیدیوں کو جیل سے ایئرپورٹ منتقل کر دیا تھا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کے وزیر کے علاقے شملک کے مقام پر صلیبی امریکی اور کٹھ پتلی فوجوں نے چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 5 صلیبی کمانڈوز ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیرو میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے تین اہم چوکیوں کا کنٹرول حاصل کر لیا۔16 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے دو اینٹی ایئر کرافٹ گنیں، ایک ایس پی جی نائن توپ، چار کلاشنکوفیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان مجاہدین نے غنیمت کر لی۔

9 ستمبر:

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں کٹہ سنگ، تغراک، سرخیب کے علاقوں مجاہدین نے جنگجوؤں کی چوکیوں اور کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پانچ چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 18 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔ دو راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشین گن، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز و سامان مجاہدین نے غنیمت کر لی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیرو میں بہارہ، لودیان اور فنہ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا ہے۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں پولیس کمانڈر حاجی عبدالباقی خان نے 8 ساتھیوں کے ہمراہ مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے پانچ کلاشنکوفیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی ساز و سامان مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں مجاہدین نے ایئرپورٹ پر ایسے وقت میں بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جب وہاں کمانڈوز کو ہیلی کاپٹروں سے اتروائے جا رہے تھے، جس کے نتیجے میں ایک ہیلی کاپٹر تباہ اور متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

10 ستمبر:

☆صوبہ غور کے ضلع دولینہ کے علاقے چہلگزی میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 15 زخمی اور دیگر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پسپا ہوئے۔

11 ستمبر:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک میں سرگردان چوک کے علاقے میں مجاہدین نے صوبائی پولیس چیف کو نشانہ بنایا۔ پہلے صوبائی پولیس چیف کی کار پر دھماکہ کیا گیا اور بعد میں مجاہدین نے شدید حملہ کیا۔ اس کارروائی میں صوبائی پولیس چیف کمانڈر زڑہ ور زاہد، جنگجو کمانڈر اور دو دیگر کمانڈروں سمیت 19 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بامیان کے ضلع کہمرد کے شہر پلاق کے علاقے میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 13 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

14 ستمبر:

☆کابل شہر کے دہمزنگ چوک پر مجاہدین کی مقناطیسی بم دھماکہ سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار کمانڈر میرویس سمیت 4 پولیس اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار کے تیمور کوپرک اور پل خواجہ عثمان کے درمیانی علاقے میں فوجی کاروان پر دھماکے ہوئے، جن سے ایک فوجی ٹینک اور ایک آئل ٹینکر تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے

15 ستمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے مرکز کے قریب بند برق کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 11 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے ہو گئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، 6 کلاشنکوفیں، ایک مارٹر توپ اور دیگر فوجی ساز سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر کے تورہ غونڈی کے علاقے میں پولیس ٹینک دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار 7 اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کے باران قلعہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے چار دیوار کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے متعدد میزائل داغے، جس سے مرکز کو نقصان پہنچنے کے علاوہ 5 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع دانگام کے مختلف علاقوں میں عالی قدر امیر المؤمنین نصرہ اللہ کے پیغام کو مجاہدین نے تقسیم کیا اور اس سلسلے میں کابل انتظامیہ کے سیکورٹی اہل کار بھی پیغام کو پڑھ کر متاثر ہوئے اور مقامی مجاہدین سے رابطہ کیا، جس کے بعد ایک عظیم الشان جلسے کے دوران کرنل سمیت 22 سیکورٹی اہل کار مجاہدین کی مخالفت سے دست بردار ہو گئے۔

16 ستمبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں کے مراکز اور چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو فوجی مراکز اور 32 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ وہاں تعینات اہل کاروں نے نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے پانچ موٹر سائیکلیں، ایک فوجی ٹینک، دو رینجر گاڑیاں اور کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیار غنیمت کر لی۔

☆صوبہ غور کے ضلع دولینہ کے چہلگزی بند کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئیں۔

18 ستمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئے کے بازار میں ارغنداب روڈ پر مجاہدین نے ضلعی جنگجو کمانڈر حاجی گل آغا اور اس کے دو محافظوں عبدالمتین اور قدرت کو مسلحانہ کاروائی کے نتیجے میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر کے سپینہ غبرگہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک اور تین رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 5 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر امریکی طیاروں نے میں کٹھ پتلی غلاموں کو نشانہ بنایا۔ قندھار پولیس چیف کمانڈر عبدالرازق کے ایما پر امریکی طیاروں نے سابق پولیس چیف کمانڈر مطیع اللہ کی چوکی پر شدید بم باری کی، جس کے نتیجے میں چوکی ملیامیٹ اور وہاں تعینات مطیع اللہ کے بھائی سمیت درجنوں پولیس اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار ضلع شاہ ولیکوٹ میں شاہ ترین کے علاقے میں واقع پولیس اہل کاروں کی دو چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 12 ہلاک جب کہ کمانڈر سمیت دو اہل کار سرنڈر جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔

19 ستمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کے مشکی کے علاقے میں بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے مربوطہ علاقے غزنی پکتیکا قومی شاہراہ پر ہونے والے حملے اور دھماکہ سے 5 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ میدان وردگ کے ضلع چک کے خوات درہ کے مدو، بابا قلعہ، کوڈی، حوری اور علیشہ کے علاقوں چوکیوں اور تازہ دم اہل کاروں پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا جس کے نتیجے میں تین فوجی ٹینک، دو رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غور کے ضلع شینکوٹ کا پولیس چیف مجاہدین کی طرف سے کیے گئے بم دھماکہ میں شدید زخمی ہوا۔

20 ستمبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع شوراوک کے سروچاھان کے علاقے میں واقع سرحدی پولیس مرکز اور دو چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پولیس مرکز اور دونوں چوکیاں فتح اور کمانڈر سمیت 10 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، دو ہیوی مشین گنیں، دو راکٹ لانچر، سات کلاشنکوفیں، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک مارٹر توپ، دو موٹر سائیکلیں اور مختلف النوع فوجی ساز و سامان مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے نمروکے علاقے میں واقع جنگجوؤں کی تین چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تینوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 3 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہو گئے، مجاہدین نے ایک رائفل گن، دو موٹر سائیکلیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر کے مربوطہ میزان روڈ پر مجاہدین نے فوجی گاڑی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک ہوئے اور 4 سنائپر گنیں، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز و سامان مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئے کے تازی کے علاقے شاہ حسن خیل کے مقام پر مجاہدین نے قلات شہر سے آنے والے اعلیٰ عہدیداروں رکن پارلیمنٹ حمید اللہ توخی، معاون سردار محمد، صوبائی گورنر بسم اللہ افغانمل، صوبائی کونسل کے سربراہ حاجی عطاجان، فوجی کمانڈر آصف توخی اور دیگر اہل کاروں کے کاررواں پر مجاہدین نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں دشمن کو جانی و مالی نقصانات ہوا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی کے امام صاحب بندر کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں اور کمانڈوز پر حملہ کیا، جس میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 13 زخمی ہونے کے علاوہ دو فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

21 ستمبر:

☆صوبہ روزگان کے ضلع چورہ میں 9 پولیس اہل کار اور جنگجو مجاہدین سے آملے۔

22 ستمبر:

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی کے قرلق، قومسائی اور امام صاحب بندر کے علاقوں میں کمانڈوز اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان شدید لڑائی لڑی گئی، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا ضلع خیر کوٹ کے مامور خیل کے علاقے میں جنگجو کمانڈر سمیع اللہ ولد زمرک پر حکمت عملی کے تحت حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر ہلاک اور ان کا محافظ شدید زخمی ہوا۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع علینگار میں کلشکہ کے علاقے میں امریکی کمانڈوز اور افغان سپیشل فورسز نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 امریکی اور 2 کٹھ پتلی اسپیشل فورس اہل کار ہلاک ہوئیں۔

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع جرم میں سوچ اور ریاب کے علاقوں میں مجاہدین نے کٹھ پتلی دشمن کی چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے سوچ کے علاقے میں دس اور ریاب کے علاقے میں 5 چوکیاں فتح ہوئیں اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 10 سے زائد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز ضلع دشت آرچی میں قرلق کے علاقے نو آباد کے مقام پر کٹھ پتلی فوجوں اور کمانڈوز نے مجاہدین پر کئی بار حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دشمن کے حملے ہونے کے علاوہ 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر کے تتمدرہ کے علاقے میں مجاہدین نے سابق کیمونسٹ اور موجودہ انٹیلی جنس آفسر حاجی کو ہدفی کاروائی کے نتیجے میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع غورک میں چینار کے مقام مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں 2 فوجی مارے گئے اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر میں شہیدان بازار کے علاقے میں مجاہدین نے نظم عامہ ٹینک کو 82 ایم ایم توپ کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور اس میں سوار اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ترخ ناور کے علاقے میں فوجی ٹینک دھماکہ سے تباہ ہوا اور بعد میں جب کٹھ پتلی فوجیں وہاں اکھٹے ہوئیں، تو مجاہدین نے دشمن کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

23 ستمبر:

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع گیزآب میں مجاہدین نے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں حملہ کیا، اللہ تعالی کی نصرت سے مجاہدین نے 12 چوکیوں پر قبضہ جمالی اور 25 سیکورٹی اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے ایک ہیوی مشین گن، 24 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز و سامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیا۔ آپریشن کے دوران دو کمانڈروں حمد اللہ اور قدرت سمیت 5 اہل کار ہلاک جب کہ تین گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر کے چولنگر کے علاقے میں مجاہدین نے دشمن کے مراکز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں صوبائی اعلیٰ کمانڈر نور محمد سمیت 26 کٹھ پتلی ہلاک جب کہ 7 گرفتار اور 3 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

24 ستمبر:

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر اور آس پاس فوجی مراکز پر مجاہدین کے حملوں سے معروف جنگجو کمانڈر نور محمد سمیت 50 اہل کار ہلاک، 7 گرفتار، 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ مجاہدین نے 55 عدد ہلکی و بھاری ہتھیار بھی غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین اور کمانڈوز کے درمیان شدید لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے 7 کمانڈوز ہلاک ہونے کے علاوہ دو فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی کے قرلق کلینک کے علاقے میں کٹھ پتلی دشمن نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی اور دیگر نے پسپائی اختیار کر لی، ایم 16 امریکی گن، ایک دوربین اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

25 ستمبر:

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں زرد کمر کے علاقے میں سیکورٹی فورسز اور مجاہدین کے درمیان شدید لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں صوبائی سیکورٹی افسر گل آغا اور انٹیلی جنس افسر ابراہیم سمیت 9 زخمی جب کہ 8 اہل کار ہلاک ہونے کے علاوہ ایک فوجی ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ روزگان کے مختلف علاقوں میں امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 127 سیکورٹی اہل کاروں نے ہتھیار ڈال دیے۔ ان اہل کاروں نے 90 عدد کلاشنکوفیں، 10 ہیوی مشین گنیں، 9 راکٹ لانچر، پانچ فوجی رینجر گاڑیاں، ایک ٹینک اور مختلف النوع فوجی ساز و سامان مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک میں چارراہی کے علاقے میں مجاہدین نے ظالم نائب کمانڈر میر ویس کو ہدفی کارروائی میں قتل کر دیا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع خروار کے مربوطہ علاقے میں پولیس اور فوجیوں کے کاروان کو مجاہدین کی کمین گاہوں کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ 3 رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع نورگل کے پنشیر ناؤ کے علاقے وزیری بابا کے مقام پر مجاہدین نے فوجی مرکز، چار چوکیوں اور گشتی پارٹی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد کے نشہ گام کے علاقے میں فوجی کمانڈر کی گاڑی پر دھماکہ ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کابل میں کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر ضلع سروبی کے شیر خانہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فائر بر گیڈ، ایک رینجر گاڑی اور تین بڑی سپلائی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ فوجی آفسر عبدالمنیر سمیت 3 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع ڈنڈ میں کلمتر کے علاقے میں غاصب فوجیوں کے ٹینک بم دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار 6 صلیبی فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غور کے ضلع شینکوٹ میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں کی ہیلی کاپٹر کو مار گرایا۔ تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر میں عملہ سمیت متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

26 ستمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع واغظ میں کابل دامن کے علاقے میں ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ پولیس چیف کے ٹینک پر دھماکہ ہوا اور اس میں سوار نائب پولیس سربراہ کمانڈر سمیع سمیت 5 پولیس اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں سیدوال کے علاقے میں مجاہدین نے سپیشل فورس کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 کمانڈوز ہلاک جب کہ 8 زخمی اور مجاہدین نے تین ہیوی مشین گنیں، ایک امریکن گن اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت لی۔

☆صوبہ کابل کے ضلع موسہی میں پائندہ خیل کے علاقے میں فوجی ٹینک پر ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

27 ستمبر:

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع جرم میں سوچ کے علاقے میں فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر سمیت 8 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے ذاخیل کے علاقے اخندان کے مقام پر واقع فوجی چوکی پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح کمانڈر شجاع اور ضابط عنایت سمیت 13 اہل کار ہلاک ہوئے اور مجاہدین نے 9 ایم 16 امریکن گنیں، دو ہیوی مشین گنیں، ایک امریکی سنائپر گن، ایک راکٹ لانچر، ایک کمانڈوز مارٹر توپ، ایک وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بہسود میں میران کے علاقے میں جاسوسی پرواز کرنے والے امریکی ڈرون طیارے کو مجاہدین نے نشانہ بنا کر مار گرایا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں وزیر خان جم کے علاقے میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 13 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی اور ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ مجاہدین نے تین ہیوی مشین گنیں، تین امریکی رائفلیں اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں کلنہ تائی کے علاقے پر صلیبی کمانڈوز اور کٹھ پتلی فوجوں نے چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں ایک صلیبی فوجی ہلاک جب کہ 4 کٹھ پتلی ہلاک اور 4 شدید زخمی ہوئیں۔

28 ستمبر:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں امریکی ایئر بیس پر میزائل حملہ کیا گیا۔ جب کہ قلندر خیل کے علاقے میں امریکی فوجیوں کے بکتر بند کو بارودی سرنگ حملے کا نشانہ بنایا گیا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 صلیبی فوجی واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں شاہ غاسی کے علاقے میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار افسر سمیت 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

29 ستمبر:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں خواجہ قشرئی کے علاقے میں جنگجو کمانڈر نظر میدہ کو مجاہدین نے ہدفی کارروائی کے نتیجے میں مار ڈالا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع چھلگزئی میں ایک اور جنگجو کمانڈر رحیم نے 20 اہل کاروں سمیت مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ سرنڈر ہونے والوں نے 3 ہیوی مشن گن، 3 راکٹ لانچر اور 14 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیے۔

30 ستمبر:

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں سیکورٹی اہل کاروں نے راستہ کھولنے کی ناکام کوشش کی، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے ایک پولیس اہل کار سمیت 11 کمانڈروز ہلاک اور 9 زخمی ہوئے، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۱۹ ستمبر: پشاور میں چارسدہ روڈ پر سیکورٹی اہل کاروں پر کیے گئے حملے کے نتیجے میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۵ ستمبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقے ترخو میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں امن لشکر کا سربرادہ ملک منان ہلاک جب کہ امن لشکر کا ایک کمانڈر علیم گل شدید زخمی ہوگیا۔

۲۷ ستمبر: شبقدر میں پولیس موبائل ریموٹ کنٹرول بم دھماکے سے نتیجے میں تباہ ہوگئی۔ سرکاری ذرائع نے ایس ایچ او سمیت ۹ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی

۲۸ ستمبر: جنوبی وزیرستان کے علاقے زرمیلان میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۴ اکتوبر: خیبر ایجنسی کے علاقے شام خیل میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں امن کمیٹی کے ایک اہل کار کی ہلاکت اور ایک کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۰ اکتوبر: باجوڑ کے علاقے ماموند میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں ۲ لیوی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۱۴ اکتوبر: کوئٹہ کے علاقے اسپنی روڈ پر ایف سی کی گاڑی پر فائرنگ کے نتیجے میں ۳ ایف سی اہل کاروں کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۴ اکتوبر: کرم ایجنسی میں خرلاچی چیک پوسٹ پر فدائی حملے کے نتیجے میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۴ اکتوبر: پشاور کے علاقے پردہ باغ میں فائرنگ کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار مارا گیا۔

۱۵ اکتوبر: افغان سرحد سے ملحق علاقے برمل میں مجاہدین کے حملے میں ۲ پاکستانی فوجی ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۵ اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل علینگار میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔ زخمی اہل کاروں کو اٹھانے کے لیے تازہ دم فوجی آئے تو ایک اور ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں سرکاری ذرائع کے مطابق مزید ۲ سیکورٹی اہل کار زخمی ہوگئے۔

۱۵ اکتوبر: باجوڑ کے علاقے ناواگئی میں برچمر کنڈ کے مقام پر بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں خاصہ دار فورس کے ایک اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۵ اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل پنڈیالی کے علاقے دویزئی میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۷ اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل غلنئی میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ۵ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۳ اکتوبر: شمالی وزیرستان کے علاقے شوال میں کنڈغر کے مقام پر پاکستانی فوج کے مورچوں پر مجاہدین نے بھرپور حملہ کیا۔ اس حملے میں ۸ فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے جب کہ فوج کے ۴ مورچے مکمل طور پر تباہ کر دیے گئے۔

۲۴ اکتوبر: گوادر کی تحصیل جیوانی میں فائرنگ سے ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۴ اکتوبر: چارسدہ کے علاقے سردریاب روڈ میں فائرنگ سے اسپیشل برانچ کا پولیس افسر اکبر علی مارا گیا۔

۲۴ اکتوبر: گوادر میں فائرنگ سے کوسٹ گارڈ کے ۲ اہل کاروں کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۵ اکتوبر: باجوڑ میں ہاشم ڈاک سرچیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ۵ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۲۵ اکتوبر: پشاور کے نواحی علاقے داؤدزئی میں پولیس اہل کاروں پر حملے کے نتیجے میں ۲ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۵ اکتوبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سلارزئی کے علاقے ملاسید میں بارودی سرنگ دھماکے میں باجوڑ لیویز کے ۱۵ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۵ اکتوبر: کوئٹہ کے علاقے سریاب میں واقع پولیس ٹریننگ سنٹر پر بھرپور فدائی عملیہ کے نتیجے میں سرکاری ذرائع کے مطابق ۶۵ سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ ۲۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔

۲۶ اکتوبر: کوئٹہ کے علاقے مستونگ میں دو سیکورٹی اہل کاروں کو فائرنگ کرکے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

۲۸ اکتوبر: سوات میں مجاہدین نے آئی ایس آئی کے اہل کار عمر علی کو ہدفی کارروائی کا نشانہ بناتے ہوئے قتل کر دیا۔

۳۱ اکتوبر: دیر میدان میں امن کمیٹی کے رکن بہادر خان کو فائرنگ کرکے قتل کر دیا گیا۔

کیسے پھر دینِ محمد ﷺ کی حفاظت کرتے

ہم اگر لطفِ شبِ وصل کی چاہت کرتے
کیسے پھر دینِ محمد ﷺ کی حفاظت کرتے

رونقِ زیست تو عصیاں میں غرَق کر دیتی
ہم تو مر جاتے نہ گر دل سے بغاوت کرتے

جھوٹی شہرت کے لیے، دولت و عشرت کے لیے
کوئی بتلائے کہ کیا رب سے عداوت کرتے ؟

اور بڑھتا ہے جنوں جاں سے گزر جانے کا
جب بھی عشاق کو ہیں لوگ ملامت کرتے

اب رکیں گے نہ قدم اپنے سوئے مشہد سے
لاکھ احباب کہیں ''کیوں ہو حماقت کرتے''

ہاتھ اٹھتے ہی گناہوں نے کیا شرمندہ
آہ! کس منہ سے تقاضائے شہادت کرتے

کاش! سو جانیں جو دامن میں ہمارے ہوتیں
راہِ الفت میں بہر گام سخاوت کرتے

فرصتِ شوق مصائب سے اگر مل جاتی
ہم بھی اک بار تمنائے سعادت کرتے

ہاں! یہی ایک تمنا ہے مرے مالکِ جاں
سر کٹاؤں ترے رستے میں تلاوت کرتے

حافظ ابن امام

تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے امریکہ کی اقتصادی قوت پر ضربیں لگائی جائیں!

”جہاں تک امریکہ کی عسکری قوت کا معاملہ ہے تو اس کے اور ہمارے درمیان فرق و تفاوت بہت زیادہ ہے اور ہمارے اسلحے کی ان کے جہازوں تک رسائی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر ہم کچھ کر سکتے ہیں تو وہ یہ کہ دفاعی خطوط کو وسعت دے کر فضائی حملوں کی شدت میں کمی پیدا کر دی جائے۔ لیکن ایک دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کی اقتصادی قوت پر ضرب لگائی جائے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کی عسکری قوت محض معاشی قوت کے سر پر کھڑی ہے۔ لہٰذا جب یہ جاتی رہے گی تو لازمی سی بات ہے کہ امریکہ کو کمزور طبقات کو اپنا غلام بنانے کی بجائے خود اپنی ہی فکر دامن گیر ہو جائے گی۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے امریکہ کی اقتصادی قوت پر ضربیں لگائی جائیں۔ یہ لوگ جو انسانی حقوق کے علمبردار اور حریت انسانی کے پاس دار ہونے کے دعوے کرتے تھکتے نہیں، ان واقعات نے ان کے اصل جرائم سے پردہ اٹھا دیا۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک انسان کی ہلاکت کے لیے محض سات گرام بارود کافی ہے، بلکہ یہ بھی زیادہ ہے لیکن اسی امریکہ نے طالبان اور عام مسلمانوں کے ساتھ اپنے بغض وعداوت کا اظہار کرتے ہوئے سات ٹن یعنی سات ہزار کلو گرام تک کے بم برسائے۔

اے حساب کرنے والو حساب کر کے تو دیکھو! سات ٹن کا مطلب ہے ستر لاکھ گرام! جبکہ انسان کی ہلاکت کے لیے سات گرام بارود بھی ضرورت سے زائد ہے۔ جب ہمارے کچھ نوجوانوں نے نیروبی میں امریکی سفارت خانے پر دو ٹن وزنی بم چلایا تو امریکہ چلا اٹھا کہ: ”یہ صریح دہشت گردی ہے اور اس میں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار استعمال کیے گئے ہیں“۔ جب کہ یہ خود چاہے سات سات ٹن وزنی بم برساتے رہیں اس میں کوئی حرج نہیں؟ اس طرح انہوں نے ایک پوری بستی کو صرف اس لیے ملیامیٹ کر دیا کہ لوگ ڈر جائیں اور عرب مجاہدین کی مہمان نوازی بلکہ ان کے قریب آنے سے بھی گریز کریں۔ اور اس سب کے بعد ان کا وزیر دفاع نمودار ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ہمارا حق ہے۔ یعنی یہ ان کا حق ہے کہ پوری پوری بستیاں صفحہ ہستی سے مٹا دیں بس اس شرط کے ساتھ کہ ایک تو وہ مسلمان ہوں اور دوسرے غیر امریکی!

یہ ان کا ایسا واضح جرم ہے جس سے یہ انکار نہیں کر سکتے۔ اور ہر مرتبہ ان کی جانب سے ایسے اقدامات کے بعد ہم یہی سنتے ہیں کہ ایسا غلطی سے ہو گیا جب کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ چند دن قبل انہوں نے اپنے تئیں خوست میں القاعدہ کے ایک مرکز پر حملہ کیا اور مسجد میں بم پھینکنے کے بعد کہنے لگے کہ: ”بم غلطی سے جا لگا“۔ جب کہ بعد میں تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس مسجد میں علمائے کرام نماز تراویح میں مشغول تھے اور بعد از نماز اس جگہ پر عظیم مجاہد قائد، بطل جہاد، مولانا جلال الدین حقانی جو سوویت اتحاد کے خلاف جہاد میں مرکزی راہنما کی حیثیت رکھتے تھے اور جنہوں نے ارض افغانستان پر امریکی قبضہ کو ماننے سے بھی صاف انکار کر دیا وہ ایک اجتماع منعقد کرنے والے تھے۔ ان لوگوں نے حالت نماز میں مسجد پر بم برسایا جس سے وہاں موجود ایک سو پچاس افراد شہید ہو گئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ! تاہم اللہ کے فضل و کرم سے شیخ جلال الدین حقانی محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ سو یہ ہے ان کا بغض اور نفرت سے بھرپور چہرہ، لہٰذا ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو بغیر تحقیق کے سنی سنائی باتوں پر یقین کرتے ہوئے دوسروں کی پیروی میں خود بھی ان حملوں کی مذمت میں اپنی زبانیں چلانے لگتے ہیں۔

امریکہ کے خلاف ہماری یہ دہشت گردی جائز اور مطلوب ہے، تاکہ ظالم کو اس کے ظلم سے روکا جائے اور امریکہ اسرائیل کی پشت پناہی سے اپنا ہاتھ کھینچ لے جو کہ بے دریغ ہمارے بچوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ اور یہ بات بالکل واضح اور غیر مبہم ہے لیکن پھر بھی یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے۔ امریکہ اور دوسرے مغربی لیڈر بارہا فلسطین میں لڑنے والی تنظیمات حماس، الجہاد اور دوسری تنظیموں کو دہشت گرد قرار دے چکے ہیں۔ اگر اپنا دفاع کرنا بھی دہشت گردی ہے تو آخر جائز کیا ہے؟ لہٰذا ہمارے دفاع اور ہمارے قتال کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں چاہے وہ ہم ہوں چاہے فلسطین میں لڑنے والے ہمارے حماس کے بھائی، ہم سب اس لیے لڑتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ سربلند ہو اور کافروں کے دعوے باطل ہو جائیں۔ اور تاکہ فلسطین اور دوسرے مسلم علاقوں میں کمزور اور نادار لوگوں پر ہونے والے مسلسل ظلم کو روکا جا سکے۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ کسی مسلمان کے لیے قطعی طور پر جائز نہیں کہ وہ کسی بھی تاویل کی گنجائش نکالتے ہوئے کفار کی حمایت کے اس گھڑے میں جا گرے کیونکہ یہ تو ایک انتہائی بھیانک اور شدید ترین نوعیت کی مذموم صلیبی جنگ ہے جسے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف پھیلایا جا رہا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے امریکہ کا خاتمہ بالکل قریب ہے اور ویسے بھی اس کا انجامِ بد اس بندۂ فقیر کے ساتھ مشروط نہیں۔ اسامہ مارا جائے یا بچا رہے اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس امت میں بیداری کا عمل شروع ہو چکا ہے“۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ